CC0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized by eGangotri

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

CC0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized by e

उर्दू संग्रह
पुस्तक का नाम हज़रत मोहम्मद और इस्लाम
लेखक डा० पन्डित इन्द्रलाल जी
प्रकाशन वर्ष
आगत संख्या 1435

حضرت محمد
اور

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

हज़रत मोहम्मद और इस्लाम

पुस्तकालय
गुरुकुल काँगड़ी विश्वविद्यालय, हरिद्वार

वर्ग संख्या .... आगत संख्या ....

पुस्तक-वितरण की तिथि नीचे अंकित है। इस तिथि सहित २० वें दिन तक यह पुस्तक पुस्तकालय में वापिस आ जानी चाहिए। अन्यथा १० पैसे के हिसाब से विलम्ब-दण्ड लगेगा।

5 JAN 1989

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

حضرت محمدؐ اور اسلام

ڈاکٹر پنڈت سندر لال


1435;U

ہندوستانی کلچر سوسائٹی الہ آباد

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

مطبع ——— نیا ہند پریس، ۱۴۵ منٹھی گنج الہ آباد

پبلشر ——— شنانتی پریس الہ آباد

تیسرا ایڈیشن

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اطلاع

"گیتا اور قرآن"، "حضرت محمد اور اسلام" دونوں کتابوں کے اردو ایڈیشن کیلئے ہندوستانی پرچار سبھا بمبئی نے پانچسو پچاس ۵۵۰ عدد کتابیں ہر ایک کتابوں میں کی اسکولوں، کالجوں، یونیورسیٹیوں، اور ادبی اداروں کو مفت دینے کیلئے ہندوستانی کلچر سوسائٹی کو ۸۰۰۰ ر کی امداد دینے کا فیصلہ کیا ہے، ہندوستانی کلچر سوسائٹی اس کے لئے ہندوستانی پرچار سبھا بمبئی کی مشکور ہے۔

بشمبھر ناتھ پانڈے
سکریٹری ہندوستانی کلچر سوسائٹی



الہ آباد

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

دو لفظ

اسلام کے پیغمبر کی زندگی اور قرآن دونوں کو میں نے اپنے معلم، ڈاکٹر مرزا ابو الفضل سے پڑھا ہے۔ مرزا ابو الفضل سنسکرت اور عربی دونوں زبانوں کے عالم تھے اور دین اسلام کے ساتھ ساتھ چاروں ویدوں اور بہت سی ہندو مذہب کی کتابوں کے پورے پنڈت تھے۔ وہ جس قدر علم کے ساگر تھے اسی قدر فراخدل، روادار اور آزاد خیال تھے یہ چھوٹی سی کتاب انھیں کی تعلیم کا نتیجہ ہے۔

اس کتاب کے پہلے ایڈیشن کا مسودہ میں نے مولانا ابو الکلام آزاد کو دکھا لیا تھا انکے بہت قیمتی سمجھاؤں کیلئے میں ان کا دل سے مشکور ہوں۔

مولانا حسین احمد مدنی نے سنہ ۱۹۴۲ء میں نینی جیل کے اندر اس کتاب کے پہلے ایڈیشن کو شروع سے آخر تک پڑھا اور جگہ جگہ اپنی مفصل رائے ایک نوٹ بک کی شکل میں لکھ کر مجھے دی۔ اس تیسرے ایڈیشن میں مولانا حسین احمد مدنی کی رائے اور انکے سمجھاؤں سے پورا پورا فائدہ اٹھایا گیا ہے۔ ان کی اس محنت اور محبت کے لئے میں ان کا بے حد احسان مند ہوں۔

اس ایڈیشن کا مقدمہ میرے عزیز پنڈت بشمبھر ناتھ پانڈے نے لکھا ہے۔ جس محبت اور قابلیت سے انھوں نے اس کام کو کیا ہے اس کی میرے دل میں قدر ہے۔ اس ایڈیشن کو دوہرانے بڑھانے اور دھیان سے اس کے پروف دیکھنے وغیرہ کی ساری محنت بھی انھوں نے ہی کی ہے۔ یہ نیا ایڈیشن زیادہ تر ان کی ہی محنت کا نتیجہ ہے۔

سندرلال ۔ (ڈی ۹ ۸ مارکیٹ اسکوائر، نئی دہلی-۱)

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

19

مقدمہ

اسلام کے پیغمبر حضرت محمد صلعم کا شمار دنیا کے عظیم سے عظیم افراد میں کیا جاتا ہے۔ وہ ایک معمولی غریب گھر میں پیدا ہوئے تھے اور اپنی موت سے پہلے سارے عرب کے بادشاہ تھے۔ برسوں کی تپسیا لمبے لمبے روزوں اور تنہائی کی گوشہ نشینی کے بعد عرب کی اس زمانے کی گری ہوئی حالت میں اللہ نے انھیں ان کے دیش اور تمام دنیا کی بھلائی کا راستہ دکھایا۔ اپنے مذہب کی تبلیغ شروع کرنے کے وقت وہ چالیس برس کے تھے اور تریسٹھ برس کی عمر میں وہ دنیا سے کوچ کر گئے۔

محمدؐ صاحب کے اپدیشوں اور ہدایتوں نے عربوں کے اندر سے بہت سی برائیوں کو جیسے شراب خوری، جوا، سود خوری، لڑکیوں کو مار ڈالنا وغیرہ جڑ سے مٹا دیا۔ سیکڑوں اور ہزاروں الگ الگ دیوی دیوتاؤں کو پوجنے والوں کو اپنے ان الگ الگ دیوی دیوتاؤں کو چھوڑ کر ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت سکھا دی۔ ایک دوسرے کے دشمن ہزاروں قبیلوں کو ایک دھاگے میں باندھ کر ان سب کی ایک قوم بنا دی۔ ساری قوم کے چلن اور رہن سہن کو پاک اور اونچا کر دیا۔ ان میں علم اور گیان کی چاہ پیدا کر دی۔ عرب کے ان سب ٹکڑوں کو جو الگ الگ بدیسی طاقتوں کے ماتحت تھے آزاد کر کے سارے دیش پر ایک خود مختار عرب حکومت قائم کر دی۔ اور یہ سب کام تئیس برس کے اندر پورا ہو گیا۔

محمدؐ صاحب کے مرنے کے سو برس کے اندر اندر عرب کا وہ نیا مذہب چین کی دیوار سے لیکر بحرِ اٹلانٹک تک ایشیا، افریقہ اور یورپ تینوں میں پھیل گیا۔ تمام پچھمی ایشیا

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اتری افریقہ اور آدھے یورپ میں عربوں کی حکومت قائم ہو گئی۔ طرح طرح کے علم و ہنر میں ان دنوں کے عرب پچھمی دنیا میں سب سے زیادہ بڑھی چڑھی قوم مانے جانے لگے آج دنیا میں تیس کروڑ سے زیادہ آدمی اسلام کے ماننے والے ہیں۔ اور دنیا میں کوئی ملک ایسا نہیں ہے جہاں کچھ نہ کچھ لوگ حضرت محمدؐ کی زندگی اور اسلام سے اپنی نجی زندگی کے لئے دھرم کا راستہ اور انسانی بھلائی کا سبق نہ سیکھتے ہوں۔

اس وقت کے مذہبوں میں بھی شاہی اور دیگر خاندانوں کی طرح دل بندیاں پیدا ہو گئی تھیں۔ ہر مذہب کا ماننے والا سمجھتا تھا کہ سچائی صرف میرے ہی حصے میں پڑی ہے۔ اور جو میرے مذہب کو ماننے والے ہیں جنت میں بس انھیں کے لئے جگہ ہے۔ دوسرے مذہب والوں کے لئے نہیں۔ ہر مذہب اوپری رسموں کو ہی مذہب کی حقیقت سمجھتا تھا۔ جیسے ریاضت کا ایک مخصوص طریقہ، قربانیوں کا رواج، کھانا پینا اور ایک خاص طرح کا لباس یہ رواج ہر مذہب کے ماننے والوں میں الگ الگ تھے اس لئے ہر مذہب والا یقین کرتا تھا کہ دوسرے مذہب والوں کے پاس مذہبی سچائی نہیں ہے۔ ہر مذہب کا دعویٰ یہی نہیں تھا کہ وہ سچا ہے، یہ بھی تھا کہ دوسرے مذہب انسانوں کو گمراہی کی طرف لے جاتے ہیں۔ نتیجہ یہ تھا کہ مذہب کے نام پر ہر مذہب دوسرے مذہب والوں سے نفرت کرتا تھا۔ اور ان کا خون بہانا تک جائز سمجھتا تھا۔

اسلام نے اس زمانے کی مذہبی گروہ بندی کے خلاف لوہا لیا۔ اس نے نئے سرے سے اس اصول کو پیش کیا کہ نہ صرف اسلام میں بلکہ دنیا کے سب مذہبوں میں سچائی موجود ہے۔ قرآن میں ایک سورۃ ہے :-

"اے محمدؐ ہم نے ہر گروہ کے لئے عبادت کا ایک طریقہ مخصوص کر دیا ہے۔ جس پر وہ عمل کرتا ہے۔ اس لئے لوگوں کو چاہئے کہ اس کے بارے میں جھگڑا نہ کریں۔ اے پیغمبرؐ تم لوگوں کو اپنے اللہ کی طرف بلاؤ"۔

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

جب اسلام کے پیغمبر نے بیت المقدس کے بدلے کعبے کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنی شروع کی تو یہ بات یہودیوں اور عیسائیوں کو کھلی کیونکہ وہ ان اوپری اور باہری باتوں پر ہی مذہب کا دار و مدار سمجھتے تھے اور انھیں کو جھوٹ اور سچ کی کسوٹی مانتے تھے۔ لوگوں نے اعتراض کیا کہ آپ نے قبلہ کا رخ کیوں بدل دیا۔ قرآن کے سورہ بقرہ میں اس کا جواب دیا گیا۔

"پورب اور پچھم دونوں اللہ کے ہیں اس لئے جدھر بھی تم مڑو ادھر اللہ کا منہ ہے۔" محمد صاحب نے اس معاملے کو بالکل دوسری ہی نظر سے دیکھا۔ اسلام کہتا ہے کہ تم اس طرح کی باتوں کو اتنی اہمیت ہی کیوں دیتے ہو؟ یہ نہ تو سچ اور جھوٹ کی ہی کسوٹی ہے اور نہ ان کا مذہب کے بنیادی اصولوں سے کوئی تعلق ہے۔ قرآن میں لکھا ہے۔

"ہر گروہ کے لئے کوئی نہ کوئی سمت ہے جس کی طرف عبادت کے وقت وہ اپنا منہ کر لیتا ہے۔ اس لئے اسے طول نہ دیکر نیکی کی راہ میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو چاہے تم جس جگہ بھی ہو۔ اللہ تمھیں ڈھونڈ نے گا۔ بیشک اللہ کی طاقت سے کوئی چیز باہر نہیں ہے۔" اسی سورۃ میں آگے چلکر کہا ہے۔

"دھرم یا نیکی اس میں نہیں ہے کہ تم نے اپنے منہ پورب کی طرف کر لئے یا پچھم کی طرف۔ دھرم یہ ہے کہ آدمی اللہ کو مانے، آخرت کو مانے، فرشتوں کو مانے، سب مذہبی کتابوں اور سب نبیوں اور رسولوں کو مانے۔ اللہ کی محبت کے ناتے یعنی اسکے نام پر اپنے مال اور دولت میں سے اپنے رشتہ داروں کو، یتیموں کو، ضرورت مندوں کو، راستہ چلتوں کو اور مانگنے والوں کو زکوٰۃ دے اور غلاموں کو آزاد کرنے میں اپنی دولت خرچ کرے اللہ سے دعا مانگتا رہے۔ زکوٰۃ دیتا رہے۔ جب کسی سے وعدہ کرے تو اسے پورا کرے اور مصیبتوں میں تکلیف میں اور

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

سختی کے دنوں میں صبر کرے۔ جو لوگ ایسا کرتے ہیں وہ ہی سچے ہیں اور وہ ہی متقی ہیں"

مذہبوں کی اس گروہ بندی کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ کی عبادت گاہیں بھی الگ الگ ہو گئیں۔ تمام مذاہب کے ماننے والے ایک ہی پرماتما کا دم بھرتے ہیں پھر بھی یہ نہیں ہو سکتا کہ ایک مذہب کے ماننے والے دوسرے مذہب والوں کے پوجا گھروں میں جا کر اپنے ڈھنگ سے پرماتما کا نام لے سکیں۔ کبھی کبھی لوگ مذہب کے نام پر دوسروں کے پوجا گھروں کو برباد تک کر دیتے ہیں۔ قرآن کہتا ہے اس سے بڑھ کر بے انصافی اور کیا ہو سکتا ہے کہ خدا کے بندوں کو اس کی عبادت سے روکے صرف اس لئے کہ وہ کسی دوسرے مذہب میں شامل ہیں۔ کیا مذہبوں کے فرق سے اللہ میں بھی فرق ہو گیا؟

قرآن میں لکھا ہے:-

"اس سے بڑھ کر غیر منصف اور کون ہو سکتا ہے جو اللہ کی عبادت گاہوں میں کسی کو اللہ کی عبادت اور اس کی حمد و ثنا سے روکے یا ان پوجا گھروں کو برباد کرنے کی کوشش کرے؟ جو لوگ ایسا ظلم اور زیادتی کرتے ہیں وہ اس قابل نہیں ہیں کہ اللہ کے پوجا گھروں میں قدم بھی رکھیں سوا اسکے کہ ڈرتے ڈرتے جائیں۔ ایسے آدمیوں کو اس دنیا میں بدنامی اور دوسری دنیا میں زبردست عذاب بھگتنا پڑے گا۔"

قرآن پرماتما کے بنائے ہوئے اس اصول کا اعلان کرتا ہے کہ "جس کسی نے بھی اپنے اعمال سے برائی کمائی اس کا پھل برا ہے اور جس کسی نے بھی بھلائی کمائی اس کا پھل اچھا ہے"۔ جس طرح زہر کھانے والا مر جاتا ہے چاہے وہ کسی بھی مذہب کا کیوں نہ ہو۔ اور دودھ پینے والا تندرست ہوتا ہے چاہے وہ کسی بھی مذہب یا نسل کا کیوں نہ ہو۔ قرآن کہتا ہے کہ خدائی مذہب کی جڑ یہی ہے کہ سب انسان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ اور سب ایک ہیں۔ خدا کے جتنے بھی رسول دنیا میں آئے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

سب نے یہی تعلیم دی کہ تم سب بنیادی طور پر ایک ہی مذہب اور ایک ہی قوم ہو اور تم سب کا پالنے والا بھی ایک ہی ہے۔ اس لیے مناسب ہے کہ تم سب اسی ایک پروردگار کی عبادت کریں اور ایک گھرانے کے بھائی بندکی طرح مل جل کر رہیں۔ قرآن نے بتایا کہ خدائی مذہب اس لئے تھا کہ انسانوں کے آپسی جھگڑے اور تفرقات دور ہوں۔ اس لئے نہیں تھا کہ خود مخالفت اور لڑائی کا سبب بن جائیں۔ اس لئے اس سے بڑھ گمراہی اور کیا ہو سکتی ہے کہ جو چیز اختلاف کو دور کرنے آئی خود ہی اختلاف کی جڑ بنالی جائے۔

اسلام کے مطابق اللہ کا دین اس لئے نہیں ہے کہ ایک انسان دوسرے انسان سے نفرت کرے بلکہ اس لئے ہے کہ ہر انسان دوسرے انسان سے محبت کرے اور سب ایک ہی پروردگار کے عبادت کے دھاگے میں بندھ کر ایک ہو جائیں۔ جب سب کا پالنے والا ایک ہے۔ سب کا مقصد اسی ایک عبادت سے ہے۔ ہر انسان کو اچھے برے کاموں کا ہی بدلہ ملنا ہے تو پھر اللہ اور مذہب کے نام پر یہ تفریق اور لڑائیاں کیوں ہیں؟

اسلام نے بار بار اس بات پر زور دیا ہے کہ سب مذہب سچے ہیں کیونکہ بنیادی مذہب ایک ہے اور وہ ہے مذہب انسانیت یعنی پریم دھرم۔ لیکن انسانوں نے اپنی گمراہی سے الگ الگ ٹولیاں بنالی ہیں۔ اس گمراہی سے لوگ ہٹ جائیں۔ تو سب مذہبی جھگڑے خود بخود مٹ جائیں۔ ہر گروہ دیکھے گا کہ اس کا راستہ بھی وہی ہے جو دوسرے گروہ والوں کا ہے محمد صاحب کے مطابق یہی الاسلام ہے۔

موٹے طور پر محمد صاحب کی تعلیم کا نچوڑ یہ ہے:-

(۱) "اللہ ایک ہے" اسکی کوئی شکل وصورت نہیں ہے۔ "وہ سب دنیاؤں کا مالک ہے"۔ اور "سب کو ان کے اعمال کا پھل دینے والا ہے"۔ اس ایک اللہ کے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

سوا کسی دوسرے کی پوجا نہیں کرنی چاہیئے۔

(۲) سب آدمی اسی ایک اللہ کے بندے اور آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ آدمیوں میں سب سے بڑھ کر عزت کے قابل وہ ہے جو برائی سے بچے اور نیکی میں لگا رہے۔"

(۳) دنیا کے سب بڑے بڑے مذہب اسی اللہ کی طرف سے آئے ہیں۔ ان سب مذہبوں کے قائم کرنے والوں کو ایک طرح ہی اُسی اللہ سے روشنی ملی ہے۔ اس لئے یہ سب مذہب سچے ہیں۔ اور بنیاد سے "سب مذہب ایک ہیں۔"

(۴) الگ الگ مذہبوں میں اپنے اپنے زمانے ملک اور حالات کے فرق سے رسم و رواج اور طریق بندگی میں فرق ہے۔ بنیادی اصولوں میں فرق نہیں۔ جھگڑے کی وجہ یہ ہو جاتی ہے کہ لوگ اپنے مذہبوں کے ان بنیادی اصولوں سے ہٹ جاتے ہیں۔ اور نیکی اور بھلائی کے کاموں کی بجائے اوپری رسم و رواجوں اور پوجا کے طریقوں کو زیادہ اہم سمجھنے لگتے ہیں۔

(۵) کسی بھی قوم یا ملک میں جب لوگ مذہب کے بنیادی اصولوں سے ہٹ جاتے ہیں تو اللہ انہیں کوئی نہ کوئی رسول یا پیغمبر بھیج کر اسکے ذریعہ ان میں "سچے دین کو پھر سے قائم کرتا ہے" اور لوگوں کو پھر ٹھیک راہ پر لاتا ہے۔ اس طرح کے پیغمبر سب قوموں، سب زمانوں اور سب ملکوں میں ہوتے رہے ہیں۔

(۶) الگ الگ مذہبوں کے قائم کرنے والوں یعنی الگ الگ ملکوں یا قوموں کے پیغمبروں میں فرق کرنا یعنی ان میں کسی کو ماننا کسی کو نہ ماننا گناہ ہے۔ قرآن اس نہ ماننے اور فرق کرنے کو کفر کہتا ہے۔

(۷) اسلام اپنے سے پہلے کی سب الہامی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے یعنی انہیں سچا ٹھہراتا ہے۔ اور محمدؐ صاحب اپنے سے پہلے کے "سب پیغمبروں کی مہر" یعنی ان سب کی تصدیق کرنے والے ہیں۔

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اپنی پوری زندگی میں محمدؐ صاحب نے اپنے کو ایک معمولی انسان سے زیادہ اور کچھ نہیں کہا۔ قرآن میں لکھا ہے۔

"لوگ کہتے ہیں کہ ہم اس وقت تک تمہاری بات ہرگز نہیں مانیں گے جب تک تم ہمارے لئے زمین سے پانی کا ایک چشمہ پھوٹ کر نہ نکال دو یا کھجوروں اور انگوروں کا ایک ایسا باغ نہ کھڑا کر دو جسکے بیچ سے اپنے آپ پھوٹ کر دریا بہہ رہے ہوں یا اپنے زور سے آسمان کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے ہمارے اوپر نہ گرا دو یا اللہ اور فرشتوں کو ہمارے سامنے لا کر کھڑا نہ کر دو یا اپنے لئے ایک سونے کا مکان نہ کھڑا کر لو یا آسمان میں نہ چڑھ جاؤ اور وہاں سے ایک ایسی کتاب نہ لے آؤ جسے ہم پڑھ سکیں۔ ان سب کے جواب میں ان سے کہہ دو کہ میرے رب کو یاد کرو۔ میں سوا ایک انسان کے اور ایک رسول کے اور کچھ نہیں ہوں:

"میں صرف تمہاری ہی طرح ایک آدمی ہوں۔ ہاں اللہ نے ہمیں یہ گیان دیا کہ تم سب کا ایک ہی اللہ ہے۔ اس لئے جو کوئی اپنے رب سے ملنے کی آس لگائے ہے اسے چاہیے کہ نیک کام کرے اور سوا ایک رب کے دوسرے کسی کی پوجا نہ کرے۔"

محمدؐ صاحب کی نجی زندگی سادگی اور فقیری کی زندگی تھی۔ آخر تک ان کا رہن سہن حد درجے کا سادہ اور محنتی تھا۔ کبھی کبھی تین تین دن انھیں اور ان کے گھر والوں کو لگاتار فاقہ کرتے ہو جاتے تھے اور انکے گھر میں چولھا نہ جلتا تھا۔ وہ اپنے گھر میں اکثر اپنے ہاتھ سے جھاڑو دیتے تھے۔ اپنے ہاتھوں سے اپنی بکریاں دوہتے تھے۔ اپنے ہاتھ سے اپنے کپڑوں میں پیوند لگاتے تھے۔ اپنے ہاتھ سے اپنی چپل سیتے تھے۔ خود اپنے اونٹ کا کھریرا کرتے تھے۔ کھجور کی چٹائی یا ننگی زمین پہ سوتے تھے۔

چھوٹے بڑے سب کے ساتھ ان کا برتاؤ ایک سا ہوتا تھا۔ بچوں سے انھیں خاص محبت تھی۔ بیماروں کو دیکھنے جاتے تھے۔ مسلم یا غیر مسلم کسی کا بھی جنازہ جا رہا ہو تو اٹھ کر کچھ

کچھ دور اسکے ساتھ جاتے تھے ان کی سوانح حیات لکھنے والا سر ولیم میور لکھتا ہے :-

" محمدؐ صاحب کی خاص عادت تھی چھوٹے سے چھوٹے آدمیوں کے ساتھ بڑی محبت اور عزت کا برتاؤ کرنا جھک کر چلنا، سب پر رحم کرنا اور ترس کھانا۔ کسی کے کئے یا کہے کا برا نہ ماننا اپنے اوپر قابو رکھنا۔ اور دل بڑا اور ہاتھ کھلا رکھنا۔ یہ محمدؐ صاحب کے اخلاق کی باتیں تھیں۔ جو ہر وقت چمکتی رہتی تھیں۔ اور جنکی وجہ سے آس پاس کے سب لوگ ان سے محبت کرنے لگتے تھے"۔

محمدؐ صاحب کی زندگی پر کارلائل نے لکھا ہے :-

" وہ فطرت کی وسیع آغوش سے نکلا ہوا زندگی کا زبردست دہکتا ہوا انگارہ تھا جو دنیا کے بنانے والے کے حکم سے دنیا کو روشن کرنے اور دنیا کو جگانے کے لئے آیا تھا"۔

محمدؐ صاحب کی نصیحتوں اور ہدایتوں نے نہ صرف پچھڑے ہوئے عربوں میں ایک نئی روح پھونکی بلکہ سیکڑوں برس تک یورپ کو بھی علم اور تہذیب کی روشنی سے جگ مگ رکھا۔ اسلام نے فلسفے، جوتش، ریاضی، طب پر رومی اور یونانی مصنفوں کی کتابوں کو بربادی سے بچایا۔ اور ان کو پھیلایا۔ کارڈووا، بغداد، قاہرہ، سیول کی یونیورسٹیوں میں اسلامی کلچر نے ترقی پائی۔ جہاں جہاں اسلام گیا اس نے وہاں کے علم و ہنر پر اپنا اثر ڈالا۔ منجھلے زمانے کے یورپ کے ملکوں پر جو جہالت کا اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ اس اندھیرے کو اس نے دور کیا۔ اور ضعیف الاعتقادی کی جگہ عقل کو بھلے برے کی کسوٹی بنانے پر زور دیا۔

مشہور فرانسیسی مورخ گوپارڈ لکھتا ہے۔

" عہد وسطیٰ میں اسلام کی تاریخ خود کلچر اور تہذیب کی تاریخ تھی۔ یورپ عربوں کا احسان مند ہے کہ انہوں نے یونانی سائنس اور فلسفے کو لاپرواہی کے اندھیرے

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

غاروں سے نکال کر روشنی میں رکھا اور تحفے کے طور پر اسے یورپ کو نذر کیا۔ اسی کا نتیجہ تھا کہ یورپ میں علم و فن کی نئی لہر پیدا ہوئی۔ جس نے بیکن کو جنم دیا۔ عیسیٰ کی ساتویں صدی میں جبکہ پرانی دنیا موت کے جبڑوں میں پھنسی ہوئی تڑپ رہی تھی عربوں نے اس میں علم و کلچر کا نیا خون ڈالا اور اسے زندہ کیا۔ انہوں نے ارسطو، افلاطون، اقلیدس اور آرکمڈیز کو بھولی ہوئی خندق سے باہر نکالا اور ان کی تصانیف کے عربی ترجمے یورپ کو نذر کئے"

ایک دوسرا مورخ ہاکنگ لکھتا ہے :۔

یہ بات بلا شبہ کہی جا سکتی ہے کہ پندرھویں صدی کے بیچ تک پچھمی دنیا کو اپنی تہذیب کی جس ترقی کا ناز ہے وہ ترقی اسلام کے ذریعے ہوئی"

ایچ بی ولس نے اسلام کی کامیابی کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے :۔

" ایک نئی نگاہ اور نئے جوش کے ساتھ مسلم عربوں نے علم و سائنس کی وہ سلسلہ وار ترقی جاری کی جسے یونانیوں نے شروع کر کے چھوڑ دیا تھا۔ اگر یونانی سائنسی تحقیقات کو جنم دینے والی ماں تھے۔ تو عرب انہیں دودھ پلا کر پالنے والی آیا۔ آجکل کی دنیا نے جو روشنی اور طاقت پرانے زمانے سے پائی وہ رومیوں کے ذریعے نہیں بلکہ عربوں کے ذریعہ"

ایک دوسرا مورخ بیک مین لکھتا ہے :۔

" محمدؐ کے ماننے والوں نے دنیا کی بھلائی کیلئے جو بہت سی کارآمد تحقیقات کی ہیں اور علم و سائنس کی ترقی دی ہے اسکے لئے ہم یورپ کے رہنے والے احسان مند ہیں۔ اس میں دو رائے نہیں ہو سکتی کہ اسلام کی روشنی پچھمی دنیا کیلئے ایک بہت بڑی برکت ثابت ہوئی جسکے لئے ہمیں محمدؐ اور اسلام دونوں کا مشکور ہونا چاہیے"

اس طرح محمدؐ صاحب کی زندگی اور ان کی نصیحتوں سے صرف عربوں کی ہی کایا پلٹ ہوگئی۔ بلکہ یورپ اور دنیا کیلئے بھی اسلام گیان اور سائنس کی ایک چمکتی ہوئی مشعل

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ثابت ہوا۔ آجکل کی یورپ کی تہذیب بہت درجے تک اسلام کی ہی دین ہے۔

ایک ایسے عظیم انسان کی زندگی اور ان کی نصیحتوں کا حال اس کتاب "حضرت محمدؐ اور اسلام" میں دیا گیا ہے۔ اس نئے ایڈیشن میں کتاب کو پھر سے دہرایا گیا ہے اور بہت کچھ بڑھایا گیا ہے۔ پڑھنے والوں کو "حضرت محمدؐ اور اسلام" کے اندر ایک ایسی عظیم شخصیت کی جھلکیاں ملیں گی جس نے کروڑوں انسانوں کی زندگی کو بدل دیا۔ اور انھیں لاعلمی کے اندھیرے سے نکال کر علم کی روشنی میں لا کھڑا کیا۔ پڑھنے والے اس کتاب سے دین اسلام کے ان بنیادی اصولوں کی بھی جانکاری حاصل کرینگے جنہوں نے اسلام کو مذہب انسانیت کا روپ دیا۔ اس میں شبہ نہیں "سرو دھرم سم بھاؤ" یعنی سب مذہبوں کو برابر عزت کی نظر سے دیکھو۔ اس اصول کا محمدؐ صاحب اور اسلام نے بڑے زوردار طریقے سے پرچار کیا۔ قرآن میں ایک جگہ نہیں بلکہ جگہ جگہ، مذہبی آزادی کا نعرہ بلند کیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام اپنے جنم کے سو برس کے اندر چین سے لیکر اسپین تک پھیل گیا۔ اور اس نے تھوڑے سے وقت کے اندر سیکڑوں بڑے بڑے صوفیوں، فقیروں، فلسفیوں، سائنس دانوں، مورخوں، محققوں اور عالموں کو جنم دیا جن کے احسانوں کے بوجھ سے دنیا دبی ہوئی ہے

مجھے یقین ہے کہ دیش واسی اس کتاب سے پورا فائدہ اٹھائیں گے۔ اور اسے پڑھ کر اسلام اور اسکے پیغمبر کے بارے میں صحیح صحیح رائے بنا سکیں گے۔

بشمبھر ناتھ پانڈے

۱۳۔ گوردوارا رکاب گنج روڈ

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کہاں کیا

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

عربوں کا دیس

حضرت محمدؐ کا جنم عرب دیس میں ہوا تھا۔

یہ دیس ہندوستان کے پچھم میں ایشیا کے دکھن پچھم کے کونے میں ہے جس کے تین طرف پانی ہے۔ پورب میں فرات ندی ہے اور اس کے بعد ایران کی کھاڑی، دکھن میں بحرِ ہند اور پچھم میں لال سمندر، اتر میں کچھ دور تک بحرِ روم ہے اور پھر شام اسیریا کا دیس جو ترکی سے ملا ہوا ہے۔ اور فرات ندی۔ لال سمندر عرب کو افریقہ کے پرانے ملکوں مصر اور ایتھوپیا سے الگ کرتا ہے۔ اور ایران کی کھاڑی عرب کو ایران سے الگ کرتی ہے۔ بمبئی اور کراچی کے بندرگاہوں سے عرب ایک ہزار میل سے کم ہے۔ عرب کا مشہور بندرگاہ عدن، جسے یورپ سے آنے والوں کے لئے بحرِ ہند کا دروازہ کہا جا سکتا ہے (۱۹۵۱ء میں) انگریزوں کے قبضے میں ہے

عرب کی لمبائی اتر سے دکھن تک قریب پندرہ سو میل اور چوڑائی پورب سے پچھم تک اس کی لگ بھگ آدھی ہے۔ پھیلاؤ ہندوستان کے آدھے سے کچھ زیادہ ہے لیکن آبادی مشکل سے ہندوستان کا پچاسواں حصہ ہے۔

بات یہ ہے کہ عرب کا بڑا حصہ، خاص کر بیچ کا ایک بہت بڑا حصہ ریگستان ہے۔ جہاں کہیں کہیں سیکڑوں میل تک پانی یا ہریالی کا نشان تک نہیں ملتا۔ کہیں کہیں بیچ بیچ میں اور خاص کر کناروں کے آس پاس اونچی پہاڑیاں اور ہری بھری وادیاں ہیں جن میں کسی کسی جگہ طرح طرح کے اناج اور قہوے کے علاوہ سیب اور ناشپاتی، انجیر اور بادام، انار اور انگور جیسے پھل بڑھیا اور بہتات سے ہوتے ہیں۔

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

لیکن عرب کا خاص میوہ کھجور ہے جسکی دنیا میں کہیں اتنی قسمیں نہیں ہوتیں جتنی عرب میں۔ وہاں کے خاص جانور اونٹ، گھوڑے اور گدھے ہیں۔ عرب کے برابر تیز اور عمدہ گھوڑے دنیا میں اور کہیں نہیں ہوتے۔ اور وہاں کے گدھے بھی خوبصورت اونچے اور تیز چلنے والے ہوتے ہیں۔

یورپ اور دوسرے ملکوں سے آنے والے لوگ عرب کی آب و ہوا کی کھلے دل سے تعریف کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ شیرینگر نامی ایک عالم جو یورپ کے سب سے اونچے پہاڑ آلپس کا رہنے والا تھا، لکھتا ہے کہ آلپس یا ہمالہ دونوں میں سے کسی کی آب و ہوا اتنی زیادہ طاقت اور جیون دینے والی نہیں ہے جتنی عرب کے ریگستان کی کہا جاتا ہے کہ سکندر نے عرب کی آب و ہوا سے خوش ہو کر ہندوستان سے لوٹنے پر عرب کو جیتنے اور وہیں اپنی راجدھانی قائم کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ لیکن موت نے اسے وہاں تک پہونچنے نہ دیا۔

عربوں کا رہن سہن

محمد صاحب سے پہلے اس بات کا پتہ نہیں چلتا کہ اس سارے دیش میں کبھی بھی کسی ایک بادشاہ کی حکومت رہی ہو۔

کئی چھوٹی چھوٹی بادشاہتیں دیش کے الگ الگ حصوں میں کبھی کبھی قائم ہوئیں اور چھٹی صدی عیسوی میں بھی موجود تھیں۔ ان میں سے کئی بادشاہتیں کئی کئی صدیوں تک رہیں۔ ان میں کوئی کوئی بالکل آزاد ہوتی تھیں۔ اور کوئی پاس کے کسی غیر

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ملکی سلطنت کے ماتحت ہوتی تھیں لیکن سارا عرب دیس چھٹی صدی سے پہلے کبھی کسی ایک دیسی یا بدیسی طاقت کے قبضے میں نہیں رہا۔ اسی راج کاج کے خیال سے اس سے پہلے عرب کو ایک راج یا ایک قوم نہیں کہا جا سکتا تھا۔

عرب اور خاص کر پچھمی کنارے کے پاس کا حصہ جسے حجاز کہتے ہیں جس میں مکہ اور مدینہ کے مشہور شہر ہیں، اور جو صدیوں سے کسی ایک بادشاہ یا حاکم کے ماتحت نہ رہا تھا۔ محمد صاحب کے وقت تک سیکڑوں قبیلوں میں بٹا ہوا تھا۔ جن میں سے ایک ایک قبیلہ کی کئی کئی شاخیں اور ان میں کبھی کبھی سیکڑوں گھرانے اور کئی کئی ہزار مرد، عورت اور بچے مل کر ایک بہت بڑے کنبے کی طرح رہتے تھے۔ ہر کنبے کے تمام مرد اور عورت آپس میں محبت اور بھائی چارے پن کی ڈور میں بندھے رہتے تھے۔ سب ایک دوسرے کا بچاؤ کرنا اپنا فرض سمجھتے تھے۔ ایک دوسرے کیلئے بڑی سے بڑی قربانی کرنے میں اپنا بڑپّن مانتے تھے۔ قبیلے کے اندر سب کی چیزیں کھلی پڑی رہتی تھیں۔ اور کبھی چوریاں نہ ہوتی تھیں۔ قبیلے کے لوگوں میں سے کسی ایک کی بے عزتی سارے قبیلے کی بے عزتی سمجھی جاتی تھی۔ اور قبیلے کی آن کا خیال ان لوگوں میں اتنا بڑھا ہوا تھا کہ ان کی سب آپس کی لڑائیوں یا ان کی صلح کی وہی بنیاد ہوتی تھی۔

ہر قبیلے کا ایک سردار ہوتا تھا جسے شیخ کہتے تھے۔ قبیلے کے سب خاندانوں کے مکھیوں کی رائے سے شیخ کا چناؤ ہوتا تھا۔ شیخ ہی اپنے قبیلے کا حاکم، قبیلے کے نوجوانوں کا جرنیل اور مذہب کے معاملوں میں سارے قبیلے کا پیر اور رہنما ہوتا تھا۔

ہر قبیلے میں آپسی میل اور محبت، قبیلے کی آن کا خیال، سردار کا کہنا ماننا یہ سب بھلائیاں ان میں موجود تھیں۔ باہر والوں یا دوسرے قبیلے والوں کے ساتھ میں کبھی اپنے قول کو پورا کرنے، مہمان کی خاطر کرنے اور جس کا بازو پکڑ لیا اس کا ساتھ

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

بنجارے یا عرب بدو کے نام سے مشہور تھے۔ الگ الگ قبیلوں کے لوگوں کے رہن سہن ان کے رسم و رواج ، ان کی بولی اور ان کے مذہبی خیال بھی کافی ملتے جلتے تھے۔ لیکن یہ سب قبیلے کسی ایک ڈور میں بندھے ہوئے نہ تھے اور نہ ان سب کا کوئی ایک بادشاہ تھا۔

اتنا ہی نہیں، بلکہ سارے گیارہ ، بارہ اور ایک دوسرے تک سارے عرب میں ان ان گنت قبیلوں کی ایک دوسرے کے ساتھ آئے دن لڑائیاں ہوتی رہتی تھیں۔ ان لڑائیوں کا ایک سبب یہ تھا کہ ہر قبیلے کو اپنی نسل کے بڑپن کا بیجا گھمنڈ تھا۔ اور اگر کسی قبیلے کے ایک آدمی نے دوسرے قبیلے کے کسی آدمی کے سامنے اپنی نسل کی بڑائی کی اور دوسرے سے نہ برداشت ہوا تو دونوں طرف سے تلواریں کھنچ جاتی تھیں۔ دوسرا سبب اس سے ملتا جلتا یہ تھا کہ اگر ایک قبیلے کے کسی آدمی نے دوسرے قبیلے کے کسی آدمی کی بے عزتی کر دی یا اسے مار ڈالا ــــ اور یہ آئے دن کی باتیں تھیں ــــ تو پھر سارے قبیلے کی طرف سے بدلا اور بدلے کا بدلہ کئی کئی پشتوں اور کبھی کبھی کئی صدیوں تک جاری رہتا تھا جس میں دونوں طرف سے سیکڑوں جانیں جاتی تھیں۔

اس زمانے کے عرب یہ مانتے تھے کہ جب کوئی آدمی مار ڈالا جاتا ہے تو اسکی روح چڑیا بن کر برسوں اس کی قبر کے پاس منڈلاتی رہتی ہے۔ اور "اسقُونی ، اسقُونی" چلاتی رہتی ہے۔ جس کا مطلب "مجھے پلاؤ، مجھے پلاؤ" اور جب تک مارنے والے کا خون اسے پینے کو نہ ملے اور بدلا کا بدلہ نہ لیا جائے تب تک وہ اسی طرح چلاتی رہتی ہے۔ اسی لئے اپنے قبیلے کے کسی آدمی یا کسی بزرگ کے قتل کا بدلہ لینا ہر عرب اپنا فرض سمجھتا تھا۔

ان گھریلو لڑائیوں میں جو مرد، عورت یا بچے قید کر لیے جاتے تھے وہ

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

غلاموں کی طرح رکھے جاتے تھے۔ غلاموں کے ساتھ ان لوگوں کا سلوک بہت برا تھا
جانوروں کی طرح وہ بازاروں میں بیچے جاتے تھے۔ کسی غلام کو مار ڈالنے کی کہیں
کوئی سزا نہ تھی۔ غلام عورتوں کو اکثر ناچنا گانا سکھایا جاتا تھا۔ اور پھر ان کے
ساتھ بازاری عورتوں جیسا برتاؤ ہوتا تھا۔ اور کبھی کبھی ان کا مالک ان سے پیشہ
کرا کر پیسہ کماتا تھا۔

ایسی حالت میں الگ الگ قبیلوں میں محبت اور میل جول کی بات کرنا
اور بھی مشکل تھا۔

عورتوں کے ساتھ اس وقت کے عربوں کا برتاؤ بہت خراب تھا۔ پرانے
راجپوتوں کی طرح اس زمانے کے عرب کسی کو اپنا داماد ماننا یا لڑکی کا باپ ہونا اپنے
لئے بڑی شرم کی بات سمجھتے تھے۔ لڑکیوں کو زندہ گاڑ دینے کا عام رواج
تھا۔ کچھ لوگ غریبی کی وجہ سے بھی لڑکیوں کو مار ڈالتے تھے۔ لڑکا ہمیشہ کیلئے
گھرانے کی آمدنی کے بڑھانے کا ذریعہ ہوتا تھا۔ لڑکی نہیں۔ کہیں کہیں تو جب
کسی عورت کے بچہ ہونے کو ہوتا تھا تو وہیں اس کے پاس ایک گڈھا کھود دیا
جاتا اگر لڑکا پیدا ہوا تو اس گڈھے کو یوں ہی بھر دیا جاتا تھا۔ اور اگر لڑکی
ہوتی تو اسے اسی گڈھے میں ڈال کر اوپر سے مٹی بھر دی جاتی تھی۔ کہیں کہیں
جب لڑکی پانچ چھ برس کی ہو جاتی تھی تو ایک دن اس کا باپ اسکی ماں سے آکر
کہتا تھا "اپنی بیٹی کو نئے نئے کپڑے پہنا کر اسے خوشبو لگا دو تو میں اسے اسکی
ماؤں کے پاس پہونچا آؤں"۔ اس کے بعد وہ لڑکی کو آبادی کے باہر ایک گڈھے
تک لے جاتا تھا۔ لڑکی کو گڈھے کے سرے پر کھڑا کر کے نیچے جھانکنے کے لئے کہتا تھا
اور پھر اچانک اسے دھکا دیکر گڈھے میں ڈھکیل دیتا تھا۔ اور اپنے ہاتھ سے
مٹی بھر دیتا تھا۔ عربوں میں ان دنوں ایک کہاوت مشہور تھی کہ سب سے

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

انہیں داماد قبر ہے"۔

معلوم ہوتا ہے اس رواج کا نیکما پن کبھی کبھی عربوں کے دلوں میں بھی چبھن پیدا کر دیتا تھا۔ عثمان نامی ایک عرب کی آنکھوں سے زندگی بھر میں صرف ایک بار آنسو ٹپکتے ہوئے دکھائی دیئے جبکہ اس کی اس بھولی بھالی لڑکی نے جسے وہ زندہ گاڑنے کے لئے لے گیا تھا۔ اپنے باپ کی داڑھی پر گڑھے کی گرد لگی دیکھ کر اسے اپنے ننھے ہاتھوں سے پونچھنا چاہا تھا۔

ماں باپ کی جائداد میں لڑکیوں کا کوئی حصہ نہیں ہوتا تھا۔ جب کوئی آدمی مرتا تھا تو اسکی اور سب ملکیت کے ساتھ ساتھ اسکی بیویاں بھی اسکے وارث کی ملکیت مانی جاتی تھیں۔ اس برے رواج کے سبب سوتیلی ماؤں کے ساتھ ان دنوں عربوں میں شادی کا رواج موجود تھا۔ ایک آدمی کی ایک ساتھ کئی کئی بیویاں اور ایک عورت کے ایک ساتھ کئی کئی مرد یہ دونوں رواج بھی تھے اور ان کی تعداد کی کوئی روک تھام نہ تھی۔ شادی کے طرح طرح کے رواج تھے بیاہ کا بندھن مذہب کا بندھن نہ سمجھا جاتا تھا۔ آدمی جب چاہے اپنی عورت کو طلاق دے سکتا تھا۔ یا چھوڑ سکتا تھا۔ اس طرح چھوڑی ہوئی عورت کسی دوسرے کے ساتھ شادی کر سکتی تھی۔ ایک عورت ام خدیجہ کا ذکر ان دنوں ملتا ہے جس نے ایک دوسرے کے بعد چالیس آدمیوں کے ساتھ شادی کی۔ عام بدچلنی کو یہ لوگ اپنے لئے ایک گھمنڈ کی چیز سمجھتے تھے اور اپنی بدچلنی کا بے شرمی کے ساتھ کھلے عام ذکر کرتے تھے۔

کھجور کے درختوں کی عرب میں کمی نہ تھی اس لئے تاڑی کا رواج اتنا بڑھا ہوا تھا کہ بہت تاڑی پینے سے لوگوں کی اکثر موتیں ہو جاتی تھیں۔ جوئے اور شراب کا جوڑ ہے ہی۔ کوئی کوئی عرب جوئے میں اپنا سب کچھ ہارنے کے بعد

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اپنے جسم کی بازی تک لگا دیتے تھے۔ اور اگر ہار جاتے تھے تو ہمیشہ کے لئے جیتنے والے کے غلام ہو جاتے تھے۔

مکہ اور اسکے آس پاس کے کچھ قبیلے سیکڑوں برس سے تجارت کرتے آتے تھے اور اسی سے اپنا پیٹ پالتے تھے۔ مدینہ اور کچھ دوسری جگہ کے لوگ تھوڑی بہت کھیتی باڑی بھی کرتے تھے۔ حجاز سے باہر کے کبھی کچھ حصوں میں کبھی کہیں تجارت یا کھیتی باڑی ہوتی تھی لیکن عربوں کا کام خاص طور پر صرف اونٹ بکریاں اور گھوڑے وغیرہ چرانا تھا۔ دوسرے قبیلوں کو یا ریگستان سے جاتے ہوئے تجارتی قافلوں کو لوٹ لینا یہ لوگ اپنا حق سمجھتے تھے۔ دو چار شہروں کو چھوڑ کر باقی قریب قریب سارے عرب کے لوگ آجکل خانہ بدوشوں کی طرح خیموں میں رہتے تھے۔ موسم بدلنے کے ساتھ یا پانی کا آرام دیکھ کر یہ لوگ اپنی جگہ بدلتے رہتے تھے۔ کھیتی کر کے ایک جگہ جم کر رہنے یا تجارت کرنے کو برا سمجھتے تھے۔ اسطرح کے جیون میں کسی طرح کی کاریگری یا دستکاری ترقی کر ہی نہیں سکتے لیکن اس طرح کے جیون اور آئے دن کی لڑائیوں کے سبب یہ لوگ عام طور پر بڑے بہادر اور اپنے گھوڑوں کی طرح پھرتیلے ہوتے تھے۔ اور ان کا رہن سہن بے حد سادہ ہوتا تھا۔

معلوم ہوتا ہے شروع سے ہی انہیں یہ بات بھی کھٹک گئی تھی کہ آئے دن کی لڑائیوں اور لوٹ مار میں کچھ دن ایسے بھی ہونی چاہئیں جب وہ اپنی گھر یلو لڑائیوں کو کچھ عرصے کیلئے بند کر کے اتنے عرصے تک نڈر اور بے فکر ہو کر ایک دوسرے کے ساتھ مل بیٹھ سکیں۔ محمد صاحب کے بہت پہلے سے سال میں چار مہینے اس بات کیلئے چھوٹے ہوئے تھے کہ ان چار مہینوں میں سب قبیلوں کے آپس کے جھگڑے خون خرابہ اور لوٹ مار بالکل بند رہا کریں۔ عام طور پر سب قبیلوں کے لوگ اس بات کو ایمانداری سے مانتے اور نبھاتے تھے۔

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ان چار مہینوں کے اندر ہی عرب کے سب لوگ مکہ آکر کعبے کی زیارت کرتے تھے جو محمد صاحب سے ہزاروں سال پہلے سے تمام عربوں کی سب سے بڑی عبادت گاہ سمجھا جاتا تھا۔ ان چار مہینوں کے اندر عکاظ اور مجنہ، ذو المجاز اور منیٰ کے مشہور میلے ہوتے تھے۔ جن میں تمام قبیلوں کے لوگ جمع ہو کر کہیں اپنے اپنے لڑائی کے قیدیوں کا تبادلہ کرتے تھے، کہیں مال خریدتے اور بیچتے تھے۔ کہیں اپنے دیوتاؤں کی پوجا کرتے تھے اور کہیں چھوٹے بڑے مشاعرے کرتے تھے۔ لکھنے کا رواج عربوں میں محمد صاحب کے پہلے بہت کم تھا۔ پھر بھی شاعری کرنے کا انھیں شروع سے بہت شوق تھا۔ ہر قبیلے میں ایسے شاعر یا فی البدیہہ کہنے والے ہوتے تھے جنکے اشعار یا نظمیں سیکڑوں سال تک ایک سے دوسرے تک زبانی پہونچتی رہتی تھیں اس طرح کے آزاد اور لڑاکو لوگوں کے لئے چار مہینے تک اپنے دشمنوں، اپنے باپ بیٹوں یا بھائی کے قاتلوں کو سامنے سے نکلتے دیکھتے رہنا اور اپنے غصے کو قابو میں رکھنا جبکہ کوئی دوسرا انھیں روکنے دبانے یا سزا دینے والا نہیں تھا۔ یہ بتاتا ہے کہ عربوں میں اپنے آپ کو روکنے اور وعدہ نبھانے کی طاقت بھی موجود تھی۔

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

عربوں کا مذہب

مذہب کے معاملوں میں بھی ان دنوں عربوں کے دل بہت چھوٹے اور خیالات بہت تنگ تھے۔ جو مذہب دیس میں جاری تھے انہوں نے دیس کی حالت کو اور بھی بگاڑ رکھا تھا۔ ان میں تین خاص تھے۔ پرانا عرب کا مذہب، یہودی مذہب اور عیسائی مذہب۔ ایران اور وہاں کے زرتشت مذہب کے ساتھ بھی عربوں کا صدیوں سے لگاؤ تھا۔ ان کی زندگی پر اس کا طرح طرح سے اثر بھی تھا۔ لیکن عربوں کی زیادہ تعداد نے کبھی اس مذہب کو نہیں مانا۔ کچھ لوگ صابی مذہب کے ماننے والے بھی تھے جو ایک پرمیشور کو مانتے ہوئے بھی ستاروں وغیرہ کی پوجا کرتے تھے۔

تھوڑے سے قبیلوں کو جنھوں نے یہودی یا عیسائی دھرم اپنا لیا تھا۔ باقی سب عرب اپنے پرانے مذہب کو ہی مانتے تھے۔ دنیا کے اور پرانے لوگوں کی طرح وہ بہت سے دیوی دیوتاؤں کو مانتے اور انہیں کی پوجا کرتے تھے۔

ہر قبیلے کا اپنا ایک الگ دیوتا ہوتا تھا۔ کوئی لکڑی کا، کوئی پتھر کا، کوئی پیتل کا، کوئی تانبے کا اور کوئی گندھے ہوئے آٹے کا۔ کسی دیوتا کی شکل آدمی کی ہوتی تھی۔ کسی کی عورت کی۔ کسی کی کسی جانور کی، کسی کی پیڑ کی۔ اور کوئی بالکل خیالی اور فرضی اور ناتراشیدہ ہوتا تھا۔ جب دو قبیلوں میں لڑائی ہوتی تھی۔ تو وہ ان کے دیوتاؤں کی بھی لڑائی سمجھی جاتی تھی اور کبھی کبھی یہ لوگ آدمیوں کی طرح دوسروں کے دیوتاؤں کو بھی قید کر کے لے آتے تھے۔ سارے ملک میں ان ان گنت دیوی دیوتاؤں کی پوجا ٹھیک اسی طرح ہوتی تھی جس طرح دنیا کی دوسری پرانی قوموں میں۔ ان دیوتاؤں

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کے سامنے جانوروں کی قربانی بھی دی جاتی تھی۔ کسی کسی دیوتا کے سامنے آدمی کی قربانی بھی دی جاتی تھی اور کوئی کوئی تو اپنے ہاتھ سے اپنے بیٹوں کو کاٹ کر اپنے دیوتاؤں کے سامنے چڑھا دیتے تھے۔ بہت سے دیوی دیوتا ایسے بھی تھے جنہیں کئی کئی قبیلے یا قریب قریب سارا عرب مانتا تھا اور پوجتا تھا۔ ان میں سب سے مشہور تین دیویاں تھیں جنکے نام لات، عزّہ اور منات تھے۔ ان کے الگ الگ مندر تھے۔ اسی طرح کے اور بھی کئی دیوی دیوتاؤں کے نام اس زمانے کی کتابوں میں ملتے ہیں۔ کعبے میں بھی سال کے تین سو ساٹھ دن کے تین سو ساٹھ دیوتا تھے۔ یہ سب کعبے کی دیواروں میں چاروں طرف جڑے ہوئے تھے۔ ان میں سب سے بڑا ہُبل نام کا ایک دیوتا تھا۔ ان دیوتاؤں کے علاوہ ہزاروں عرب سورج، چاند اور کئی خاص خاص تاروں کی بھی پوجا کرتے تھے جن سے انکے دن میں گرمی ملتی تھی۔ اور رات میں راستے کا پتہ چلتا تھا۔

ان ہزاروں دیوی دیوتاؤں کے علاوہ سب کے مالک ایک خدا کے الگ مندر کا کہیں ذکر نہیں آتا۔ زیادہ تر عربوں کا خیال ان دیوی دیوتاؤں سے اوپر نہ اٹھ سکتا تھا۔ لیکن اس بات کا بھی پتہ چلتا ہے کہ ان میں کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو سب دیوتاؤں سے اوپر سب کے مالک ایک خدا کو بھی مانتے تھے جسے وہ اللہ تعالیٰ کہتے تھے اور یہ مانتے تھے کہ انکے اپنے دیوی دیوتا اسی اللہ کے نیچے دنیا کا سارا کام چلاتے ہیں۔ اور دوسری دنیا میں اپنے پوجنے والوں کی اللہ سے سفارش کر سکتے ہیں۔ خود کعبے کو پہلے بیت اللہ یعنی اللہ کا گھر کہا جاتا تھا۔

کچھ عربوں میں ایک رواج یہ بھی تھا کہ جب کوئی آدمی مرتا تھا تو ایک اونٹنی اسکی قبر کے پاس باندھ دی جاتی تھی۔ اسے وہیں بنا دانہ پانی مرنے دیا جاتا تھا تاکہ مرنے والے کو دوسری دنیا میں سواری کی دقت نہ ہو۔ اس اونٹنی کو وہ بلیبہ کہتے تھے۔

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

تھوڑے سے لفظوں میں یہی عربوں کا پرانا مذہب تھا۔

اب رہے یہودی اور عیسائی مذہب۔ یہ دونوں محمد صاحب سے صدیوں پہلے عرب پہونچ چکے تھے۔

پہلی صدی عیسوی میں روم کے شہنشاہ ٹائیٹس نے یہودیوں کو فلسطین سے نکال دیا تھا۔ اسی طرح تیسری صدی میں بہت سے عیسائی آپسی جھگڑوں کی وجہ سے شام اور دوسرے ملکوں سے نکالے جا چکے تھے۔ عرب کے لوگ اس معاملے میں بڑے دل والے تھے۔ وہ اپنے یہاں ہر مذہب کے ماننے والوں کو خوشی خوشی آکر بسنے دیتے تھے۔ ہزاروں یہودی اور عیسائی عرب میں آکر بس گئے۔ ایشیا کے ان دونوں مذہبوں کا جنم عرب کی اُتر کی سرحد پر ہوا تھا۔ یہ دونوں دھرم بھی تھوڑا بہت عرب میں پھیلے۔ کچھ قبیلوں نے اس مذہب کو اور کچھ نے اُس مذہب کو اپنا لیا۔

معلوم ہوتا ہے دوسرے مذہبوں کے دیوی دیوتاؤں کو اپنے دیوی دیوتاؤں میں شامل کر لینے کا بھی عربوں میں رواج تھا۔ جن عربوں نے ان نئے مذہبوں میں سے کسی کو پوری طرح نہیں اپنایا۔ وہ بھی ان دونوں کے ساتھ کافی اپناپن جتاتے تھے۔ بہت سے عرب حضرت ابراہیم کو جنھیں یہودی اور عیسائی دونوں پیغمبر مانتے تھے۔ اپنا ہی بزرگ بتاتے تھے اور ابراہیمؑ کے بیٹے اسمٰعیلؑ سے اپنا سلسلہ بناتے تھے۔ کعبے میں دوسری مورتیوں کے ساتھ ساتھ ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ کے بت بھی موجود تھے اور ان کی بھی پوجا ہوتی تھی۔ عیسائیوں کے پہونچنے کے بعد حضرت عیسٰی کی ماں مریم کی ایک مورتی بھی کعبے میں رکھ دی گئی۔ اور اسکی بھی پوجا ہونے لگی لیکن یہودی ان دنوں اتنے مغرور اور تنگ خیال کے تھے اور عیسائی مذہب اتنی گری ہوئی حالت کو پہونچ چکا تھا اور ساتھ ہی ساتھ ان دونوں مذہبوں میں آپسی تنا تنی اتنا بڑھا ہوا تھا کہ ان سب کا اثر عربوں کی زندگی پر اچھا نہ پڑ سکا۔

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ان دونوں میں سے کوئی اس بات کو ماننے کو تیار نہ تھا کہ اسکے اپنے مذہب یا جتھے سے باہر کسی بھی آدمی کو چاہے وہ کتنا ہی نیک کیوں نہ ہو مرنے کے بعد نجات مل سکتی ہے۔

یہودی ایک خدا اور بہت سے پیغمبروں کے علاوہ عزیرا کو خدا کا بیٹا مانتے تھے چھوت چھات کھانے پینے کے فرق اور نرالے قاعدوں ہیں اگر دنیا کے کسی مذہب کے رواج آجکل کے ہندو مذہب کے رواجوں سے ملتے ہیں تو وہ پرانے یہودی مذہب کے رواج ہیں۔ دوسرے مذہب کے لوگوں کو وہ اپنے سے نیچا اور ناپاک مانتے تھے ان کی چھوئی ہوئی کوئی چیز نہیں کھاتے تھے۔ نہ ان کا چھوا ہوا پانی پیتے تھے اور نہ انھیں اپنے یہاں کھلا پلا یا عزت سے بیٹھا سکتے تھے۔ ان کے رسم و رواج اور پوجا کے طریقے بڑے پیچیدہ تھے۔ ان میں اور بھی خاص باتیں تھیں وہ تھیں ساہوکاری اور سود خوری سے پیسے کمانا، پیسہ جمع کرنا اور اس طرح کی کنجوسی برتنا جو کہ بے پیسہ والے لیکن دل کے کشادہ ریگستانی عربوں کو کبھی پسند نہ آسکتی تھیں۔

عیسائی دھرم یہودی مذہب کے بعد کا تھا۔ یہ اس لئے دنیا میں آیا تھا کہ یہودیوں میں جو کھوکھلے اور بے معنی رسم و رواج پیدا ہو گئے تھے۔ اور لکیر کی فقیری بڑھتی جا رہی تھی۔ اسے ختم کر کے لوگوں کے دلوں کو مذہب کی فضول رسموں سے ہٹا کر انھیں ایک دوسرے کی خدمت اور بھلائی کے کاموں کی طرف لگایا جائے۔ شروع میں عیسائی مذہب یہودی مذہب کی ایک شاخ سمجھا جاتا تھا۔ اور یہودی مذہب کا سدھار اسکی غرض تھی لیکن محمد صاحب کے پیدا ہونے تک عیسائیوں کی جو درگت ہو چکی تھی وہ یہودی مذہب کی ان دنوں کی حالت سے کسی طرح کم خراب نہ تھی۔

حضرت عیسیٰ کے کچھ دنوں بعد سے ہی عیسائی لوگ ایک طرح کی تثلیث ماننے لگے تھے اور تین خداؤں کی عبادت کرنے لگے تھے۔ اس تثلیث میں عام طور پر جا سکتا ہے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

(خدا) بیٹا (عیسیٰ) اور روح القدس گنے جاتے تھے۔ لیکن کچھ لوگ خدا، عیسیٰ اور مریم کی تثلیث مانتے تھے۔ عیسائیت کی جو شاخ عرب میں زیادہ پھیلی تھی۔ وہ خدا، عیسیٰ اور مریم کو ہی ماننے والوں کی تھی۔

عیسائی گرجے، عیسیٰ، مریم، سیکڑوں سنتوں، فرشتوں اور عیسائی شہیدوں کے بتوں سے بھرے رہتے تھے۔ مریم کو خدا کی ماں کہکر ان کی پوجا کی جاتی تھی۔ خدا، عیسیٰ اور مریم تینوں کا درجہ برابر تھا۔ اور ان کے ساتھ ساتھ بہت سے عیسائی سنتوں کو بھی انھیں کی طرح سب جگہ موجود، سب کچھ جاننے والے اور جو چاہے کر سکنے والے مانا جاتا تھا۔ ان سب کے بتوں کے سامنے منتیں مانی جاتی تھیں۔ اور چڑھاوے چڑھائے جاتے تھے۔ یہی اس زمانے کے عیسائیوں کی روز کی پوجا تھی۔

وہم کی یہ حالت تھی کہ یروشلم میں لکڑی کی وہ صلیب ابھی تک دکھائی جاتی تھی جس پر کہا جاتا تھا کہ مہاتما عیسیٰ کو سولی دی گئی تھی۔ اس چھوٹے سے صلیب کی سوکھی لکڑی برابر بڑھتی رہتی تھی۔ ہر عیسائی زائر اس کا ایک ٹکڑا یروشلم سے لوٹتے وقت اپنے ساتھ لاتا تھا۔ عام آدمی اس ٹکڑے کو اپنے گھروں میں رکھ کر اسکی پوجا کرتے تھے اور ہزاروں ٹکڑے دنیا بھر کے گرجوں میں رکھ کر پوجے جاتے تھے۔ یروشلم کے پادریوں کے لئے یہ کافی آمدنی کا ایک ذریعہ تھا۔ لکھا ہے کہ دھیرے دھیرے صرف یورپ کے ہی ہزاروں گرجوں میں اس صلیب سے اتنی لکڑی جمع ہو گئی ہے کہ اس سے سیکڑوں نئے صلیب تیار ہو سکتے تھے۔ لوگوں کو یقین تھا کہ اس صلیب کی لکڑی طرح طرح کے کرامات دکھا سکتی ہے۔ اور کر سکتی ہے۔ اور سب بیماریوں کو اچھا کر سکتی ہے۔ اس طرح مریم اور عیسائی سنتوں کی مورتیوں سے بھی ہر گرجے میں سیکڑوں کرامتیں آئے دن دکھائی جاتی تھیں۔

دنیا میں عیسائی راج کی سب سے بڑی جگہ ان دنوں روم شہنشاہ کی راجدھانی،

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

قسطنطنیہ تھی۔ قسطنطنیہ، اسکندریہ اور روم ان تین شہروں کے لاٹ پادری (بشپ) عیسائی مذہب کے سب سے بڑے بزرگ مانے جاتے تھے ان لاٹ پادریوں کی رائے سے قسطنطنیہ کے شہنشاہ کی طرف سے ساری دنیا کے عیسائیوں کے نام یہ حکم جاری کر دیا گیا تھا کہ کسی بھی بیماری میں دواؤں سے علاج کرنا جیسا کہ پرانے یونانی کرتے تھے، خدا سے انکار کرنا ہے اور گناہ ہے۔ اور عیسائیوں کو علاج کیلئے گرجے کے سنتوں اور پادریوں کے پاس جا کر دعائیں مانگنا چاہیئے۔ اور ان سے جھاڑ پھونک اور گنڈے تعویذ کرانا چاہیئے۔ روم کے عیسائی شہنشاہوں کا جہاں جہاں حکم چلتا تھا وہاں وہاں دواؤں سے کسی کا علاج کرنے والے حکیم اور طبیب کو موت کی سزا دی جاتی تھی۔

عیسائی پادریوں میں اس طرح کی باتوں پر لمبی لمبی بحثیں ہوتی تھیں۔ جو بحثیں یہ چلتی تھیں کہ حضرت عیسیٰ میں ایشور کا حصہ کتنا تھا۔ جس سے وہ لافانی دباقی ہے یعنی نہ کبھی بوڑھا ہوتا ہے نہ مرتا ہے۔ ویسے ہی حضرت عیسیٰ بھی لافانی و باقی ہیں؟ مریم کو عیسیٰ کی ماں کہنا چاہیئے یا ایشور کی؟ اور اگر حضرت آدم گناہ نہ کرتے تو کیا کبھی نہ مرتے؟ انھیں باتوں کو لیکر الگ الگ کئی فرقے بن گئے جب جس کا زور ہوتا تھا یا قسطنطنیہ کے شہنشاہ کی طرف سے جسے ٹھیک مان لیا جاتا تھا اس کے خلاف عقیدہ رکھنے والوں کو کافر کہا جاتا تھا۔ انھیں ملک بدر بھی کیا جاتا تھا اور دوسری سزائیں بھی دی جاتی تھیں۔

اسکندریہ کے ایک پادری ایریس کو صرف اس بات پر ملک بدر کیا گیا کہ وہ کہتا تھا "حضرت عیسیٰ ایشور کے بیٹے ہیں اس لئے ایک زمانہ ایسا ضرور تھا جب ایشور تھا لیکن حضرت عیسیٰ نہیں تھے۔ اسی لئے انھیں ایشور کے برابر نہیں مانا جا سکتا"۔ بیچارے ایریس کو پہلے جلا وطن کیا گیا تھا لیکن بعد میں سزائے موت دی گئی۔

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

روم کے سارے راج میں یہ حکم جاری کر دیا گیا کہ جس کسی کو ایریس کی کوئی کتاب کہیں سے مل جائے وہ اگر اس کتاب کو فوراً جلا نہ ڈالے تو اس آدمی کو ہی مار ڈالا جائے۔

ایک عالم عیسائی سنت، پلے گیس نے یہ کہہ دیا تھا "آدم پیدا ہوئے تھے تو گناہ کرتے یا کرتے مرتے ضرور۔ جنم سے سبھی آدم ہی کی طرح بے گناہ ہوتے ہیں۔ سب اپنے اپنے بھلے برے کاموں کا پھل پاتے ہیں۔ آدم کے گناہوں کا نہیں ——— اور گناہوں کو دھونے کے لئے نیک کاموں کی ضرورت ہے۔ صرف بپتسمہ کے پانی سے گناہ نہیں دھل سکتے۔" صرف اتنا کہنے پر پلے گیس کی اور اس سے اتفاق کرنے والوں کی جائداد کو ضبط کر لیا گیا۔ اور انھیں سلطنت روما سے باہر نکال دیا گیا۔

شام کے ایک مشہور پادری نسطورلیس نے کہا "مریم کو خدا کی ماں کہنا ٹھیک نہیں، حضرت عیسیٰ کی ماں کہا جائے۔" فوراً عیسائیوں کے دو جتھے بن گئے۔ پہلے بحثیں ہوئیں، پھر بلوے اور آخر میں قتل۔ "خدا کی ماں" جتھہ جیت گیا۔ نسطورلیس کو پہلے شہنشاہ روم کے حکم سے جلاوطن کر کے افریقہ بھیجا گیا۔ اور پھر وہاں موت سے پہلے اس کی زبان کاٹ لی گئی۔

یورپ کا ایک عالم لکھتا ہے :۔

"ان جھگڑوں کی وجہ سے بڑے بڑے شہروں میں خون خرابہ ہوتا تھا۔ چھوٹے بڑے سبھی قسم کے لوگوں میں بے ایمانی اور بدچلنی بڑھی ہوئی تھی۔ اس سے صاف ظاہر تھا کہ حکومت سے ملکر عیسائی مذہب اتنا گر گیا تھا کہ اب وہ لوگوں کے دلوں کو روک کر انھیں برائی سے نہ بچا سکتا تھا۔ مذہبی زندگی ختم ہو چکی تھی۔ اسکی جگہ بے جا بحث مباحثے رہ گئے تھے۔ جنھیں کچھ سمجھنے کی بجائے پاگل پن کا مظاہرہ ہی رہ گیا تھا۔"

محمدؐ صاحب کی پیدائش کے زمانے کے عیسائی مذہب اور لوگوں کی زندگیوں پر اسکے اثرات کو بیان کرتے ہوئے وہی عالم آگے لکھتا ہے :۔

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

"آدمی کی نیکی بدی کا کوئی خیال نہیں کیا جاتا تھا۔ آدمی کے گناہ اسکے برے کاموں سے نہیں ناپے جاتے تھے۔ بلکہ ایسے پیمانے سے ناپے جاتے تھے کہ وہ عیسائی دھرم کے مانے ہوئے اصولوں سے کس سے کتنا انکار کرتا ہے۔ روم، قسطنطنیہ اور اسکندریہ کے پادری جی توڑ کر ایک دوسرے سے لڑنے کی کوشش میں لگے ہوئے تھے اور اس طرح ہتھیاروں اور ذریعوں سے اپنا مطلب پورا کرتے تھے جو آدمی کے دل کو گندے اور ڈراونے معلوم ہوتے ہیں، جبکہ پادری لوگ خود چھپ کر قتل کرانے، زہر دینے، بدچلنی کرتے، آنکھیں نکلوا لیتے، دنگے کرا دیتے۔ بلوے کرا دیتے اور آپسی مار کاٹ میں لگے ہوئے تھے جبکہ پادری اور بلاٹ پادری (بشپ اور آرک بشپ) دنیاوی طاقت کے پھیر میں ایک دوسرے کو غیر مذہبی کہکر سزائیں دے رہے تھے راج درباروں کے خواصوں کو رشوتیں دیکر سونا لٹا رہے تھے اور محلوں کی عورتوں کو اپنی گندی محبت سے جیتنے کی کوششیں کرتے رہتے تھے۔ تو عام لوگوں سے کیا امید ہو سکتی تھی؟ عیسائی پادریوں کی فوجیں جب کبھی شہنشاہ کی فوجوں میں جا ملتی تھیں تو انھیں گھبرا دیتی تھیں۔ اور اگر بڑے شہروں میں جاتی تھیں تو وہاں مذہبی دنگے کرا دیتی تھیں۔ مذہب کے اونچے اونچے اصولوں کو طے کرنے کے لئے یہ فوجیں بہت شور و غل کرتی تھیں۔ لیکن سوچنے کی آزادی کیلئے یا آدمی سے چھپے ہوئے حق کیلئے کبھی کوئی آواز نہ اٹھتی تھی۔ ایسی صورت میں لوگوں کے اندر سوائے نفرت اور بے بسی بڑھنے کے اور کیا ہو سکتا تھا؟ سچ مچ لوگوں سے یہ امید نہ کی جا سکتی تھی کہ ضرورت پڑنے پر وہ ایک مذہب کی مدد کرینگے جس کا اثر ان کے دلوں پر سے بالکل اٹھ چکا تھا۔

یہی وجہ تھی کہ محمد صاحب کی زندگی میں ۶۱۱ء میں جب ایران کے زرتشتی بادشاہ نے روم کے پھیلے ہوئے راج پر حملہ کیا تو ناخوش عیسائی پادریوں اور عیسائی رعایا میں سے بہتوں نے جگہ جگہ ان بدیشی حملہ کرنے والوں کا ساتھ دیا جو غیر عیسائی مذہب

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کے ماننے والے تھے۔

اس طرح کے مذہب اور اس طرح کے پادریوں سے بھولے بھالے عربوں کے اندر کسی طرح کے سدھار کی امید کرنا بیکار تھا۔ ان لوگوں سے عربوں کی کوئی بھلائی نہ ہو سکتی تھی۔ سدھار اور بھلائی کی جگہ یہودیوں اور عیسائیوں کی آپسی دشمنی اور لاگ ڈانٹ سے عربوں کی زندگی کیا اور ان کی آزادی کو بہت بڑا دھکا پہونچا۔

دوسرے دھرموں سے نفرت کرنے میں عیسائی اور یہودی دونوں ایک دوسرے سے بہت بڑھے چڑھے تھے۔ پانچویں صدی کے آخر میں عرب کے ایک حصے یمن کے ایک یہودی حاکم یوسف ذو نواس نے ان سب لوگوں اور خاص کر عیسائی عربوں کو جو یہودی مذہب ماننے سے انکار کرتے تھے۔ تکلیفیں دے دے کر مار ڈالنا شروع کیا۔ انہیں اس کا ایک خاص طریقہ انہیں دہکتی ہوئی آگ میں پھینک کر زندہ جلا دینا تھا۔

یمن میں ان دنوں عیسائی بھی کافی تھے۔ یہودیوں کی کوئی سلطنت عرب سے باہر نہ تھی لیکن عیسائیوں کی ایک زبردست حکومت یمن سے تھوڑی ہی دور لال سمندر کے اس پار ابیسینیا میں موجود تھی۔ یمن کے عیسائیوں نے یہودیوں کے خلاف ابیسینیا کے عیسائی بادشاہ کے ساتھ سازش کی۔ بادشاہ نے فوج بھیج کر ذو نواس کو مروا ڈالا اور یمن کے سارے صوبہ پر قبضہ کر لیا۔ یہ بات محمد صاحب کی پیدائش سے صرف ستر سال پہلے کی ہے۔ یمن کا صوبہ ٹھیک عرب کے دکن میں ہے۔ یہ عرب کا سب سے زیادہ پیداوار والا اور سب سے زیادہ ہرا بھرا صوبہ ہے اور لال سمندر سے ایران کی کھاڑی تک پھیلا ہوا ہے اس طرح ان دونوں مذہبوں کی آپسی لاگ ڈانٹ کی وجہ سے عرب کے دکھن اور پورب کا بہت بڑا حصہ غیر ملکیوں کے ہاتھ میں آ گیا اور سنہ ۶۱۱ء تک ایک دوسرے کے بعد چار غیر ملکی حاکم اس پر قابض رہے۔

نیچے کی بات سے یہودیوں اور عیسائیوں آپسی جھگڑوں کا کچھ اور پتہ چلتا ہے۔

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

عیسائیوں کی کتابوں میں لکھا ہے کہ ایک بار تین دن تک عیسائیوں کے پادریوں اور یہودیوں کے پادریوں سے بحث ہوتی رہی۔ آخر یہودیوں نے کہا "اگر تمہارا عیسیٰ مسیح سچ مچ آسمان پر زندہ ہے تو وہاں سے اتر کر ہمیں اسی وقت دکھائی دے تو ہم تمہارا مذہب مان لیں گے۔" اس پر اسی دم بادل گرجے بجلی کڑکی اور ایک لال بادل کے اوپر حضرت عیسیٰ دکھائی دیئے۔ ان کے سر پر تاج تھا اور ہاتھ میں ننگی تلوار۔ انہوں نے آتے ہی یہودیوں سے کہا "دیکھو! میں تمہارے سامنے کھڑا ہوں۔ میں وہی ہوں، جسے تمہارے باپ دادوں نے سولی پر چڑھا دیا تھا۔" دیکھتے ہی سب یہودی اندھے ہو گئے اور پھر اس وقت تک ان کی آنکھیں نہ کھلیں جب تک انہوں نے عیسائی دھرم نہ مان لیا۔

اس واقعے کا اصلی روپ چاہے کچھ رہا ہو یہ ان دنوں کے یہودیوں اور عیسائیوں کے آپس کے جھگڑوں اور ان عیسائیوں کی مذہبی سوجھ بوجھ کی خاصی اچھی تصویر کھینچتا ہے۔ جو حضرت عیسیٰ کے ہاتھ میں بھی ننگی تلوار دے سکتے تھے۔

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

غیروں کی حکومت

دھرم کے نام پر اس طرح کی اندھیر گردی اور ملک کی اس طرح کی حالت کا وہاں
کی آزادی پر برا اثر پڑنا ضروری تھا۔ ابھی ابھی کہا جا چکا ہے کہ محمد صاحب کے جنم سے
صرف ستر سال پہلے یمن کے ہرے بھرے صوبے پر اتھیوپیا کے بادشاہ نے قبضہ کر لیا تھا
اتر اور پچھم میں روم کی سلطنت اور پورب میں ایران کی بادشاہت سے کٹی عرب کی
سرحد ملی ہوئی تھی۔ اور ان دونوں بدیسی حکومتوں نے اپنے اپنے پاس کے عرب
علاقوں پر قبضہ کر رکھا تھا۔ مرزا ابوالفضل لکھتے ہیں :-

"محمد صاحب کی پیدائش کے وقت عرب کا زیادہ حصہ بدیسیوں کے ہاتھوں میں تھا
شام اور ایران کی سرحد سے ملے ہوئے صوبے قسطنطنیہ کے رومی شہنشاہوں اور
ایران کے خسرو کے قبضے میں تھے۔ یمن کے دکن میں لال سمندر کے کنارے کا حصہ اتھیوپیا
کے عیسائی بادشاہوں کے ماتحت تھا۔ لیکن حجاز کا علاقہ جسکے معنی "باندھ" یا "رکاوٹ"
ہیں ابھی تک پوری طرح ان قوموں کی بدنیتی اور حملوں دونوں کو روک رہا تھا۔ جو
اس علاقے کے آس پاس دنیا کی حکومت کیلئے لڑ رہی تھیں۔ اسی حصے کی وادیوں
میں مکہ اور مدینہ کے وہ پاک شہر ہیں جنمیں سے ایک میں اسلام پیدا ہوا اور
دوسرے میں پروان چڑھا

اس ریگستان کو چھوڑ کر جو آبادی کیلئے بیکار تھا صرف حجاز کا علاقہ اور نجد
عمان اور حضر موت کے کچھ حصے ہی عرب بھر میں اپنے کو آزاد کہہ سکتے تھے اور آگے کے
بیان سے پتہ چلے گا کہ ان پر بھی ان تینوں باہری طاقتوں کے دانت برابر لگے تھے۔

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

عربوں میں بہادری کی کمی نہ تھی۔ انھیں آزادی بھی بہت پیاری تھی۔ قربانی کا مادّہ ان میں حد درجے کا تھا۔ مہمانوں کی خاطر کرنا اور اپنی آن پر مرمٹنا انہیں بہت آتا تھا۔

لیکن وہ جھوٹے وہموں اور بُرے رواجوں میں ڈوبے ہوئے تھے۔ آپسی لڑائیاں اور قتل و خون انکے آئے دن کی زندگی کا ایک حصّہ تھے۔ ان کی ساری زندگی ٹکڑے سے ٹکڑے ہو رہی تھی۔ ان کا آگے زندہ رہنا بھی خطرے میں تھا۔ انھیں ایک ایسی اعلیٰ روح کی ضرورت تھی جو انکے سب بُرے رواجوں اور وہموں کے جال کو توڑ کر پھینک سکے۔ انھیں اندھیرے سے نکال کر اجالے میں لا کر کھڑا کر سکے ان کی گھر یلو لڑائیوں کو ہمیشہ کے لئے بند کر کے انھیں ایک رشتے میں باندھ سکے۔ اور سامنے کھڑی موت سے بچا کر انھیں ترقی بھلائی اور آزادی کی طرف لے جا سکے۔

اس طرح کے دیس اور اس طرح کے آدمیوں میں مکّہ کے ایک بڑے گھرانے کے اندر تاریخ ۹ ربیع الاول بروز دوشنبہ مطابق ۲۰ اپریل ۵۷۱ء کو سورج نکلنے کے وقت محمدؐ صاحب پیدا ہوئے۔

محمدؐ صاحب کا جنم

مکّہ کا شہر دنیا کے سب سے پرانے شہروں میں گنا جاتا ہے۔ محمدؐ صاحب سے ایک ہزار سال پہلے یورپ کے ساتھ ہندوستان اور دوسرے ایشیائی ملکوں کی تجارت عرب ہی کے راستے ہوتی تھی۔ عرب سوداگروں کی ان دنوں ہندوستان کے پورتی اور پچھمی کناروں پر بہت سی خوشحال بستیاں تھیں عرب ملّاح جو عام طور

CC0; Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

یمن کے رہنے والے ہوتے تھے۔ ہندوستان اور آس پاس کے ملکوں کا مال اپنے جہازوں پر لاد کر یمن لے جاتے تھے۔ جہاں سے خشکی کے راستے یہ مال شام جاتا تھا۔ اور شام سے یونان، مصر، روم وغیرہ ملکوں میں۔ یمن اور شام کے بیچ پہاڑیوں میں گھرا ہوا مکے کا شہر ہے۔ اس لئے تجارت کے خیال سے مکہ ان دنوں بہت بڑھا چڑھا تھا۔ اس تجارت سے طرح طرح کا لگاؤ رکھنے والے بہت سے لوگ مکے میں اور اس کے آس پاس بس گئے مکہ عرب کا سب سے بڑا اور خوشحال شہر بن گیا۔ اور ایک طرح کی حکومت وہاں قائم ہو گئی۔

مکے کے بڑھتے پن کا دوسرا سبب کعبے کا پرانا مندر ہے یہ مندر بھی محمد صاحب سے کم سے کم ہزاروں سال پہلے سے عرب اور اس کے آس پاس کے لوگوں کا سب سے بڑا تیرتھ چلا آتا تھا۔ مکے کی بڑھتی ہوئی تجارت اور کعبے کی پوجا ان دونوں کے سبب مکے کے حاکم کا رتبہ اور اس کی دھاک عرب میں شروع سے بڑھی چڑھی تھی۔

مکے میں سب سے زیادہ عزت آبرو والا قبیلہ ان دنوں قریش کا قبیلہ تھا۔ قریش کا سردار ہی مکے کے چھوٹے سے راج کا مالک یا حاکم ہوتا تھا۔ اور وہی کعبے کی دیکھ بھال کرتا تھا۔ محمد صاحب کا پردادا ہاشم جس کے نام پر محمد صاحب کے خاندان کے لوگ بنی ہاشم کہلاتے تھے۔ اپنے زمانے میں مکے کا حاکم تھا اور لوگ اسکو محبت اور عزت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ ہاشم کے بعد مطلب اور مطلب کے بعد ہاشم کا بیٹا عبد المطلب گدی پر بیٹھے عبد المطلب کے کئی لڑکے تھے جن میں سب سے چھوٹا لڑکا عبد اللہ پچیس سال کی عمر میں اپنی شادی کے دو سال کے اندر مر گیا۔ عبد اللہ کے مرنے کے کچھ روز بعد عبد اللہ کی بیوہ آمنہ نے محمد صاحب کو جنم دیا

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

پہلے پچیس سال

آمنہ اتنی غمگین اور بیمار تھیں کہ وہ سات دن سے زیادہ بچے کو دودھ نہ پلا سکیں اسکے بعد کچھ دن تک عبدالمطلب کے ایک دوسرے بیٹے ابولہب کی ایک باندی نے محمدؐ صاحب کو دودھ پلایا۔ پھر اس وقت کے رواج کے مطابق مکے کے پاس کی ایک پہاڑی سے سعد نام کے قبیلے کی ایک عورت حلیمہ نے بچے کو اپنے گھر لے جاکر پالا۔ پانچ سال کی عمر ہونے پر دایہ حلیمہ نے بچے کو لاکر پھر ماں کو سونپ دیا۔ لیکن اگلے سال ہی ماں آمنہ بھی چل بسیں۔ اس طرح ایک بڑے گھرانے میں پیدا ہونے پر بھی محمدؐ صاحب کو بچپن میں ماں باپ کی ممتا کا سکھ نہ مل سکا۔

بڑے ہونے پر محمدؐ صاحب نے کئی بار بھرے دل سے آمنہ کے قبر کی زیارت کی۔ دایہ حلیمہ سے بھی اپنی زندگی میں ان کی کئی بار ملاقات ہوئی اور ہر بار انہوں نے حلیمہ کی طرف گہری محبت اور عزت سے رجوع کیا۔

ماں کے مرنے کے بعد کئی سال تک دادا مطلب نے محمدؐ صاحب کی دیکھ بھال کی اور اسکے بعد عبدالمطلب کے بڑے بیٹے ابوطالب نے انھیں پالا۔ قریب دس سال کی عمر میں محمدؐ صاحب کا زیادہ وقت مکے کے آس پاس کی پہاڑیوں پر ابوطالب کی بکریاں چرانے میں بیتا کرتا تھا۔

اب ہم دو ایسی باتوں کا بیان کر دینا چاہتے ہیں جن کا نوجوان محمدؐ کے دل پر معلوم ہوتا ہے سب سے گہرا اثر پڑا۔ اور جن سے اپنی قوم کی بگڑی ہوئی حالت کا خاکہ انکی آنکھوں کے سامنے کھنچ گیا۔ ان میں پہلی بات محمدؐ صاحب کی پیدائش سے پچپن دن پہلے کی ہے

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

جہوں کا انہوں نے بڑے ہو کر دوسروں سے حال سنا۔ عرب کا یمن صوبہ اتھیوپیا کے عیسائی بادشاہ کے قبضے میں تھا۔ کہا جاتا ہے یمن میں ایک بڑا عیسائی گرجا بنایا گیا۔ زائرین کو اپنی طرف کھینچنے کے معاملے میں کعبے سے اس گرجا کی لاگ ڈانٹ شروع ہو گئی۔ گرجے کو آگ لگ گئی۔ کچھ مکّے والوں پر آگ لگانے کا شک ہوا۔ اتھیوپیا کے بادشاہ کے حکم سے یمن کے عیسائی حاکم ابراہا نے ایک بہت بڑی فوج لیکر جس میں کئی ہاتھی بھی تھے مکّہ پر حملہ کیا۔ اس نے کعبے کو گرا کر مکّے کو اتھیوپیا کے بادشاہ کی سلطنت میں شامل کیا۔ یہ حملہ عربوں کے مذہب اور ان کی آزادی دونوں کے اوپر ایک زبردست حملہ تھا۔ معلوم ہوتا تھا کہ ابراہا کی فوج کو کوئی ہرا نہ سکے گا۔ مکّے والوں کا کہنا ہے کہ پرماتما نے ابراہا کی فوج پر کوئی اچانک آفت بھیج کر اسے تتر بتر کر دیا۔ جو ہو اس میں کوئی شک نہیں ہزاروں جانیں گنوا کر ابراہا کو مکّے کے باہر ہی سے خالی ہاتھ لوٹ جانا پڑا۔ محمد صاحب نے بچپن میں اس بات کو سنا۔ ان کے دل پر اتنا گہرا اثر تھا کہ قرآن کے ایک الگ سورۃ میں اس کا ذکر آتا ہے۔ اس سے اپنے دیش والوں کی بےبسی اور ان کے سامنے کی آفت محمد صاحب کو دکھائی دے گئی۔

دوسری لڑائی عکاظ کے میلے میں ہوئی۔ سنہ ۵۸۰ء میں عکاظ کے میلے کے موقع پر مکّے سے پورب کے ایک ہوازن قبیلے کے کسی شاعر نے قریش کے سامنے اپنے قبیلے کی بڑائی کی۔ قریش سے برداشت نہ ہوا۔ دونوں طرف سے تلواریں کھنچ گئیں۔ دونوں اس بات کو بھی بھول گئے کہ وہ دن جیسا کہ رواج چلا آتا تھا، لڑائی بند رکھنے کے دن تھے۔ دس سال تک یہ گھریلو لڑائی جاری رہی۔ کئی کئی قبیلے دونوں طرف سے آ ملے۔ ہزاروں جانیں گئیں۔ جن دنوں یہ لڑائی جاری تھی محمد صاحب کی عمر دس اور بیس برس کے بیچ میں تھی۔ عرب کی تاریخ میں اس دس برس کی جنگ کو حرب فجار یعنی ناپاک لڑائی کہا جاتا ہے کیونکہ یہ لڑائی اس مہینے میں شروع ہوئی جس میں لڑنا منع تھا۔

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

چھوٹی عمر سے ہی محمد صلعم صاحب کو تنہائی میں رہنے اور سوچنے کی عادت تھی جبکہ ان کے ساتھی کھیل کود میں وقت کھویا کرتے تھے۔ محمد صلعم صاحب کہا کرتے تھے "آدمی کھیل کود میں وقت کھونے کے لئے نہیں کسی زیادہ بلند مقصد سے بنایا گیا ہے۔"

جب بارہ برس ہوئے تو محمد صلعم صاحب اپنے چچا ابو طالب کے ساتھ ایک تجارتی قافلہ میں مکے سے شام پہلی بار گئے۔ راستے میں انھیں کئی یہودی بستیوں سے ہو کر جانا پڑا۔ اس سے انھیں اس زمانے کے یہودی مذہب سے خاصی واقفیت ہو گئی۔ شام ان دنوں روم کے عیسائی شہنشاہوں کے ماتحت تھا۔ وہاں عیسائی مذہب کا خوب زور تھا۔ محمد صلعم صاحب کو اپنی جوانی میں کئی بار شام جانے کا موقع ملا۔ ایک عالم لکھتا ہے کہ شام میں محمد صلعم کے سامنے لوگوں کی بری حالت اور مذہب کی گراوٹ کا وہ پردہ کھل گیا جسکی یاد ان کی آنکھ کے سامنے سے پھر کبھی پھیکی نہ پڑ سکی۔

شام کا ملک جسمیں فلسطین اور یروشلم شامل تھے۔ دنیا کے سب سے پرانے اور سب سے ہرے بھرے دیسوں میں گنا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ شام کی وادیوں سے زیادہ اچھے میوے دنیا میں کہیں نہیں ہوتے۔ یہودی مذہب کے خاص خاص واقعے اسی ملک میں ہوئے۔ بہت پہلے جب دمشق شام کی راجدھانی تھا۔ شام ایشیا کی سب سے خوشحال اور بڑی حکومتوں میں گنا جاتا تھا۔ شام کے علاقے فی نیشیا میں صدیوں تک دنیا بھر کی تجارت کی سب سے بڑی اور سب سے زیادہ بھری پری منڈیاں تھیں سکندر کے بعد صدیوں تک یہ دیس یونانیوں کے ہاتھوں میں رہا۔ اور یونان کے ترقی یافتہ علوم و فنون اور فلسفہ کے پڑھنے پڑھانے کی یہ ایک بڑی جگہ رہی۔ صدیوں اسمیں سیکڑوں بودھ مٹھ تھے اور یہاں بودھ دھرم اور بودھ فلاسفی کے گھر گھر چرچے ہوتے تھے۔ شام نے حضرت عیسیٰ اور عیسائی دھرم کو جنم دیا۔ حضرت عیسیٰ کے تین سو سال بعد

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

تک یہ دیش سائنس اور علوم فنون، دھن دولت، دستکاری اور تجارت سب کے لئے مشہور تھا۔ لیکن محمدؐ صاحب کے وقتوں میں یہ قسطنطنیہ کے عیسائی شہنشاہوں کے ماتحت میں تھا اور عیسائی مذہب کا ایک خاص مرکز مانا جاتا تھا۔

شہنشاہ تھیوڈورسیس نے شام کے پرانے مذہبوں یعنی بودھ دھرم اور یہودی مذہب کو برا بتایا۔ وہاں کے تمام مندروں کو گروا دیا۔ اور حکم دے دیا "جو کوئی اسکندریہ اور روم کے عیسائی پادریوں کے بتلائے مذہبی اصولوں کو نہ مانے گا اور ان پر نہ چلے گا اس کی ساری دولت اور جائداد کو ضبط کر کے اسے جلاوطن کر دیا جائے گا" یہ بھی حکم دیدیا گیا کہ "جو کوئی یہودیوں والے دن ایسٹر کا تہوار منائیگا اسے موت کی سزا دی جائیگی"

ہندوستان، مصر، یونان جیسے ملکوں کے عالم صدیوں پہلے زمین کے گول ہونے کا پتہ لگا چکے تھے۔ جس صدی میں محمدؐ صاحب کا جنم ہوا ٹھیک اسی صدی میں عیسائی سنت آگسٹائن نے اس بات کو اس لیے جھوٹ ٹھہرایا کہ انجیل میں زمین کو چپٹا لکھا تھا۔ حکم دیدیا گیا "جن کتابوں میں زمین کے گول ہونے کی بات لکھی ہو انھیں جلا دیا جائے۔"

محمدؐ صاحب کے زمانے کے پوپ گرگری نے عیسائی مذہب کے اس نکمے پوجا پاٹ اور ان ریت رواجوں کو جنھیں اوپر تھوڑا بیان کیا جا چکا ہے، حکم دیکر ہمیشہ کیلئے اصلی عیسائی مذہب قرار دیا لیکن یہ تمام لچر باتیں ان دنوں کے یونان کے علوم و فلسفہ کی روشنی میں نہ ٹھہر سکتی تھیں۔ اسی لئے پوپ گرگری کے بارے میں لکھا ہے کہ "اس سے بڑھ کر کوئی دوسرا علم کا دشمن پیدا نہیں ہوا" اس نے خود روم کے مشہور پیلیٹائن کتاب گھر کو آگ لگا دی اور ریاضی، جغرافیہ، علم نجوم، طب اور فلسفہ پڑھانے والوں کو دیش سے نکال دیا۔ فلسفیوں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر قتل کر دیا جانے لگا۔ جس کسی پرانی کتاب کی نقل ملتی تھی اسے فوراً جلا دیا جاتا تھا۔ پورے پچھمی ایشیا میں لوگوں نے اس ڈر سے اپنے اپنے کتاب گھروں کی کتابیں اپنے ہاتھوں سے جلا دیں کہ کہیں کسی کتاب کی کسی

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

بات کے لئے ان کے سارے کنبے کو قتل نہ کر دیا جائے طب کا پیشہ اختیار کرنے والوں کی سز اموت تھی۔ حکم دیا گیا کہ بیماروں کے علاج کیلئے عیسائی پادریوں کے گنڈے، تعویذ اور دعائیں کافی ہیں۔ عیسائی پادریوں تک کیلئے بپتسمہ کے وقت تین بار پانی میں ڈبکی لگا لینا۔ شہد اور دودھ ملا کر چاٹ لینا۔ کپڑے یا جوتے پہنتے وقت ماتھے پر صلیب کا نشان کر لینا۔ اور مریم اور عیسائی سنتوں کی مورتیوں کے سامنے دھوپ دیپ یعنی خوشبو بتی اور چراغ جلا دینا نیک چلنی کے مقابلے میں کہیں زیادہ ضروری باتیں سمجھی جاتی تھیں جو آدمی اس بات کو ماننے سے انکار کرتا تھا کہ حضرت عیسیٰ کی پیدائش سے سیکڑوں سال پہلے فرعون جس رتھ میں بیٹھ کر گیا تھا اس کی پہیوں کے نشان ابھی تک لال سمندر کی ریت میں بنے ہوئے ہیں اور سمندر کی لہریں یا ہوا کے جھونکے انھیں نہیں مٹا سکتے"۔ اسے مذہب کا دشمن قرار دے کر مار ڈالا جاتا تھا۔

ان سب باتوں سے پتہ چلتا ہے کہ شام کے دیش کے ان لوگوں کو جو صدیوں پہلے یونانی سائنس اور فلسفہ اور بودھ فلسفہ میں دلچسپی لے چکے تھے۔ اور ان کا لطف پا چکے تھے۔ چھٹی صدی کے آخر میں عیسائی دھرم کے نام پر کیسے کیسے ظلموں اور آفتوں کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا۔ یہ سب حالتیں لڑکپن میں محمدؐ صاحب کی نظر کے سامنے سے گذریں۔ کئی بار کئی بڑے بڑے عیسائیوں سے ان کی بات چیت ہوئی۔ جن میں ایک عیسائی سنت نسطورا کا خاص طور پر ذکر ملتا ہے۔ پہلی ہی بار شام کے سفر میں ایک نیک عیسائی سادھو بحیرہ کا نام بھی آتا ہے۔ جس پر کمسن عمر محمدؐ کے سوالوں، اسکی گہری کھوج، اس کے بڑے دل، اس کی سوجھ بوجھ اور اس کی پہونچ کا بہت بڑا اثر پڑا۔

محمدؐ صاحب کی زندگی کے پہلے پچیس سال اپنے چچا ابوطالب کے ساتھ تجارت

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کرتے ہیں اور اسی طرح کے تجربے حاصل کرنے میں گزرے ان دنوں محمدؐ صاحب نے تجارت میں اتنی ہوشیاری حاصل کرلی اور سچائی اور ایمانداری کیلئے وہ چاروں طرف اتنے مشہور ہوگئے کہ مکے کے دوسرے بہت سے بیوپاری انہیں اپنا ایجنٹ بنا کر ان کی معرفت تجارت کرنے لگے۔

ال امین

محمدؐ صاحب کی عمر پچیس سال کی ہونے سے کچھ پہلے شہر کا ایک بڑا اور مالدار سوداگر چل بسا۔ اسکی بیوہ خدیجہ کو کام کاج کیلئے ایک ہوشیار اور ایماندار ایجنٹ کی ضرورت پڑی ابوطالب نے خدیجہ سے اپنے بھتیجے محمدؐ کی سفارش کی۔ خدیجہ نے مان لیا۔ اب خدیجہ کے ایجنٹ کی حیثیت سے محمدؐ صاحب کچھ دنوں شام کی راجدھانی دمشق اور آس پاس کے دوسرے شہروں اور دیشوں سے تجارت کرتے رہے۔ محمدؐ صاحب کی ایمانداری اور محنت سے خدیجہ کو بہت فائدہ ہوا۔ آخر ایک بار ان کے شام سے مکہ لوٹنے پر بیوہ خدیجہ نے ان سے شادی کرنے کی بات کہی۔ وہ راضی ہو گئے۔ محمدؐ صاحب کی یہ پہلی شادی تھی۔ دونوں کی عمروں میں بڑا فرق تھا۔ محمدؐ صاحب کی عمر اس شادی کے وقت پچیس اور خدیجہ کی عمر چالیس سال تھی۔ پھر بھی یہ شادی دونوں کے لئے زندگی بھر بہت بڑی برکت ثابت ہوئی۔ اور آخر تک دونوں میں محبت قائم رہی۔

پچیس سال کی عمر تک اس زمانے کے شام بیوپاریوں سے محمدؐ صاحب کی ایمانداری

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اور نیک چلنی کا کافی ثبوت ملتا ہے جب ان کی عمر کے لوگ مکّے میں جیسا روا[ج]
تھا شاعری کرتے اور آوارہ پھرنے میں اپنا وقت ضائع کرتے تھے۔ محمدؐ صاحب ک[و]
جب کبھی اپنے کاروبار سے فرصت ملتی، وہ تنہائی میں کچھ نہ کچھ سوچتے دکھائی
دیتے تھے۔ ملنے جلنے میں وہ سب کے ساتھ بہت میٹھے اور ملنسار تھے۔ ان ک[ا]
رہن سہن بڑا سادہ، ان کا من ان کے بس میں، تندرستی اچھی، دل ملائم اور چہر[ہ]
چمکتا ہوا تھا۔ لوگ انھیں دیکھ کر انکی طرف کھنچنے لگتے تھے۔

جوانی میں ہی وہ اپنی سچائی اور ایمانداری کے لئے اتنے مشہور ہو گئے کہ ت[مام]
مکّے والے انھیں ال امین یعنی جس پر بھروسہ کیا جا سکے، کہہ کر پکارا کرتے [تھے]
اور زندگی کے آخر تک وہ اسی نام سے پکارے جاتے تھے۔

مکّے کی حکومت کا اور مکّے والوں کے جھگڑے طے کرنے کا حق ان دنوں قریش [قبیلے]
کے سرداروں کو تھا۔ لیکن آئے دن باہر سے آنے والے زائرین اور دوسرے لوگوں [کی]
جان و مال کے بچاؤ کا کوئی انتظام نہ تھا۔ مکّے کے آس پاس اکثر لوگوں کا مال اسب[اب]
اور کبھی کبھی ان کے بال بچے تک لوٹ لئے جاتے تھے۔ اور کوئی کچہری نہ تھی ج[ہاں]
جا کر وہ دادرسی کر سکیں۔ محمدؐ صاحب سے کئی سو سال پہلے فضل، فضال، مفض[ل]
اور فضیل نام کے چار بہادر اور رحمدل نوجوانوں نے مکّے کے اندر اس پاک کام کو
ہاتھوں میں لے رکھا تھا۔ لیکن ان کے بعد پھر کوئی اس طرح کا بندوبست نہ رہا۔ محمدؐ
نے اپنی شادی کے بعد ہی سب گھرانوں کے خاص خاص لوگوں کو جمع کیا۔ انہوں [نے]
ایک دل بنایا جس کا کام مکّے میں اور اسکے آس پاس پردیسیوں کی جان اور ان
مال کی حفاظت کرنا تھا۔ اس دل کے ہر آدمی کو اس بات کی قسم کھانی پڑتی تھی ک[ہ]
ہر پردیسی کی حفاظت کریگا۔ اور کبھی کو ان پر ظلم نہ کرنے دیگا۔ پرانے زمانے کے ا[ن]
بہادروں کی یاد میں اس دل کا نام "حلف الفضول" رکھا گیا۔ یہ دل کم سے کم سا[ٹھ]

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

تک کام کرتا رہا۔

عرب میں ان دنوں غلاموں کے بکنے کا عام رواج تھا۔ کچھ لوگ شام کے دکھن سے کسی عیسائی قبیلے کے ایک لڑکے کو جس کا نام زید تھا کہیں سے پکڑ لائے۔ زید مکے کے بازار میں آکر بکا۔ خدیجہ کے ایک رشتہ دار نے اسے خرید کر خدیجہ کو دیدیا۔ خدیجہ نے اسے محمدؐ صاحب کو دیدیا۔ محمدؐ صاحب نے زید کو آزاد کر کے اسے بڑی شفقت سے اپنے ساتھ رکھ لیا۔ کچھ دنوں بعد زید کا باپ ہر ذریعہ پتہ لگا کر مکے پہونچا۔ اس نے زید کو اپنے ساتھ گھر لے جانا چاہا۔ محمدؐ صاحب نے اجازت دیدی لیکن زید محمدؐ صاحب کے برتاؤ سے اتنا خوش تھا کہ اس نے باپ کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا۔

محمدؐ صاحب کی عمر جب قریب تیس سال تھی مکے میں ایک بڑے خاندانی بھید کا پتہ چلا۔ وہ یہ تھا۔ قسطنطنیہ کے شہنشاہ نے بہت سا مال خرچ کر کے عثمان نامی ایک عرب عیسائی کے ذریعے مکے اور حجاز پر قبضہ کرنا چاہا۔ پتہ لگتے ہی محمدؐ صاحب نے مکہ والوں کی اور خود عثمان کی آن محب الوطنی اور ان کی آزادی کی محبت کے نام پر اپیل کی اور محمدؐ صاحب کی ہی کوشش سے روم کے شہنشاہ کی وہ چال الٹی پڑی۔

پانچ سال بعد ایک اور بات ہوئی جو دیکھنے میں معمولی تھی لیکن جس کے نتیجے عرب کی آزادی کیلئے اوپر کی چال سے بھی کچھ کم برے نہ ہو سکتے تھے۔ اس دوسری بات سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ محمدؐ صاحب کتنا امن پسند اور کتنی سوجھ بوجھ والے تھے اور اپنے دیس والوں میں ان کی کتنی عزت تھی۔

کعبے کی کچھ دیواریں پانی کی باڑھ سے پھٹ گئیں۔ مندر کی مرمت کی ضرورت ہوئی۔ مرمت کے بیچ میں کعبے کے پاک پتھر "سنگ اسود" کو پہلے سے ہٹایا گیا

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کا سوال اٹھا۔ یہ پتھر ایک فٹ ۱۱ انچ لمبا آٹھ انچ چوڑا اور بہت پرانے زمانے کا ایک
انڈے کی شکل کا ٹکڑا ہے۔ جو محمدؐ صاحب کے ہزاروں سال پہلے سے آج تک کعبے کی
خاص چیز ہے اور دکھن پورب کے کونے میں زمین سے پانچ فٹ کی اونچائی پر لگا ہوا ہے۔
آج تک تمام مسلمان حاجی عزت سے اسے چومتے ہیں۔ قریش قبیلے کی چار بڑی بڑی
شاخوں میں جھگڑا ہونے لگا۔ سنگ اسود کو اٹھا کر ٹھیک جگہ پر لگا دینے کی بڑائی کسے
دی جائے۔ جھگڑا بڑھ گیا۔ آخر میں سب نے مل کر اس جھگڑے کے فیصلے کیلئے اپنے "الامین"
محمدؐ صاحب کو پنچ بنایا۔ محمدؐ صاحب نے موقع پر جا کر اپنی چادر بچھا دی اور ان سے اجازت
لیکر ان کی طرف سے اس چادر کے اوپر اپنے ہاتھ سے سنگ اسود کو رکھ دیا۔ پھر چاروں
خاندانوں کے چار مکھیوں سے کہا کہ وہ سب مل کر چاروں کونوں سے پکڑ کر اس چادر
کو اوپر اٹھا دیں۔ اس طرح ان سب نے مل کر سنگ اسود کو ٹھیک جگہ پر پہنچا دیا۔
چادر کو اس جگہ کے ساتھ ملا دیا گیا اور محمدؐ صاحب نے دوبارہ اجازت لیکر ان کی طرف
سے ہلکا سا سہارا دیکر سنگ اسود کو اسکی جگہ پر سرکا دیا۔ اس طرح ایک ایسا جھگڑا،
جس سے نہ صرف قریش میں بڑی خوفناک لڑائی چھڑ سکتی تھی بلکہ جس میں عرب کے
قبیلے کھنچ کر آ سکتے تھے اور جو ایک بڑی قومی بلا ثابت ہو سکتی تھی۔ آسانی سے طے ہو گئی

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

تنہائی میں رہنا

عرب اور آس پاس کے دیشوں کے لوگوں کی حالت، ان کی آپس کی پھوٹ، ان کے عجیب و غریب عقیدے اور رسم و رواج اور غیر ملکی حملوں کے ان پر مظالم، ان سب باتوں پر محمد صاحب شروع سے ہی دکھی اور گہری سوچ میں ڈوبے ہوئے دکھائی دیتے تھے۔ اکیلے رہنے کی بھی شروع سے ان کی عادت تھی۔ اب ان کی زندگی میں ایک نئی الجھن دکھائی دینے لگی تھی۔

ان کے دل میں شروع سے ہی ایک اللہ پر پکا یقین تھا۔ اپنے بڑے بڑے یہودی اور عیسائی عالموں اور خاص کر شام کے عیسائی سادھوؤں سے انہوں نے یہ سن رکھا تھا کہ لمبے روزوں، دعاؤں اور طرح طرح کی تکلیف برداشت کرنے سے خدا اپنے ماننے والوں پر رحم کرتا ہے اور سچائی کا راستہ دکھاتا ہے۔

محمد صاحب کے دل میں ان مذہبوں کی عزت تھی لیکن ان مذہبوں کی بری حالت کو دیکھتے ہوئے ان کی تسلی ان میں سے کسی سے نہ ہو سکتی تھی۔ سر ولیم میور لکھتا ہے:-

"محمد صاحب میں شروع ہی سے سوچنے کی عادت جس میں ایک طرح کی گھبراہٹ ہوتی تھی، دکھائی دیتی تھی۔ حال میں وہ گھبراہٹ اور بھی بڑھ گئی تھی اور وہ اپنا بہت سا وقت اکیلے میں آدھی رات تک گزارتے تھے۔ ان کا من غور اور فکر میں لگا رہتا تھا۔ اپنی قوم کی گمراہی کا ان کے دل پر بڑا بوجھ تھا۔ سچا مذہب کیا ہے؟ اس طرح کی الجھن ان کی آتما کو دق کرتی رہتی تھی۔ وہ اکثر مکے کے پاس کی سنسان وادیوں

اور پہاڑیوں پر اکیلے رہنے، سوچنے اور سکون حاصل کرنے کے لئے چلے جاتے تھے۔ ان کی سب سے پیاری جگہ پہاڑ پر غار حرا تھی۔

حرا کا اونچا اور سنسان پہاڑ مکّے کے اُتر میں ہے۔ کئی سال تک رمضان کا پورا مہینہ اسی پہاڑ کے ایک غار میں گذرتا رہا۔ اور دھیرے دھیرے تلاشِ حق میں بے چین محمدؐ کیلئے پورا سال رمضان کا مہینہ ہو گیا۔ اس غار کے اندر محمد صاحب نے لمبے لمبے روزے رکھے۔ شب بیداری کی دعائیں مانگیں اور بار بار اسی غار میں وہ اپنے پروردگار کے سامنے جھکے رہے۔

ایک عالم کا کہنا ہے کہ جس طرح ہیرے دھرتی کے پیٹ میں اندھیرے ہی میں پائے جاتے ہیں اسی طرح سچائی گہرے دھیان سے آتما کی گہرائیوں میں ہی

اس طرح برسوں کی تلاش اور فکر سے محمدؐ صاحب کے دل پر وہ سچائی ہویدا ہو رہی تھی کہ اللہ ایک ہے۔ وہی ہم سب کا مالک ہے سب آدمی بھائی بھائی ہیں۔ ایک اللہ کے سوا کسی اور دیوی دیوتا کو ماننا گناہ ہے۔ سب کو برے کاموں سے بچنا اور نیک کاموں میں لگنا چاہیے۔ سب کو اپنے اپنے بھلے برے کاموں کا پھل بھگتنا پڑے گا۔ یہی انھیں سب مذہبوں کا نچوڑ دکھائی دیا۔ اور اس اصلی مذہب سے بھٹک جانے میں انھیں عرب اور باقی دنیا کی ساری مصیبتوں کی جڑ دکھائی دینے لگی۔

محمدؐ صاحب کو بہت دنوں پہلے سے سوجھنے لگا تھا کہ عرب کے سیکڑوں قبیلوں اور مذہبوں کے لوگوں کا اپنے اپنے قبیلوں اور مذہبوں کے الگ الگ دیوی دیوتاؤں کو پوجنا ہی ان میں پھوٹ اور جھگڑوں کے بڑھنے کا خاص سبب تھا۔ اس لئے جس طرح محمدؐ صاحب سے بہت پہلے یہودی بزرگوں نے کوشش کی تھی اسی طرح محمدؐ صاحب نے سب سے بڑے اور سب کے مالک ایک پرماتما کی عبادت کے ذریعہ ان سب کو پوری

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

طرح ملا کر ایک قوم بنا دینے کا ارادہ کر لیا۔ اللہ کے ایک ہونے کے ذریعے اور اسی وحدت کے سہارے محمد صاحب نے اپنے عوام میں ایکتا قائم کرنے اور انھیں ایک قوم بنانے کا فیصلہ کیا۔

حق کی آواز

لیکن اس طرح کی گہری اور ایک ایشور پر بھروسہ کرنے والی آتما کی اس وقت تک تسلی ناممکن تھی جب تک کہ یہ آواز اسکے اندر سے اٹھتی ہوئی نہ معلوم ہو جب تک کہ اس کا وہ رب جس کے سامنے اسنے رو رو کر راتیں گذاری تھیں خود اس کی تسلی نہ کرے۔ آدمی کی عقل پر ہی بھروسہ نہیں کیا جا سکتا۔ آدمی اتنا بے بس اور کمزور رہے کہ بغیر پرماتما کی مدد کے وہ کر بھی کیا سکتا ہے۔ پھر بھی سچے ڈھونڈنے والے کو اس سے پہلے بھی تو الہام ہو چکا تھا۔ یہی محمد صاحب کے دل کی بے چینی کا سبب تھا۔ یہی ان کے اکیلے رہنے، لمبے روزوں اور دعاؤں کا مطلب تھا۔

آخر جب محمد صاحب کی عمر چالیس برس کی ہوئی، ایک رات رمضان ہی کے مہینے میں غار حرا میں بیٹھے ہوئے انھیں یہ آواز آتی ہوئی معلوم ہوئی "اعلان کر" محمد صاحب چونکے۔ پھر آواز آئی "اعلان کر"، تیسری بار پھر آواز آئی "اعلان کر"۔ محمد صاحب نے گھبرا کر پوچھا "کیا اعلان کروں"؟

جواب ملا ——

"اعلان کر اپنے اسی رب کے نام پر جس نے پیدا کیا"

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

"جس نے محبت سے محبت کے پتلے آدمی کو تیار کیا۔ اعلان کر تیرا رب بڑا ہی رحیم ہے۔ اس نے آدمی کو قلم کے ذریعہ علم دیا اور آدمی کو وہ سب باتیں سکھائیں جنھیں وہ نہیں جانتا تھا"

"پھر ایک رات جب وہ غور و فکر میں ڈوبے پڑے تھے۔ کسی نے ان سے زور دل کے ساتھ کہا "جا، اٹھ اور اپنے رب کا پیغام دنیا تک پہونچا"

یہ قرآن کی وہ پانچ آیتیں ہیں جن کا محمدؐ صاحب کو سب سے پہلے الہام ہوا۔ یہی ان کے پیغمبر ہونے کی پہل تھی۔

الہام یا وحی کیا ہے؟ سچائی کا کوئی ایسا بھنڈار ہے یا نہیں جس کا سایہ آدمی کے دل کے ہنچتے ہنچتے اس دل کی خاص صفائی کی حالت میں کبھی اس دل پر خاص روپ سے پڑ سکتا ہے؟ روح کی کوئی ایسی حالت ہو سکتی ہے یا نہیں۔ جس میں تھوڑی دیر کیلئے غیب سے اس کے اندر علم و معرفت کا دروازہ کھل جاتا ہو؟ یہ سب ایسے سوال ہیں جن کی زیادہ گہرائی میں جانا اس وقت ہمارے مطلب سے دور ہے لیکن اس میں شک نہیں کہ محمدؐ صاحب کا الہام کا دعویٰ دنیا کے مذہبوں کی تاریخ میں کوئی انوکھی چیز نہ تھی۔ دنیا کے زیادہ تر مذہبوں کے قائم کرنے والوں اور ہزاروں رشیوں، مہاتماؤں، پیروں، پیغمبروں اور ولیوں نے کسی نہ کسی روپ میں اس کا دعویٰ کیا ہے۔ اور وید، توریت، انجیل سب کے کروڑوں ماننے والے اپنی اپنی کتابوں کو الہامی مانتے ہیں۔ اسمیں بھی شک نہیں کہ بے چین اور محقق محمدؐ کو ٹھیک اسی طرح اور اسی طرح کی حالتوں میں اپنے اندر سے یا اپنے پرماتما سے روشنی ملی۔ جس طرح دنیا کے کسی بھی بڑے سے بڑے پیغمبر یا بانی مذہب کو کبھی ملی ہے۔ اسی روشنی میں محمدؐ صاحب کو اپنے دلیش، اپنی قوم اور ساری انسانی قوم کی بھلائی کا راستہ نظر آیا۔ اور اسی نے انکیں اپنے مشن کو پھیلانے اور اسکے لئے ہر طرح

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ہر طرح کی تکلیفیں اٹھانے کو تیار کر دیا۔ ایک انگریز عالم لکھتا ہے ـــــ

"سچ مچ اگر کبھی کوئی آدمی موت کی طرح اٹل رہکر اپنی لگن کا سچا تھا تو عرب کا یہ وفادار بیٹا تھا اگر کبھی کسی آدمی نے دنیا کے پیدا کرنے والے کے سامنے اپنا دل اور اپنی آتما کو کھولکر رکھ دیا تو اس بیوپاری محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھا تھا۔ سچ مچ اگر دکھوں میں ڈوبی ہوئی اور انھیں چپ چاپ سہنی ہوئی کسی آتما کو کبھی کبھی ہمارے بنانے والے رب کا دیدار ہوا ہے تو ہاجرہ نامی داسی کی اس مشہور اولاد کو ہوا ہے۔"

ایک اللہ کھے اثر اور جوش میں محمدؐ صاحب نے اوپر کی پانچ آیتوں کو صاف صاف کہہ ڈالا اس پر بھی انھیں اپنے ہوش و حواس پر بھروسہ نہ ہوا وہ طبیعت سے جیسا کہ لکھا ہے لڑکیوں سے بھی زیادہ شرمیلے تھے۔ خدیجہ سے انھیں گہری محبت تھی ـــ اور خدیجہ کو اُن سے ـــ خدیجہ کی سمجھ بوجھ اور سچائی پر بھی انھیں بھروسہ تھا۔ خدیجہ کی عمر اب قریب پچپن سال تھی محمدؐ صاحب گھبرائے ہوئے خدیجہ کے پاس پہونچے اور سب حال سناکر کہنے لگے "خدیجہ، مجھے کیا ہو گیا ہے میں کہیں پاگل تو نہیں ہو گیا؟

خدیجہؓ نے جواب دیا "اے قاسم کے باپ ڈرو مت تم بڑی خوشی کی خبر لائے ہو میں اب سے تمھیں اپنی قوم کا پیغمبر سمجھوں گی۔ خوش ہو اللہ تمھیں کبھی شرمندہ نہ ہونے دے گا۔ کیا تم ہمیشہ اپنے رشتہ داروں کے ساتھ محبت کا سلوک کرنے والے، پڑوسیوں پر مہربان، لاچاروں اور گرے ہوؤں کو اٹھانے والے، لوگوں کی مصیبتوں میں کام آنیوالے مہمان کی خاطر کرنے والے، اپنی بات کے دھنی اور ہمیشہ سچی بات کہنے والے نہیں رہے۔

خدیجہ کا ایک رشتہ دار ورقہ یہودی اور عیسائی مذہبوں کی کتابوں کا عالم مشہور تھا۔ وہ بہت بوڑھا اور اندھا ہو چکا تھا اور آس پاس بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا خدیجہ جلدی سے محمدؐ صاحب کو لیکر ورقہ کے پاس گئی۔ اس نے ورقہ کو سب حال سنایا

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

واقفہ نے غور سے سن کر جواب دیا "مذہبی کتابوں میں ایسے ہی موقع پر ایک اس طرح کے پیغمبر کے بھیجے جانے کا ذکر ہے۔ سچ مچ وہی فرشتہ جو حضرت موسیٰ کے پاس آیا تھا محمدؐ کے پاس بھی آیا ہے۔ گھبراؤ نہیں ہمت کے ساتھ اپنے مشن کو پورا کرو۔"

ورقہ کے تسلّی دینے کا محمدؐ صاحب پر بہت بڑا اثر پڑا۔ لیکن وہ پھر بھی میلے کچیلے کپڑے پہنے سوچ میں ڈوبے ہوئے ایک چادر لپیٹے پڑے رہتے تھے۔ تین سال کی زبردست بے چینی کے بعد پھر ایکدم آواز آئی ——

"اے چادر میں لپٹے ہوئے
اٹھ اور لوگوں کو آگاہ کر
اور اپنے رب کی تعریف کر
اور اپنے کپڑوں کو صاف کر
اور میلے پن سے بچ
اور دوسروں کی خدمت کرنے کے لئے کسی پر احسان مت جتا
اور اپنے رب کے لئے صبر سے کام لے۔"

اس گھڑی سے محمدؐ صاحب کو اپنے مشن کا پورا یقین ہو گیا۔ ان کی باقی عمر اپنی زندگی کی اسی غرض کو پورا کرنے کی کوشش میں خرچ ہوئی۔ انہوں نے اب دنیا کے اور سب کاموں سے الگ ہو کر مکے میں لوگوں کو اپنے البشورہ کا پیغام سنانا شروع کیا۔

دوسرے سب دیوی دیوتاؤں اور مورتیوں کی پوجا کو چھوڑ کر ایک اللہ کی عبادت کرنا، اونچ نیچ اور قبیلے کے فرق کو توڑ کر سب آدمیوں کو بھائی بھائی سمجھنا، جوا، شراب، چوری، بدچلنی، اور لڑکیوں کے قتل جیسے برے کاموں سے بچنا اور نیک کاموں میں لگنا یہی اسکے بعد سے محمدؐ صاحب کی تعلیم کا نچوڑ تھا۔

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

مصیبتوں کے تیرہ سال

تین سال کی لگاتار محنت کے بعد مشکل سے چالیس آدمیوں نے محمدؐ صاحب کے دین کو اپنایا۔ ان میں پہلے پانچ خدیجہ، ابو طالب کی چھوٹی عمر کا بیٹا علیؓ، زیدؓ، ابو بکر اور عثمان تھے۔ ابو بکر ایک مالدار سوداگر تھے۔ باقی غریب اور چھوٹے لوگ زیادہ تھے اور بہت سے ان غلاموں میں سے تھے جو ان دنوں عرب میں جانوروں کی طرح بیچے جاتے تھے۔

محمدؐ صاحب نے صفا نام کی پہاڑی پر قریش کی ایک سبھا کی۔ سب کے جمع ہونے پر انہوں نے ان سے پوچھا: "اگر میں تمھیں کسی آنے والے خطرے سے آگاہ کروں تو تم اسے سچ مانوگے یا نہیں؟" سب نے ملکر کہا: "ہم نے کبھی تم سے جھوٹ نہیں سنا" محمدؐ صاحب نے کہا میں تمھیں اللہ کے عذاب سے آگاہ کرتا ہوں۔ اس کے بعد محمدؐ صاحب نے ان سے سب دیوی دیوتاؤں کو چھوڑ کر صرف ایک اللہ کی عبادت کرنے کو کہا۔ لوگوں کو برا لگا۔ محمدؐ صاحب کا مذاق اڑاتے ہوئے وہ سب اپنے اپنے گھر چلے گئے۔

کچھ دن بعد انہوں نے پھر صرف اپنے خاندان کے، یعنی عبد المطلب کی نسل کے لوگوں کو اپنے مکان پر جمع کیا۔ خوب سمجھایا۔ لیکن سوا علیؓ کے کسی نے ان کی بات نہ سنی۔

مکہ والوں کی ابتدا چھوڑ کر انہوں نے باہر سے آنے والوں کو رجوع کیا۔ قریش اب ان کے خلاف ہو گئے کیونکہ ان کی زیادہ آمدنی اور بہنوں کی روزی

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کعبے کے تین سو ساٹھ دیوی دیوتاؤں سے چلتی تھی. مکہ کے قریشیوں کا بڑپن اسی ابت پرستی کی وجہ سے تھا۔ اور اسی پر محمدؐ صاحب کا سب سے بڑا حملہ تھا۔ ہزاروں سال سے چلے آرہے عقیدے آسانی سے نہیں ٹوٹتے۔ قریش نے ہر جگہ محمدؐ صاحب کی بات کاٹنی شروع کی۔

جہاں کہیں محمدؐ صاحب جاتے ان کا مذاق اڑایا جاتا۔ ان پر پھبتیاں کسی جاتیں، انھیں گالیاں دی جاتیں۔ جب وہ وعظ کو کھڑے ہوتے، ان پر پاخانہ اور مردہ جانوروں کی انتڑیاں پھینکی جاتیں۔ لوگوں سے کہا جاتا عبداللہ کا بیٹا پاگل ہوگیا ہے۔ اس کی مت سنو اور شور مچاکر کوشش کی جاتی کہ کوئی ان کی بات نہ سننے پائے۔ کئی بار انھیں پتھر مار مار کر گھائل کر دیا گیا۔ کئی بار کعبے میں نماز پڑھتے ہوئے ان پر حملہ کیا گیا۔ ایکبار ابوبکر نے انھیں نہ بچایا ہوتا تو انھیں وہیں ختم کر دیا جاتا۔ جب ان سب باتوں سے کام نہ چلا اور محمدؐ صاحب نہ رکے تو پھر ان لوگوں کو جو محمدؐ صاحب کی باتیں مان کر ان پر عمل کرنے لگتے تھے تکلیفیں دی جانے لگیں۔

بلالؓ نامی ایک حبشی غلام کو جس نے محمدؐ صاحب کے کہنے پر مکّے کے بتوں کی پوجا کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ تیز دھوپ میں جلتے ہوئے ریت پر لٹا کر ایک بھاری پتھر اس کے اوپر رکھ دیا گیا اور کہا گیا کہ محمدؐ صاحب کا ساتھ چھوڑ کر پھر سے عرب کے پرانے دیوتاؤں کی پوجا شروع کرو۔ بلالؓ نہ مانا۔ اس پر کئی دن تک اسی طرح اسے ستایا گیا۔ آخر جب ابوبکر کو پتہ چلا تو انہوں نے بھاری قیمت دیکر بلالؓ کو اس کے مالکوں سے خرید لیا اور پھر آزاد کر دیا۔

یاسرؓ اور اسکی بیوی سمیہؓ۔ دونوں کو اسی گناہ میں برچھوں سے بھونک بھونک کر مار ڈالا گیا۔ ان کے بیٹے عمار کو بھی ایسی ہی تکلیفیں دی گئیں۔ عمار نے ایک بار گھبرا کر معافی مانگ لی اور پھر محمدؐ صاحب کے پاس جاکر اپنی کمزوری کے لئے پچھتانا اور رونا شروع کیا

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

محمد صاحب نے اسے معاف کر دیا اور پھر اپنوں میں ملا لیا۔

اس شروع کے زمانے کے اسلام میں شہیدوں کی کمی نہ تھی۔ عدی کے بیٹے خبیب رض کو بڑی بے رحمی کے ساتھ ستایا گیا۔ شکنجے میں کس کر اس سے کہا گیا — "اسلام چھوڑ دو تو ہم تمہیں چھوڑ دینگے"۔ اس نے جواب دیا "ساری دنیا چھوڑ دوں گا۔ اسلام نہیں چھوڑ دوں گا۔ ایک ایک کر کے اسکے ہاتھ پیر کاٹے گئے۔ پھر پوچھا گیا "کیا تم اب بھی نہیں چاہتے کہ تمہاری جگہ محمد ص ہوتا؟" جواب ملا "اس سے پہلے کہ محمد صاحب کے ایک کانٹا بھی چبھے میں خود اپنے سب بال بچوں کنبے والوں اور اپنے مال واسباب کے ساتھ مٹ جانا پسند کروں گا۔ خبیب رض کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے گئے۔ گوشت کی بوٹی بوٹی کر کے ہڈیوں سے الگ کیا گیا لیکن ایک اللہ اور اسکے پیغمبر کا یقین خبیب رض کے دل یا زبان سے آخر تک نہ جا سکا۔

ان دنوں ابو بکر رض نے بہت سے غلاموں کو جنھوں نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ اور جنھیں — اسی قصور میں انکے مالک طرح طرح کی تکلیفیں پہنچاتے تھے اپنے پاس سے پیسہ دیکر آزاد کرا دیا۔

سنہ ۶۱۵ء میں محمد صاحب کو اپنے دین کی تبلیغ میں پانچ سال ہو گئے۔ سو سوا سو آدمی جن میں غریب زیادہ تھے اسلام قبول کر چکے تھے۔ قریش کی دشمنی دن بدن بڑھتی جاتی تھی محمد صاحب اور ان کے صحابیوں کی جانیں ہر وقت خطرے میں تھیں۔

عرب اور خاص کر مکے میں قریش کا زور تھا۔ لال سمندر کے اس پار تھوڑی ہی دور پر افریقہ میں اتھیوپیا کا عیسائی بادشاہ نجاشی بڑا دل والا مانا جاتا تھا۔ سنہ ۶۱۵ء میں پہلے پندرہ مسلمان اپنی جانیں بچانے کے لئے مکے سے اتھیوپیا چلے گئے۔ دھیرے دھیرے وہاں ان کی تعداد ایک سو ایک تک پہونچی جنمیں اٹھارہ عورتیں تھیں۔ قریش نے اپنے دو آدمی عمر اور عبداللہ کو اتھیوپیا کے بادشاہ کے پاس قیمتی قیمتی نذرانے دیکر بھیجے اور اسے یہ چاہا کہ وہ مسلمانوں کو پناہ نہ دیکر انھیں مکہ واپس بھیج دے۔ بادشاہ نے

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

مسلمانوں کو اپنے دربار میں بلایا اور ان سے انکے نئے دین اور اسکے قائم کرنے والے کے بارے میں سوال کئے اس پر علی کے بڑے بھائی جعفر نے ابتھوپیا کے بادشاہ کے سامنے جو بیان دیا وہ عربوں کی ان دنوں کی حالت اور محمد صاحب کی تعلیم کی بڑی اچھی تصویر ہے۔ جعفر نے بادشاہ سے کہا تھا :-

"عالیجاہ، ہم لوگ جنگلی پن اور ناسمجھی میں ڈوبے ہوئے تھے۔ ہم بت پرستی کرتے تھے ناپاک زندگی بسر کرتے تھے۔ مردہ جانور کھاتے تھے۔ اور گندی باتیں زبان سے نکالتے تھے آدمی میں جتنی اچھی باتیں ہونی چاہئیں۔ ان سب سے ہم نے منہ موڑ رکھا تھا۔ ہم پڑوسیوں اور پردیسیوں دونوں کے لئے اپنے فرض سے بے پرواہ تھے۔ ہم ایک ہی قانون جانتے تھے۔ اور وہ یہ تھا "جسکی لاٹھی اسی کی بھینس" ایسی حالت میں اللہ نے ہمیں میں سے ایک ایسا آدمی کھڑا کر دیا جسکے خاندان، جس کی سچائی۔ جس کی ایمانداری اور جس کی پاک زندگی کو ہم پہلے ہی سے جانتے تھے۔ اس نے ہمیں بتایا کہ اللہ ایک ہے اور نصیحت کی اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو نہ جوڑو۔ اس نے ہمیں دوسرے دیوتاؤں کی عبادت اور بت پرستی سے منع کیا اور سچ بولنا اور امانت میں خیانت نہ کرنا اور دوسروں پر رحم کرنا اور پڑوسیوں کے حقوق کا خیال رکھنا ہمارا دین ایمان ٹھہرایا۔ اس نے ہم سے کہا کہ کسی کی بھی ماں بہن کے بارے میں بری بات نہ کہو۔ اور نہ کسی بے سہارا اور یتیم کا مال ہضم کرو۔ اس نے ہمیں حکم دیا کہ گناہوں سے بھاگو اور برائیوں سے بچے رہو نمازیں ادا کرو۔ زکوٰۃ دو اور روزہ رکھو۔ ہم نے اس کی باتیں مان لیں اور صرف ایک اللہ کی عبادت کرنے اور اس کے ساتھ کسی اور کو نہ جوڑنے کے بارے میں اسکے کہنے پر عمل کرنا شروع کر دیا۔ اسی لئے ہماری قوم والے ہمارے خلاف کھڑے ہو گئے انھوں نے ہمیں تکلیفیں پہونچائیں کہ ہم ایک اللہ کی عبادت چھوڑ کر پھر سے لکڑی پتھر اور دوسری چیزوں کے بتوں کی پرستش کرنے لگیں۔ انھوں نے ہمیں اتنی تکلیف دی اور

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized by eGangotri

اتنا نقصان پہونچایا کہ جب ہم نے دیکھا کہ ہم ان کے ساتھ سلامتی سے نہیں رہ سکتے تو ہم نے آپ کے ملک میں پناہ لی۔ ہمیں بھروسہ ہے کہ آپ ان کے ظلموں سے ہمیں بچائیں گے۔"

اس تقریر کا نجاشی پر بہت اچھا اثر پڑا۔ تب آئے ہوئے قریش کے آدمیوں نے نجاشی سے شکایت کی کہ یہ لوگ حضرت عیسیٰ کو خدا کا بیٹا نہیں مانتے۔ بادشاہ نے جعفر سے پوچھا۔ اس نے قرآن کے "سورہ ال عمران" کی وہ آیتیں پڑھ کر سنادیں جن میں حضرت عیسیٰ کو پیغمبر مانا گیا ہے۔ دوسرے کٹر عیسائیوں کی طرح نجاشی خود بھی کسی کو خدا کا بیٹا نہیں مانتا تھا۔ نجاشی پر عیسائی ریفارمروں ایریس اور نیسطوریس کے آزاد خیالوں کا اثر تھا۔ ان سب باتوں کا نجاشی پر اتنا اچھا اثر پڑا کہ اس نے مسلمانوں کو قریش کے حوالے کرنے کی جگہ اپنے یہاں ٹھہرالیا اور قریش کے آدمیوں کو ان کے قیمتی نذرانوں کے ساتھ عرب واپس کر دیا۔ قریش کی دشمنی اس سے اور بھی بھڑک گئی۔

محمدؐ صاحب نے اس عیسائی بادشاہ کے احسان کو ہمیشہ یاد رکھا۔ بہت دنوں بعد جب اسکے مرنے کی خبر ان تک پہونچی تو انہوں نے اسکی روح کی بھلائی کے لئے اسی طرح نماز پڑھی اور دعا مانگی جس طرح مسلمانوں کیلئے مانگا کرتے تھے۔

جب اور کوئی چال نہ چلی تو قریش نے لالچ دیکر کام نکالنا چاہا۔ ان کی ایک سبھا ہوئی جسکے بعد قریش کے کچھ لکھیا محمدؐ صاحب کے پاس آئے۔ انہوں نے محمدؐ پر دیش میں فساد برپا کر دینے، گھروں میں پھوٹ ڈالنے، باپ دادا کے دین کو برا کہنے اور اپنے دیوتاؤں کی برائی کرنے کا الزام لگایا۔ محمدؐ صاحب خود قریش تھے۔ لیکن وہ ان سب قبیلوں کے فرق کو بھی مٹانا چاہتے تھے۔ اسلام کے جھنڈے کے نیچے آتے ہی قریش اور غیر قریش عرب اور حبشی، غلام اور مالک سب برابر ہو جاتے تھے۔ اور سب کے ساتھ ایک سلوک ہونے لگتا تھا۔ گھمنڈی قریش اسے کیسے سہہ سکتے تھے۔ انہوں نے محمدؐ صاحب سے کہا

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

"ہم سب اپنے اوپر ٹکیس لگا کر تمھیں قبیلے کا سب سے مالدار آدمی بنادیں گے۔ اپنے یہاں کی جس لڑکی اور جتنی لڑکی کے ساتھ چاہو، ہم تمھاری شادی کر دیں گے۔ ہم تمہیں اپنا سردار مان لیں گے۔ اور تم سے بغیر پوچھے کوئی کام نہ کرینگے۔ تم اپنے اس نئے دین کی تبلیغ بند کر دو۔" محمدؐ صاحب پر اس کا کوئی اثر نہ ہوا۔ انہوں نے جواب دیا:-

"میں بھی تمہاری ہی طرح صرف ایک آدمی ہوں لیکن مجھے ایشور سے یہ الہام ہوا ہے کہ ہمارا تمہارا رب ایک ہے۔ اس لئے اسی کی طرف منہ کرو اور اسی سے معافی چاہو ان لوگوں پر افسوس ہے جو اللہ کے ساتھ دوسروں کو جوڑتے ہیں۔ مجبوروں کو خیرات نہیں دیتے جو موت کے بعد کی زندگی میں اور اس بات میں یقین نہیں کرتے کہ سب کو اپنے کئے ہوئے کا نتیجہ بھگتنا ہے۔ لیکن جنھیں یقین ہے اور جو نیک کام کرتے ہیں۔ ان کے لئے چین ہی چین ہے۔"

دوسری بار یہ لوگ محمدؐ صاحب سے پھر ملے اور اسی طرح کی لالچ دی۔ محمدؐ صاحب کا جواب ویسا ہی صاف تھا۔

"مجھے نہ پیسہ چاہئے اور نہ راج۔ میں تمہیں صرف اپنے خدا کا پیغام سنانا چاہتا ہوں۔ جو تم میری بات مان لو تو اس دنیا میں اور دوسری دنیا میں دونوں میں تمہارا بھلا ہوگا۔ اگر نہ مانو تو میں صبر کر لوں گا۔ اور اللہ سب کا فیصلہ کرے گا۔"

لوگوں نے محمدؐ صاحب سے کہا "تم پیغمبر ہو تو کوئی معجزہ دکھاؤ۔" محمدؐ صاحب نے جواب دیا۔

"اللہ کی تعریف کرو۔ میں کوئی چیز نہیں سوا ایک آدمی کے۔ اور خدا کا بھیجا ہوا ہوں۔"

"محمدؐ سے پہلے بھی اللہ نے جتنے رسول بھیجے ہیں وہ ہماری تمہاری ہی طرح کھانا

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کھاتے تھے اور گلیوں میں چلتے پھرتے تھے۔"

محمدؐ صاحب نے اپنی زندگی بھر نہ کوئی معجزہ دکھایا اور نہ دکھا سکنے کا دعویٰ کیا۔ قرآن میں کم سے کم سترہ بار ذکر آیا ہے کہ لوگوں نے محمدؐ صاحب سے معجزہ دکھانے کے لئے کہا اور انہوں نے ہر بار یہ کہکر کہ میں کوئی معجزہ نہیں دکھا سکتا انکار کر دیا۔ وہ ہمیشہ خود کو ایک معمولی آدمی بتاتے تھے۔ انہیں دعویٰ صرف اتنا تھا کہ اللہ نے میرے قلب کے اندر حق کا اجالا کیا ہے اور میں جو تم سے کہہ رہا ہوں وہ اسی کا پیغام ہے اپنے وعظ میں وہ دلیلوں سے بھی کام لیتے تھے۔

"نہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں۔ نہ میں غیب کا علم رکھتا ہوں۔ میں صرف اسی پر چلتا ہوں جو اللہ نے میرے اندر بٹھا دیا ہے۔"

"میرا اپنا نفع یا نقصان تک میرے ہاتھ میں نہیں ہے۔ جو اللہ چاہتا ہے وہی ہوتا ہے۔ جو میں غیب جانتا ہوتا تو سچ مچ مجھے خوب فائدہ ہوتا اور مجھے کسی طرح کا نقصان نہ پہونچتا۔ میں تو صرف ان لوگوں کے لئے جو میری بات مان لیں۔ برائی سے ڈرانے والا اور بھلائی کی خوش خبری دینے والا ہوں۔"

قریش کے سرداروں نے اب اور کوئی چارہ نہ دیکھکر محمدؐ صاحب کے چچا ابوطالب سے کہا کہ اگر آپ اپنے بھتیجے کو اس کام سے نہ روک لیں گے تو اسکی اور اس کا ساتھ دینے والوں کی جانیں سلامت نہ رہیں گی۔

بوڑھے ابوطالب نے بھتیجے کو بلاکر سمجھایا کہ اتنے لوگوں کو اپنا اور اپنے کنبے والوں کا دشمن بنائے رکھنا اچھا نہیں ہے۔ محمدؐ صاحب نے سمجھ لیا کہ اب چچا میاں بھی اپنا ہاتھ میرے سر سے ہٹانا چاہتے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا ــــ

" اس اللہ کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ اگر وہ سورج کو میرے داہنے اور چاند کو میرے بائیں ہاتھ پر رکھ دیں تب بھی جب تک اللہ کا حکم ہے میں اپنے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ارادے سے نہ ہٹوں گا۔"

یہ کہکر محمدؐ صاحب رونے لگے اور پھر اٹھ کر چل دیئے۔ ابو طالب مسلمان نہ ہوئے تھے۔ پھر بھی بھتیجے کی ہمت اور اس کے آنسوؤں دونوں کا ان پر گہرا اثر ہوا۔ انہوں نے بنی ہاشم کو اکٹھا کیا۔ اور سمجھایا "ہمارے خیالات محمدؐ سے ملیں یا نہ ملیں ہمیں اس کی جان بچانی ہی چاہیئے۔ وہ ہمیشہ یتیموں اور بے بسوں کا مددگار اور اپنے قول و فعل کا سچا رہا ہے۔" سوا ایک ابولہب کے اور سب نے مان لیا۔

انھیں دنوں میں حضرت عمر کا اسلام قبول کر لینا بھی ایک معرکے کی بات تھی۔ جو مسلمان اتھیوپیا چلے گئے تھے۔ ان کو چھوڑ کر مشکل سے پچاس آدمی محمدؐ صاحب کے ساتھ مکے میں اور تھے۔ ان میں سے بھی بہت سے اپنے نئے دین کو چھپائے رکھتے تھے اور خود محمدؐ صاحب کبھی کسی کے گھر میں اور کبھی کسی کے گھر میں بیٹھ کر چپکے چپکے اپنے دین کی تبلیغ کرتے تھے۔

عمر ان دنوں پینتیس سال کے رہے ہوں گے۔ وہ پرانے کٹر خیال کے تھے۔ انہیں پتہ چلا کہ محمدؐ صاحب اس مکان میں ہیں وہ خنجر لیکر محمدؐ صاحب کو مارنے کیلئے نکلے۔ راستہ میں انھوں نے سنا کہ ان کی ایک اپنی بہن اور بہنوئی نے اسلام قبول کر لیا۔ غصے میں پہلے بہن کے مکان کی طرف بڑھے۔ مکان کے اندر سے قرآن کی کچھ آیتیں پڑھے جانے کی آواز عمر کے کان میں پڑی۔ اندر پہونچتے ہی بہنوئی کو گرا کر اس کی چھاتی پر پیر رکھا۔ اور اس کا کام تمام کرنے ہی کو تھے کہ بہن بیچ میں آگئی۔ ایک وار میں انہوں نے بہن کا بھی چہرہ لہو لہان کر دیا۔ بہن نے بغیر گھبرائے یا پیچھے ہٹے سنجیدگی کے ساتھ جواب دیا۔

"اللہ کے دشمن، کیا تم مجھے اس لئے مارنا ہے کہ میں ایک سچے خدا کو ماننے والی ہوں۔ تیرے رہتے اور تیرے ظلم کو سہ کر بھی میں اس سچے دین پر ڈٹی رہوں گی۔ میں کہتی

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ہوں کہ سوا ایک اللہ کے کوئی دوسرا اللہ نہیں ہے اور محمدؐ اس کا رسول ہے۔ عمرؓ لے اب اپنا کام پورا کر۔"

عمرؓ کے دل پر اثر ہوا۔ ان کا ہاتھ رک گیا۔ وہ سوچ میں پڑ گئے ان کی آنکھ قرآن کی کچھ آیتوں پر گئیں جو پاس ہی کسی چیز پر لکھی ہوئی رکھی تھیں۔ قرآن کا یہ بیسواں سورہ تھا۔ وہ اسے یوں ہی پڑھنے لگے۔ بار بار پڑھا۔ ارادہ بدلا۔ بہن اور بہنوئی دونوں سے معافی مانگی۔ باہر نکلتے ہی خنجر پھینک کر وہ سیدھے دل سے محمدؐ صاحب کے پاس پہنچے اور فوراً دین اسلام اپنا لیا۔

انھیں دنوں محمدؐ صاحب کے ایک چچا حمزہؓ نے جو پہلے ان کے کٹر دشمن تھے اسلام اپنایا۔ لکھا ہے کہ ان دنوں محمدؐ صاحب کو جتنی تکلیفیں دی جاتی تھیں اور جگہ جگہ ان کی جو بے عزتی کی جاتی تھی اور جس صبر و سکون کے ساتھ وہ برداشت کرتے تھے اسے دیکھ حمزہؓ کے دل پر اتنا اثر ہوا کہ وہ کٹر دشمن سے بدل کر آپ کا دوست ہو گیا۔ اسی طرح کی اور بہت سی مثالیں ان دنوں کی ملتی ہیں۔

محمدؐ صاحب کو نئے دین کی تبلیغ کرتے ساتواں سال تھا۔ ابھی تک مکے کی گلیوں میں ان کی جان خطرے میں رہتی تھی۔ یہ دیکھ کر ابو طالب نے اور بنی ہاشم خاندان کے دوسرے لوگوں نے سوچا کہ محمدؐ صاحب اور ان کے دین کے ماننے والوں کو وہ مکے سے پورب کی ایک ایسی تنگ وادی میں جا بسیں جہاں کوئی آسانی سے ان پر حملہ نہ کر سکے۔ اس گھاٹی کو ابو طالب کا شعب کہتے تھے۔ محمدؐ صاحب ان کے ساتھی اور کعبے والے سب وہاں جا کر رہنے لگے۔

قریش کے دو بڑے خاندانوں بنی ہاشم اور بنی امیہ میں پہلے سے لاگ ڈانٹ چلی آتی تھی۔ بنی ہاشم کو چھوڑ کر اور سب قریش محمدؐ صاحب کے خلاف تھے انھیں میں امیہ بھی تھے۔ بنی امیہ اور ان کے ساتھیوں کی طرف سے ایک تحریر کعبے میں

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ٹانگ دی گئی جسمیں اور سب قریش کو قسم دی گئی تھی کہ جب تک بنی ہاشم محمدؐ کا ساتھ نہ چھوڑیں۔ اور اسے سزا کے لئے باقی قریش کے حوالے نہ کر دیں تب تک بنی ہاشم سے لین دین کھانا پینا، بیاہ شادی سب طرح کا چلن بند کر دیا جائے۔ تین سال تک بنی ہاشم محمدؐ صاحب کو لئے ہوئے اسی چھوٹی سی وادی میں بند رہے۔ ان میں محمدؐ صاحب کے گھرانے کے ایسے لوگ بھی تھے جنھوں نے ابھی تک اسلام نہیں اپنایا تھا۔ صرف اپنے گھرانے کی آن اور محمدؐ صاحب کی محبت کے سبب وہ ان کا ساتھ دے رہے تھے۔ ان تین سالوں کے کڑے بائیکاٹ سے محمدؐ صاحب اور ان کے ساتھیوں کو کافی مصیبتیں اٹھانی پڑیں۔ یہاں تک کہ کبھی کبھی ان لوگوں کا کئی کئی دن کا فاقہ ہو جاتا تھا۔

عرب میں یہ رواج چلا آتا تھا کہ کعبے کی زیارت کے مہینوں میں عربوں کے سب آپسی جھگڑے تھوڑے دنوں کیلئے بند ہو جاتے تھے۔ انھیں دنوں ان لوگوں کو کبھی باہر نکلنے اور کھانے پینے کا سامان جمع کرنے کا انھیں موقع مل جاتا تھا۔ ان دنوں میں ہی محمدؐ صاحب کو اس وادی سے نکل کر باہر کے زائرین میں اپنے دین کو کھلے طور پر پھیلانے کا موقع ملتا تھا۔ تین سال کے بعد کہا جاتا ہے کہ جب تحریر اتنی پھیکی پڑ گئی یا دیمکوں نے چاٹ ڈالا تھا کہ پڑھی نہ جا سکتی تھی تب ابوطالب کے کہنے سننے سے یہ بائیکاٹ ختم ہوا۔

محمدؐ صاحب اب پچاس برس کے ہو چکے تھے اپنے دین کی تبلیغ کرتے انھیں دس برس گذر چکے تھے۔ پچھلے تین برس کے بائیکاٹ کے بعد امید کی جا سکتی تھی کہ وہ بے کھٹکے مکے میں رہ سکیں اور آزادی سے اپنے دین کی تبلیغ کر سکیں لیکن اس بائیکاٹ کے ختم ہونے کے کچھ دن بعد ہی ان کے سب سے بڑے مربی اور ساتھ دینے والے ابوطالب دنیا سے اٹھ گئے۔ ابوطالب اس وقت اسی برس سے اوپر کے تھے۔

"ابوطالب نے اپنے بھتیجے کے لئے اپنے اور اپنے گھرانے کے اوپر جس طرح کی آفتوں کو بلایا اور وہ بھی جبکہ ابوطالب محمدؐ صاحب کے دین کو نہیں مانتے تھے اس سے اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ ابوطالب کتنی اونچی طبیعت کے کتنے فراخدل کتنے بہادر اور کتنے بے لوث آدمی تھے۔ ساتھ ہی اس بات سے محمدؐ صاحب کے دل کی سچائی کا پکا پتہ چلتا ہے۔ کیونکہ کسی خود غرض دھوکے باز کے لئے ابوطالب کبھی اس طرح کی آفت میں نہ پڑتے اور ابوطالب کے پاس محمدؐ صاحب کو پرکھنے کے لئے کافی ذرائع تھے"۔

"جبکہ ابوطالب کو اسلام کے پیغمبر کے مشن میں یقین نہ تھا۔ پیغمبر کی اس طرح حفاظت کرنے میں ان کی یہ بہادری حیرت میں ڈالنے والی ہے اور محمدؐ صاحب کی ایمانداری کا یہ بہت بڑا ثبوت ہے کہ وہ ابوطالب جیسے زبردست اور سچے آدمی پر اتنا گہرا اثر ڈال سکے"۔

ابوطالب کو مرے ہوئے ابھی تین دن بھی نہ ہوئے تھے کہ محمدؐ صاحب کی دوسری بڑی مددگار ان کا چھبیس سال تک ساتھ نبھانے والی خدیجہ بھی چل بسیں۔ خدیجہ کے محمدؐ صاحب پر بہت احسان تھے۔ اپنی اس ہمیشہ احسان کرنے والی کے ساتھ انھوں نے محبت اور سکون سے دن گذارے تھے انھیں ان سے وہ سچی محبت جو کسی دوسرے کے ساتھ نہ ہو سکتی تھی مرتے وقت خدیجہ کی عمر پینسٹھ سال تھی۔ تاریخ گواہ ہے کہ محمدؐ صاحب نے خدیجہ کے جیتے جی اپنے گھر میں یا اپنے دل میں کسی دوسری عورت کو جگہ نہ دی۔ اپنے اوپر خدیجہ کے احسانوں کو یاد کرتے ہوئے ایک بار خدیجہ کے مرنے کے برسوں بعد محمدؐ صاحب نے کہا تھا۔ ——

"اللہ جانتا ہے اس سے (خدیجہ سے) بڑھ کر مہربان شریک حیات کبھی کوئی نہیں ہوئی۔ جب میں غریب تھا اس نے مجھے مالدار بنایا۔ جب لوگ مجھے جھوٹا کہتے تھے اس نے مجھ پر یقین کیا۔ جب دنیا میرے خلاف تھی اور مجھے تکلیفیں پہونچا رہی تھی اس وقت اس نے سچائی کے ساتھ میرا ساتھ دیا۔"

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

خدیجہ سے محمد صاحب کے دو لڑکے اور چار لڑکیاں ہوئیں۔ دونوں لڑکے چھوٹی عمر میں ہی خدیجہ کی زندگی میں مر گئے۔ لڑکیاں موجود تھیں۔

ابوطالب اور خدیجہ دونوں کی ایسے وقت میں موتیں محمد صاحب پر بڑی آفتیں تھیں۔ ابوطالب کے مرتے ہی قریش اور خاص کر قریش کے دو سردار ابو سفیان اور ابوجہل نے پھر مکے کے اندر محمد صاحب کا رہنا مشکل کر دیا۔

ایک دن جب محمد صاحب وعظ کیلئے شہر میں نکلے تو ان کے سر پر میلا ڈال دیا گیا گھر پہونچ کر محمد صاحب کی ایک بیٹی جس نے ان کا سر دھویا یہ دیکھ کر رو پڑی۔ محمد صاحب نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا "میری بیٹی رو مت، سچ مچ اللہ تیرے باپ کی مدد کرے گا۔"

مکے میں محمد صاحب کا کام زیادہ نہیں بڑھ رہا تھا۔ انہوں نے مکے سے کوئی ساٹھ میل دور طائف نامی شہر میں جا کر تبلیغ کا ارادہ کیا۔ اپنے وفادار ساتھی زید کو وہ اپنے ساتھ لے گئے۔ طائف ان دنوں عرب میں بت پرستی کا بہت بڑا مرکز تھا۔ وہاں "لات" کا عالیشان مندر تھا۔ اور اسکی خوب پوجا ہوتی تھی۔

کئی دن کے سفر کے بعد محمد صاحب اور زید طائف پہونچے وہاں کے بڑے بڑے لوگوں سے مل کر محمد صاحب نے اپنا دین سمجھایا۔ جس میں خاص خاص باتیں یہ تھیں۔

" ایک اللہ کو چھوڑ کر سب دیوی دیوتاؤں کی پوجا کو چھوڑ دینا اور نیک کام کرنا۔" اس پیغام کا کسی پر کوئی اثر نہ پڑا۔ پھر انہوں نے گلیوں میں کھڑے ہو کر وعظ دینا شروع کیا۔ جہاں وہ بولنے کھڑے ہوئے، لوگ انھیں برا بھلا کہنے لگتے۔ شور مچا کر ان کی آواز بند کر دی جاتی کئی بار انھیں پتھر مار مار کر گھائل کر دیا گیا۔ کئی دن تک وہ وہاں وعظ دیتے رہے۔ لیکن روز یہی حالت ہوتی آخر ایک دن لوگوں نے انھیں زبردستی شہر سے باہر نکال دیا۔ کئی میل تک لوگ ان کو گالیاں دیتے اور ان کا مذاق اڑاتے

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ان کے پیچھے گئے۔ پتھروں کی مار سے ان کی دونوں ٹانگوں سے خون بہہ رہا تھا۔ زید نے انھیں بچانے کی کوشش کی جس میں ایک پتھر زید کے سر پر لگا۔ شہر سے قریب تین میل دور آکر لوگ واپس لوٹ گئے۔ محمد صاحب اور زید تھک کر ایک پیڑ کے سایے میں بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد محمد صاحب نے گھٹنے ٹیک کر جس طرح اللہ سے دعا مانگی تھی وہ یہ ہے —

"اے میرے رب! اپنی کمزوری، اپنی بے بسی اور دوسروں کے سامنے اپنے چھوٹے پن کی میں تجھ سے ہی شکایت کرتا ہوں۔ تو ہی سب سے بڑا رحیم ہے۔ کمزوروں کی تو ہی طاقت ہے۔ تو ہی میرا مالک ہے، اب تو مجھے کس کے ہاتھوں میں سونپے گا؟ کیا ان پردیسیوں کے ہاتھوں میں جو مجھے چاروں طرف سے گھیرے ہیں؟ یا ان دشمنوں کے ہاتھوں میں جن کا تو نے میرے گھر کے اندر میرے خلاف پلہ بھاری کر رکھا ہے اگر تو مجھ سے ناراض نہیں ہے تو مجھے کوئی فکر نہیں ہے۔ میں تو سمجھتا ہوں تیرا مجھ پر بڑا کرم ہے تیرے نور ہی میں میں پناہ چاہتا ہوں۔ اسی سے اندھیرا دور ہو سکتا ہے۔ اور اِس اور اُس دونوں دنیاؤں میں سکون مل سکتا ہے۔ تیرا غضب مجھ پہ نہ نازل ہو۔ جب تک تو خوش نہ ہو غصہ کرنا تیرا کام ہے تجھ سے باہر نہ کسی میں کوئی طاقت ہے اور نہ کوئی چارہ۔"

محمد صاحب کے پاس سوا اللہ کے یا اپنے دل کے یقین کے اور کوئی سہارا نہ تھا طائف سے اس طرح نکالے جانے کے بعد اگر وہ مکے جاتے تو ان کی حالت اور بھی بری ہوتی۔ وہ کئی دن تک جنگل میں رہے۔ اور نہ بعد کو مکے میں بھیج کر انھوں نے وہاں ایک جاننے والے کا گھر اپنے رہنے کے لئے ٹھیک کیا۔ کئی برس تک وہ اسی گھر میں رہے اور صرف کعبے کی زیارت کے دنوں میں اپنے دین کی تبلیغ کرتے رہے۔

ایک دن زیارت ہی کے دنوں میں جب وہ مکے سے کچھ اٹھ میل عقبہ کی

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کی پہاڑی پر وعظ دے رہے تھے۔ یثرب (مدینہ) کے کچھ مسافروں کا دھیان ان کی طرف گیا۔ محمدؐ صاحب کی نصیحتوں اور ان کی سچائی کا ان لوگوں پر اثر ہوا۔ انمیں سے چھ یا نو آدمیوں نے اسلام قبول کر لیا۔ اور اپنے شہر میں جاکر جو مکے سے دو سو چھیاسی میل تھا لوگوں سے محمدؐ صاحب کی نصیحتوں کا ذکر کیا۔

اگلے سال انکے ساتھ اور چھ آدمی یثرب سے آئے یہ یثرب کے دو بڑے قبیلوں (اوس اور خزرج) کے خاص لوگوں میں سے تھے۔ انہوں نے بھی اسلام قبول کر لیا۔ اور دستخط کر کے درج ذیل وعدہ لکھ کر محمدؐ صاحب کو دیدیا۔

"وہم ایک اللہ کے ساتھ کسی اور کو شریک نہ کریں گے یعنی ایک اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرینگے، نہ چوری کریں گے نہ بد چلنی کریں گے۔ نہ اپنے بچوں کو قتل کرینگے نہ جان بوجھ کر کسی پر جھوٹا الزام لگائیں گے نہ کسی ایسی بات میں جو اچھی ہوگی، پیغمبر کے حکم کو توڑیں گے اور سکھ دکھ دونوں میں پیغمبر کا پورا ساتھ دینگے"۔

اسلام کی تاریخ میں یہ عقبیٰ کا پہلا وعدہ کہلاتا ہے۔

یثرب کے لوگوں کے کہنے پر محمد صاحب نے اپنے ایک سمجھدار ساتھی مصعب کو اسلام دھرم پھیلانے کے لئے ان کے ساتھ یثرب بھیجا۔ یثرب میں ایک سال تک مصعب نے جس ہوشیاری اور استقلال سے دین کو پھیلایا اسکی بہت سی مثالیں ملتی ہیں۔

ایک بار مصعب کسی کے گھر میں بیٹھ کر کچھ لوگوں کو سمجھا رہا تھا اتنے میں اُسید نامی ایک آدمی بھالا لیکر اس گھر میں گھسا اور کہنے لگا "تم لوگ یہاں کیا کر رہے ہو؟ تم کمزور دماغ کے آدمیوں کو ان کے عقیدوں سے گرا رہے ہو۔ تمہیں اپنی جان پیاری ہے تو یہاں سے بھاگ جاؤ"۔ مسلمانوں نے بڑے ٹھنڈے دل سے جواب دیا "جا کر بیٹھیے اور آ کر کہیئے اور مان لیجئے کہ سوا ایک اللہ کے دوسرا کوئی خدا نہیں۔ اور محمدؐ اس کا

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

رسول ہے"۔ اسید نے ایسا ہی کیا اور مسلمان ہو گیا۔

اسی طرح کی اور بھی بہت سی باتیں مصعب کے یثرب میں اسلام پھیلانے کے سلسلے میں ملتی ہیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ یثرب میں مصعب کی امید سے کہیں زیادہ کام ہوا۔ گھر گھر مذہب کا چرچا ہونے لگا۔ اگلے سال ۶۲۲ء میں مصعب کے ساتھ ستر اور آدمی' ان میں جنہوں نے اسلام قبول کر لیا تھا کعبے کی زیارت کے دنوں میں مکہ آئے۔ ان کا ارادہ تھا کہ محمدؐ صاحب کو یثرب لے جا کر مکہ والوں کے ظلموں سے انہیں بچائیں۔ محمدؐ صاحب کے دل میں بھی مکہ چھوڑ کر یثرب میں اپنے نئے دین کی قسمت آزمانے کا خیال پیدا ہو چکا تھا۔

آدھی رات کو اسی عقبہ کی پہاڑی پر بات چیت ہوئی پچھلے سال کے وعدے میں یہ شرط اور جوڑ دیا گیا۔

"ہم لوگ (یثرب میں) پیغمبر اور ان کے ساتھیوں کی اسی طرح حفاظت کریں گے جس طرح اپنے بال بچوں کی کرتے ہیں"۔

سب نے قسم کھائی۔ اسے عقبہ کا دوسرا وعدہ کہتے ہیں۔

محمدؐ صاحب نے اپنے ساتھیوں کو لیکر یثرب میں جا بسنے کا فیصلہ کر لیا۔ لیکن خود شہر چھوڑنے سے پہلے اپنے سب ساتھیوں کو وہاں بھیج دینا چاہتے تھے۔ دو دو چار چار کر کے ان کے بہت سے ساتھی دھیرے دھیرے یثرب کے لئے چل دیئے۔ محمدؐ صاحب ابوبکرؓ اور ان کے گھر کے لوگ مکے میں رہ گئے۔

قریش کو اس کا پتہ چلا۔ انہوں نے سوچا ایسا نہ ہو کہ وہاں جا کر محمدؐ کی طاقت اور بڑھ جائے اور کبھی بعد میں ہمیں اور ہمارے شہر کو محمدؐ سے اور زیادہ نقصان پہنچے۔ قریش کی دشمنی اور بھڑکی۔ ابوسفیان مکے کا حاکم تھا۔ اس نے قریش کے سرداروں کو جمع کر کے طے کر دیا کہ محمدؐ کو شہر سے زندہ نہ نکلنے دیا جائے۔ اگر کوئی ایک آدمی محمدؐ کو قتل کرتا تو یہ ڈر

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

تھا کہ بنی ہاشم خاندان کے لوگ یا محمدؐ کے ساتھی اس قاتل سے اور اسکے خاندان والوں سے بدلہ لینے اس لئے طے کیا گیا کہ ہر خاندان کا ایک ایک آدمی جا کر ایک ساتھ اپنے اپنے خنجر محمدؐ کے جسم میں کھونک دے۔

رات کو یہ سب لوگ محمدؐ صاحب کے مکان کے پاس جمع ہو گئے۔ ان کی صلاح تھی کہ جب سب لوگ اکٹھا ہو جائیں تو رات میں سوتے میں ہی محمدؐ صاحب پر حملہ کیا جائے۔

دیوار کے ایک سوراخ سے انہوں نے محمدؐ صاحب کو بچھونے پڑا دیکھ لیا تھا۔ محمدؐ صاحب کو پتہ چل گیا۔ انہوں نے علی کو اپنی جگہ بچھونے پر لٹا دیا۔ اس کے اوپر اپنی ہری چادر ڈال دی۔ اور خود رات کو پیچھے کے راستے گھر سے نکل گئے۔ کہا جاتا ہے کہ وہ علی سے کہتی کہہ گئے تھے کہ جب میں چلا جاؤں تو تم وہ سب امانتیں جو لوگوں کی میرے پاس ہیں انہیں واپس دیکر چلے آنا۔

محمدؐ صاحب سیدھے ابوبکر کے گھر گئے۔ راتوں رات دونوں مکے سے پیدل نکل کر شہر سے تین چار میل دور ایک پہاڑی غار کے اندر چھپ گئے تین دن تک یہ لوگ اسی غار میں رہ کر اور چوتھے دن اونٹوں کا انتظام کر کے یثرب کیلئے روانہ ہو گئے۔

اس بیچ قریش نے اعلان کر دیا تھا کہ جو بھی محمدؐ کو زندہ یا مردہ لا کر پیش کرے گا اسے ایک سو اونٹ انعام میں دیئے جائیں گے۔ بہت سے گھوڑ سوار چاروں طرف ان کی تلاش میں نکلے۔ اپنا پیچھا کرنے والوں سے کئی جگہ بال بال بچتے ہوئے محمدؐ صاحب سوموار ۸ ربیع الاوّل مطابق ۲۰ ستمبر ۶۲۲ء کو یثرب پہنچے تھوڑے دن بعد محمدؐ صاحب اور ابوبکر کے گھر والے بھی ان سے آکر مل گئے۔

یثرب والوں نے محمدؐ صاحب کی بڑی خاطر داری کی اور ان کے آنے کی خوشی میں اپنے شہر کا نام یثرب سے بدل کر مدینۃ النبیؐ یعنی نبیؐ کا شہر رکھ دیا۔ اسی سے بعد

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

میں مدینہ نام پڑا۔

اسلام کی تاریخ میں یہ وہی ہجرت ہے جس سے مسلمانوں کا ہجری سن شروع ہوتا ہے
اس دن سے ہی محمد صاحب اور اسلام دونوں کی زندگی میں ایک نیا دروازہ کھلتا ہے۔
کہا جاتا ہے کہ محمد صاحب کے مدینہ پہنچنے سے پہلے کوئی ڈیڑھ سو مسلمان مکے سے وہاں
پہنچ چکے تھے۔ کچھ کو مکہ والوں نے زبردستی پکڑ کر روک لیا تھا۔ جو لوگ مدینہ گئے اُن
میں سے کچھ کو اپنا دین بچانے کے لئے بہت کچھ کھونا پڑا تھا۔ ان میں صہیب نامی ایک یونانی
تھا۔ وہ پہلے ایک غلام رہ چکا تھا۔ اس کے مالک نے اسے آزاد کر دیا۔ آزاد ہو کر صہیب
نے مکے میں تجارت شروع کی تھوڑے دنوں میں وہ مکے کے مالدار سوداگروں
میں گنا جانے لگا۔ جب اس نے مسلمان ہو کر مکہ سے مدینہ جانا چاہا تو مکے کے لوگوں نے
اسے صرف اس شرط پر جانے دیا کہ وہ اپنا سارا دھن اور ساری جائداد مکے ہی میں
چھوڑ جائے اور اس سے ہمیشہ کے لیے ہاتھ دھو بیٹھے۔ صہیب نے ایسا ہی کیا
اس نے اپنی ساری دولت اور جائداد مکے ہی میں چھوڑ دی لیکن اپنے پیغمبر کا
ساتھ نہ چھوڑا۔

۶۱۰ء سے ۶۲۲ء عیسوی تک تیرہ سال کے اندر جس مضبوطی، یقین، استقلال
اور ہمت سے طرح طرح مصیبتیں جھیلنے، محمد صاحب نے اس سچائی کو پھیلانے رہنا
جاری رکھا جسے وہ اپنے دلیش اور دنیا کے دکھوں کا واحد علاج سمجھتے تھے۔ دنیا کی تاریخ
میں وہ ایک انوکھی چیز تھی۔ ان تیرہ سالوں میں لے دیکر قریب تین سو آدمیوں نے ان
کے دین کو اپنایا جنہیں ایک سو اٹھو پیا جا چکے تھے۔ اور باقی بہت سے اب اپنے گھر بار
اور اپنی جائدادیں چھوڑ کر اپنے پیغمبر کے ساتھ مدینے آ گئے تھے۔

تو عرب کے پیغمبر نے لگاتار تیرہ سال تک ہر طرف سے جس طرح کی ناامیدی
دھمکیاں، بے پروائی اور تکلیفوں کا سامنا کرتے ہوئے اپنے عقیدے کو مضبوط رکھا۔

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

لوگوں کو برے کاموں کے لئے پچھتانے کی ہدایت کی اور اپنے شہر والوں کو جو
ایک رب کو ماننے سے انکار کرتے تھے ۔ اسکے غصہ کا اثر دکھایا ۔ اس ساری کوشش
کی دوسری مثال دنیا کی تاریخ میں ڈھونڈنے سے بھی کہیں نہیں ملتی ۔ تھوڑے سے
سے وفادار مردوں اور عورتوں کو ساتھ لئے اور اپنی آگے کی جیت پر بھروسہ
کرتے ہوئے وہ سب طرح کی بے عزتی، دھمکیوں اور مصیبتوں کو صبر و استقلال
کے ساتھ برداشت کرتے رہے ۔



CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

مدینے کا حاکم

مدینہ پہونچ کر دھیرے دھیرے محمدؐ صاحب اور اسلام دونوں کے دن پھرنے شروع ہوئے۔ اسلام کے ماننے والوں کی تعداد روز بروز بڑھنے لگی ان میں دو طرح کے لوگ زیادہ تھے۔ ایک وہ جو مکے سے آئے۔ یہ مہاجر کہلاتے تھے۔ دوسرے وہ مدینہ والے جنہوں نے انھیں مدینہ بلا کر پناہ دی تھی۔ اور جو انصار یعنی مددگار کہلاتے تھے۔ بہت سے مہاجر بے سر و سامان اور بے گھر کے تھے محمدؐ صاحب کی صلاح سے ایک ایک انصار نے ایک ایک یا دو دو مہاجر کو اپنا بھائی بنا کر اپنے گھر میں رکھ لیا۔ اس طرح ایک نیا بھائی چارہ مدینہ میں بن گیا۔ اور انصار اور مہاجر میں ایک دوسرے کیلئے محبت بڑھتی گئی۔ پہلے کچھ سال تک یہ رواج رہا کہ جب کوئی ایسا انصار مرتا تھا جس نے کسی مہاجر کو اپنا بھائی بنا رکھا تھا تو اسکی ساری جائداد اس مہاجر کو مل جاتی تھی۔ بعد میں اس کی ضرورت نہ رہی اور یہ رواج بند ہو گیا۔

مدینے کے دو سب سے بڑے قبیلے بنی اوس اور بنی خزرج میں ایک سو بیس سال سے لڑائی چلی آ رہی تھی۔ شہر میں کبھی کسی کا زور رہتا تھا۔ اور کبھی کسی کا نتیجہ یہ تھا کہ شہر کا امن شہر کا سکون ہمیشہ خطرے میں رہتا اب ان دونوں قبیلوں کے جو لوگ نئے دین کو ماننے لگے ان میں اس پرانے جھگڑے کی جگہ اتحاد اور پیار دکھائی دینے لگا۔ اس طرح صدیوں کی اس پھوٹ اور ایک سو بیس سال کی لڑائی کے خاتمے سے شہر میں امن کی بحالی کی آس بندھی۔ جہاں نہ کوئی سرکار تھی نہ کوئی حاکم

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

جہاں بجز تلوار آپسی جھگڑے کے نپٹارے کا کوئی طریقہ نہ تھا وہاں اب محمدؐ صاحب کے ذریعے ایک ٹھیک ٹھیک حکومت قائم ہونے لگی اور انصاف کے ساتھ لوگوں کے جھگڑے چکائے جانے لگے۔ اس سب سے اسلام کے پھیلنے میں بڑی مدد ملی۔

محمدؐ صاحب کے وعظ کرنے اور نماز کے لیے اب ایک الگ جگہ کی ضرورت ہوئی دو یتیم بھائیوں نے اپنی زمین مفت دینی چاہی لیکن محمدؐ صاحب کے حکم سے ابوبکر نے زمین کی قیمت انھیں دے دی۔ کھجور کے ناتراشیدہ کھمبوں پر کھجور ہی کی ٹہنیوں اور پتیوں سے ایک بہت بڑا چھپر چھا دیا گیا۔ جس کے ادھر ادھر اینٹ اور گارے کی دیواریں کھڑی کر دی گئیں۔ یہی اسلام کی سب سے پہلی مسجد تھی۔ اس کا ایک حصہ پردیسیوں کے ٹھہرنے اور بے گھر کے لوگوں کے رہنے کے لیے چھوڑ دیا گیا رات کی روشنی کے لیے بہت دنوں تک تیل بتی کی جگہ کھجور کی چھپٹیاں جلا دی جاتی تھیں۔

کچھ ہی دنوں میں شہر کی حکومت کا سارا بوجھ محمدؐ صاحب کو اپنے اوپر لینا پڑا عرب کے دوسرے نگروں کے حاکموں کی طرح مدینے کا حاکم بھی وہاں کے سب خاندانوں کے مکھیوں کی رائے سے چنا جاتا تھا۔ مدینے والوں کی نظروں میں محمدؐ صاحب سے بڑھ کر کوئی دوسرا حاکم نہ ہو سکتا تھا۔ جن لوگوں نے اسلام ابھی تک نہیں اپنایا تھا وہ بھی بنی اوس اور بنی خزرج کی ایک سو بیس سال کی لڑائی سے اکتا گئے تھے۔ اس لیے مدینے کے سب لوگوں جو محمدؐ صاحب کو ابھی تک الامین کہلاتے تھے قریب قریب ایک رائے سے شہر کا حاکم چنا۔ اس بوجھ کو اپنے اوپر لیتے ہی محمدؐ صاحب نے شہر کے لوگوں کے نام ایک اعلان نکالا جس کے کچھ ٹکڑے یہ تھے ———

"اللہ کے نام جو رحمٰن و رحیم ہے عبداللہ کے بیٹے اور اللہ کے رسول محمدؐ کی طرف سے سب مسلمانوں اور ان سب لوگوں کے نام، چاہے وہ کسی نسل کے ہوں جو ایک ساتھ

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

مل کر رہنے کو تیار ہیں۔ یہ سب لوگ ایک امّت (قوم) ہوں گے...... کسی سے صلح ہو گی تو سب سے اور کسی سے لڑائی ہو گی تو سب سے۔ ان میں سے کسی کو یہ حق نہ ہو گا کہ وہ صرف اپنے مذہب والوں کے دشمنوں سے الگ سے صلح کرلے یا ان کے ساتھ الگ سے لڑائی چھیڑ دے......۔ عوف، نجار، حارث، سالم، ساعدہ، اوس قبیلوں کی الگ الگ شاخوں کے یہودی اور سب لوگ جو مدینے میں بس گئے ہیں مسلمانوں کے ساتھ مل کر ایک متحدہ ملت (قوم) سمجھے جائیں گے۔ وہ اپنے اپنے عقیدوں پر اتنی ہی آزادی کے ساتھ قائم رہ سکیں گے۔ جتنی آزادی کے ساتھ مسلمان اپنے عقیدے پر...... جو جرم کرے گا اسے سزا دی جائے گی...... مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ ہر ایسے آدمی سے الگ رہیں جو کوئی جرم کرے یا کسی کو ستائے یا کسی پر ظلم کرے۔ کوئی کسی جرم کرنے والے کی طرفداری نہ کریگا۔ چاہے وہ جرم کرنے والا اس کا کتنا ہی قریبی رشتے دار کیوں نہ ہو۔ جو لوگ اس اعلان کو مان لیں گے ان میں آپس میں اگر کوئی کبھی جھگڑا ہو گا۔ تو وہ اللہؐ کے نام پر محمدؐ کے سامنے لایا جائے گا۔"

مدینے کے سب لوگوں نے اس اعلان کو بڑی خوشی سے مان لیا۔

مدینے کے باہر بھی چاروں طرف بہت سے عیسائی، یہودی اور دوسرے قبیلے تھے جنکے ساتھ اپنا برتاؤ طے کرنا ضروری تھا۔ محبت اور امن کے ساتھ ان کے کانوں تک نئے مذہب کا پیغام پہنچانا بھی ضروری تھا۔ ان میں سے جن لوگوں نے مدینے والوں کے ساتھ مل کر ایک قوم ایک راج ہو کر رہنا پسند کیا۔ ان کو خوشی سے اپنا لیا گیا۔ اور جنھوں نے صلح چاہی ان سے شرطیں طے ہو گئیں۔ ان دنوں کوہ سینا پر سینٹ کیتھرائن کے عیسائیوں کے لئے محمدؐ صاحب کا جو اعلان نکلا وہ بھی بہت ہی معرکے کا تھا۔ اوپر آچکا ہے کہ اس زمانے کے عیسائی بت پرست اور انکے گرجے

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

نوں سے بھرے رہتے تھے۔ اعلان کے کچھ حصے یہ ہیں۔

"اللہ کے نام پر جو رحمٰن اور رحیم ہے اللہ کے رسول محمد صلعم کی طرف سے کوہ سینا کے پادریوں اور عام طور پر سب عیسائیوں کے لئے ——

"اللہ سچ مچ سب سے بڑا ہے، سب سے عظیم ہے، سب پیغمبر اسی کے پاس سے آئے ہیں اور کہیں نہیں لکھا ہے کہ اللہ نے کسی کے ساتھ بے انصافی کی ہو"۔

"میرے دین کو ماننے والوں میں چاہے کوئی بادشاہ ہو، چاہے کچھ کیوں ہو، جو کوئی میرے اس وعدے اور اس قسم کو جو نیچے کے اعلان میں درج ہے توڑنے کی ہمت کرے گا، وہ اللہ سے کئے وعدوں کو توڑنے، قسم کو جھٹلانے اور اللہ کے لئے اپنے ایمان کو توڑنے کا گناہ کرے گا"۔

"جب کوئی عیسائی سنت یا پادری سیاحت کرتے ہوئے (مدینے کی سلطنت میں) کسی پہاڑی، یا پہاڑ، گاؤں یا بستی میں، سمندر یا ریگستان میں یا کسی خانقاہ یا کسی دوسرے عبادت خانے میں جا کر ٹھہرے گا تو سمجھنا چاہیے کہ ان کی جان و مال کا جی جان سے بندوبست اور ان کی حفاظت کرنے کے لئے میں خود سب اہل ایمان کے ساتھ ان کے ساتھ ہوں۔ کیونکہ یہ لوگ ہماری امت (قوم) کے حصے ہیں۔ اور ان سے ہماری عزت ہے"۔

"میں اس اعلان کے ذریعے اپنے تمام افسروں کو حکم دیتا ہوں کہ وہ ان لوگوں سے کسی طرح ٹیکس یا کوئی اور چنگی وغیرہ نہ مانگیں۔ انھیں کسی ایسی بات کے لئے ستانا نہ چاہیے"۔

"کسی دوسرے کو ان خاصیوں کو بدلنے کا حق نہ ہوگا۔ اور نہ کوئی انھیں ان جگہوں سے ہٹا سکے گا"۔

"سڑک پر چلتے ہوئے کوئی انھیں کسی طرح کی تکلیف نہ دیگا۔

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

"کسی کو ان سے ان کا گرجا چھیننے کا حق نہ ہوگا۔"

"اور نہ ان کے قاضیوں، سرداروں، مذہبی رہنماؤں، نوکروں، شاگردوں یا ان کے کسی بھی آدمی سے کسی طرح کا ٹیکس لیا جائیگا، نہ انھیں کسی اور طرح دق کیا جائیگا۔ کیونکہ میرے اس اعلان میں وہ اور ان کے سب آدمی شامل ہیں۔"

"جو عیسائی معمولی گھر گرہستی والے ہیں اور اپنے مال اور روزگار سے ٹیکس دے سکتے ہیں، ان سے بھی جتنا واجب ہوگا اس سے زیادہ نہ لیا جائیگا۔"

"اللہ کا صاف حکم ہے کہ اس کے سوا ان سے اور کچھ نہ کیا جائیگا۔"

"اگر کوئی عیسائی عورت کسی مسلمان کے ساتھ شادی کر لے، تو وہ مسلمان اسکے راستے میں کوئی رکاوٹ نہ ڈالیگا۔ اور نہ اسے گرجا جانے سے روک سکیگا۔ نہ دعا کرنے سے اور نہ کسی طرح اپنے مذہب پر چلنے سے۔"

"اپنے گرجوں کی مرمت کرنے میں کوئی انھیں نہ روک سکیگا اور اگر عیسائیوں کو اپنے گرجوں اور خانقاہوں کی مرمت کیلئے یا اپنے مذہب کی کسی دوسری بات کیلئے مدد کی ضرورت ہو تو مسلمانوں کا فرض ہے کہ ان کی مدد کریں۔"

"انکے خلاف کوئی ہتھیار نہ اٹھایا جائیگا۔ ہاں ان کی حفاظت کیلئے تلوار اٹھانا مسلمانوں کا فرض ہوگا۔ اگر ملک کے باہر کسی کی طاقت کے ساتھ مسلمانوں کی کبھی لڑائی ہو تو ملک کے اندر کے کسی عیسائی کے ساتھ اسکے عیسائی ہونے کی وجہ سے بے عزتی کا سلوک نہ کیا جائیگا۔"

اس اعلان سے میں حکم دیتا ہوں کہ جب تک دنیا رہے میرے دین کا کوئی ماننے والا میرے اس حکم کے خلاف چلنے یا عمل کرنے کی ہمت نہ کرے جو مسلمان اسکے خلاف چلے گا۔ وہ اللہ اور اسکے رسولؐ سے باغی اور اپنے دین سے مرتد سمجھا جائیگا۔"

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اس اعلان کو حضرت علی نے اپنے ہاتھ سے لکھا، بطور گواہوں کے محمدؐ صاحب کے سولہ صحابیوں نے اس پر دستخط کیے اور تاریخ ۱۳ محرم سنہ ۲ھ محمدؐ صاحب نے مسجد میں بیٹھ کر اپنے ہاتھ سے اپنی مہر لگائی۔

اسی کے بعد محمدؐ صاحب کا ایک دوسرا اعلان ہے۔

کسی بھی یہودی یا عیسائی ماں کے مسلمان بیٹے کا فرض ہے کہ ماں کو ٹٹو وغیرہ پر بیٹھا کر اس کے گرجا کے دروازے تک پہونچا دے اور اگر وہ اتنا غریب ہو کہ ٹٹو کا انتظام نہ کر سکے یا اگر ماں اتنی بوڑھی یا کمزور ہو کہ سواری پر نہ بیٹھ سکے تو مسلمان بیٹے کا فرض ہے کہ ماں کو اپنے کندھوں پر بیٹھا کر اس کی عبادت گاہ تک پہونچا دے۔"

مدینے اور آس پاس کے بڑھتے ہوئے دیش کے حاکم حیثیت سے محمدؐ صاحب نے الگ الگ مذہبوں کے لوگوں کے ساتھ کبھی کسی طرح کا فرق نہیں کیا۔ سب کو اپنے اپنے مذہبوں پر چلنے کی پوری طرح آزادی دی اور الگ الگ مذہب کے رہتے ہوئے ہمیشہ سب کو ایک امت یعنی ایک قوم یا ایک راشٹر یا ایک نیشن کہکر بیان کیا۔



CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اسلام پھیلانے کا طریقہ

مدینے میں پہونچ کر پہلی بار محمدؐ صاحب کو کھلے عام آزادی کے ساتھ اپنے خیالات کی اشاعت کا موقع ملا۔ اب وہ روز بڑے جوش کے ساتھ ہدایت دینے لگے۔ ہزاروں آدمی ان کا پیام سننے کیلئے جمع ہوتے تھے ان کے اس کام میں کسی کے ساتھ کسی طرح کے زور یا دباؤ اور زبردستی کی کوئی جگہ نہ تھی۔ مدینے میں جن دنوں ان کی طاقت پورے زور پر تھی۔ ان دنوں کی قرآن کی ایک صاف آیت ہے:۔

"لا اکراہ فی الدین" — یعنی "مذہب کے معاملے میں کسی طرح کی زبردستی نہیں ہونی چاہیے"۔

قرآن میں شروع سے آخر تک جگہ جگہ اس طرح کی آیتیں موجود ہیں جن میں یہ بتایا گیا ہے کہ اپنے دین کو لوگوں میں کس طرح پھیلایا جائے۔ ان میں شروع کی کچھ آیتیں یہ ہیں:۔

"لوگوں کو اپنے رب کے راستے پر آنے کیلئے بلاؤ تو ہوشیاری کے ساتھ اور بڑے اچھے لفظوں میں سمجھاؤ۔ ان سے بحث کرو تو اچھے سے اچھے اور میٹھے لفظوں میں کرو۔"

"اور جو کچھ وہ کہیں اسے صبر کے ساتھ سنو اور برداشت کرو اور جب ان سے علیحدہ ہو تو بڑی محبت اور خوش دلی سے علیحدہ ہو۔"

"جن لوگوں نے تمہارے دین کو مان لیا ہے ان سے کہدو کہ وہ ان لوگوں پر جو تمہاری بات نہیں مانتے اور جنھیں الیشور سے اپنے کاموں کے پھل ملنے کا ڈر

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

نہیں ہے کسی طرح کا غصہ نہ کریں۔ جو کوئی نیکی کرے گا اپنی ہی آتما کے لئے ۔۔۔
پھر سب کو اسی رب کے پاس لوٹ کر جانا ہے "

" تمھارا کام یا کسی رسول کا کام اس سے زیادہ اور کچھ نہیں ہے کہ صاف صاف لفظوں میں اپنی بات کہہ دے پھر اگر وہ پیٹھ موڑ کر چلے دیں تو چل دیں۔ تمھارا کام صرف اپنی بات سمجھا دینا ہی تو تھا "

" جن لوگوں کے پاس دوسری مذہب کی کتابیں ہیں۔ ان کے ساتھ بحث نہ کرو اور اگر کرو تو بہت میٹھے لفظوں میں کرو۔ لیکن جو زبردستی کرے اور نہ ملے وہ نہ مانے ان سے کہو کہ ہم اس کتاب کو بھی مانتے ہیں۔ جو اللہ نے تمھیں دی ہے ہمارا اور تمھارا اللہ ایک ہی ہے اور اسی اللہ کے سامنے ہم سر جھکاتے ہیں "

انھیں باتوں کی طرف لوگوں کا دھیان دلاتے رہو اور جس طرح تمھیں حکم دیا گیا ہے اسی طرح ٹھیک ٹھیک خود اپنی زندگی بسر کرو۔ دوسرے کے دھوکوں میں مت آؤ اور کہہ دو کہ میں اللہ کی سب کتابوں کو مانتا ہوں۔ مجھے انصاف کا حکم ہے۔ اللہ ہمارا اور تمھارا سب کا رب ہے جو تم کرو گے اس کا پھل تمھیں ملیگا۔ اور جو میں کروں گا اس کا پھل مجھے ملے گا۔ ہمارے درمیان کوئی جھگڑا نہیں ہے اللہ ہم سب کو صلہ دے گا۔ ہم سب کو اسی کے پاس لوٹ کر جانا ہے "

" پھر بھی وہ تمھاری نہ سنیں اور منھ موڑ لیں تو تم کوئی ان کا نگہبان بنا کر نہیں بھیجے گئے ہو تمھارا کام صرف سمجھا دینا ہے "

" اگر تمھارا رب چاہتا تو سچ مچ دنیا کے سب لوگ ہم خیال ہو جاتے۔ تو کیا تم کسی کے ساتھ زبردستی کرو گے کہ سب تمھاری ہی بات مان لیں "

" اور ہم نے تمھیں صرف اس لئے بھیجا ہے کہ سب آدمیوں کو نیک کاموں کے اچھے پھل کی اور برے کاموں کے برے پھل کی بات بتاؤ "

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اوپر کی سب آیتیں اس وقت کی ہیں جب محمد صاحب مکہ میں تھے
نیچے لکھی آیتیں اس زمانے کی ہیں جب محمد صاحب مدینے میں تھے یہ اور
بھی زیادہ صاف ہیں ۔

"دین کے معاملے میں کسی طرح کی زبردستی نہیں ہونی چاہیئے۔"

"اللہ اور اس کے رسول کا کہنا مانو۔ نہ مانو تو تمہاری مرضی ۔ رسول کا کام صاف صاف کہہ دینا بھر ہے۔"

"وہ تم سے حجت کریں تو کہہ دو کہ میں نے اپنے آپ کو بالکل اللہ کی مرضی پر چھوڑ دیا ہے یہی لفظ اسلام کے معنی ہیں۔ جنہوں نے میری بات مان لی ان سب نے بھی اپنے کو اسی کی مرضی پر چھوڑ دیا ہے جن لوگوں کے پاس دوسرے دین کی کتابیں ہیں یا جن کے پاس نہیں ہیں۔ ان سب سے کہو کہ تم بھی اپنے آپ کو ایشور کی مرضی پر چھوڑ دو ۔ وہ مان جائیں تو اچھا کریں گے۔ نہ مانیں تو تمہارا کام کہہ دینا ہی ہے ۔ اللہ اپنے سب بندوں کو دیکھتا ہے۔"

"تم میں اس طرح کے آدمی ہونے چاہیئیں۔ جو لوگوں کو سب کے ساتھ نیکی کرنے کی ہدایت دیں ۔ سب کو نیک کاموں میں لگائیں۔ اور برے کاموں سے بچائیں۔ ایسے لوگوں کا ہی بھلا ہوگا۔"

"ہم نے ہر قوم کے لیے عبادت کے الگ الگ طریقے ٹھہرا دیئے ہیں جن پر وہ چلتے ہیں۔ اس لئے اس بات پر نہیں جھگڑا کرنا چاہیئے ۔ تمہیں انہیں صرف اللہ کی طرف بلانا چاہیئے ۔ سچ مچ تم سیدھے راستے پر ہو اور وہ جو تم سے جھگڑا کریں۔ تو کہہ دو اللہ سب جانتا ہے کہ تم کیا کرتے ہو۔"

"اور جو غیر مسلمانوں میں سے تمہاری پناہ میں آنا چاہے تو اسے اپنے پاس بلا لو جس سے وہ تمہارے پاس رہ کر اللہ کا کلام سنے اور جب ا[illegible] وہ

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

تمہاری بات نہ مانے تو اسے ہوشیاری سے اسکے گھر تک یا کسی حفاظت کی جگہ تک پہونچا دو کیونکہ وہ لوگ انجان ہیں۔"

ایک بار کسی عرب نے جو پرانے مذہب کا ماننے والا تھا۔ حضرت علی سے پوچھا کہ اگر ہم اسلام مذہب کے بارے میں یا کسی اور کے بارے میں کچھ جاننے کے لئے پیغمبر کے پاس جانا چاہیں تو ہمیں کچھ ڈر تو نہیں ہے؟"

"تمہیں ان میں اسطرح کے آدمی ملتے رہیں گے جو ایک بار بات مان کر اس سے پھر جائیں۔ یعنی دعا کریں، انھیں معاف کر دینا اور چھوڑ دینا۔ سچ اللہ ان لوگوں کو پیار کرتا ہے جو دوسروں پر احسان کرتے ہیں۔"

محمد صاحب کا دین کو پھیلانے کا طریقہ ہمیشہ ایسا ہی رہا جیسا قرآن کی ان آیتوں میں بتایا گیا ہے۔ ان کی ایک بھی مثال ایسی نہیں ملتی جسمیں انھوں نے کسی کو بھی تلوار کے زور سے یا کسی طرح کا دباؤ ڈال کر اپنے دین میں شامل کر لیا ہو۔ اور نہ انھوں نے کسی قبیلے یا گروہ کو اپنے دین لانے کے لئے کبھی کسی پر چڑھائی کی یا ایک بھی لڑائی اس کام کیلئے لڑی ہو۔ وہ دینا میں دوسروں کو اتنی ہی آزادی دیتے تھے جتنی وہ دوسروں سے اپنے لئے چاہتے تھے۔

مدینے میں پہونچنے کے بعد محمد صاحب نے اپنے دین کو پھیلانے کے لئے مدینے سے باہر کے دور دور کے قبیلوں میں سمجھدار آدمی بھیجنے شروع کئے عام طور پر جس دن انھیں کسی ایسے آدمی کو کہیں بھیجنا ہوتا تو وہ اسے بہت سویرے اپنے اپنے پاس بلاتے تھے صبح کی نماز کے بعد پھر سے اللہ کی تعریف کرکے اور دعا مانگ کر وہ اس آدمی کو یوں سمجھاتے تھے۔

"اللہ کے بندوں کے ساتھ ملنے جلنے میں اللہ کے حکم نہ توڑنا۔ آدمیوں کا کوئی کام جس کسی کو سونپا جاتا ہے وہ اگر سچائی سے لوگوں کی خدمت نہیں کرتا تو اللہ

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اللہ اس کے لئے جنت کا دروازہ بند کر دیتا ہے۔"

"لوگوں کے ساتھ نرمی سے برتاؤ کرنا، ان کے دلوں کو خوش رکھنا انہیں برا نہ کہنا۔ جب وہ تم سے پوچھیں "جنت کی کنجی کیا ہے؟" تو تم جواب دینا "ایک اللہ کی سچائی اور نیکی میں یقین رکھنا۔ اور نیک کام کرنا ہی جنت کی کنجی ہے۔"

لکھا ہے کہ یہ ہدایت دینے والے جن لوگوں میں بھیجے جاتے تھے انھیں کی زبان بولنے لگتے تھے۔ اور اسی میں انھیں سمجھاتے تھے۔ محمد صاحب کو جب اس کی خبر ملی تو کہا "اللہ کے بندوں کی طرف اللہ کا بتایا سب سے بڑا ان کا فرض یہی ہے۔"

(ابن سعد)

مدینے پر قریش کے حملے

محمد صاحب کا مذہب ماننے والوں کی تعداد اب زوروں سے بڑھنے لگی۔ مدینے کا راج اور مدینے کا بڑپن بھی بڑھ رہا تھا۔ عرب کے اندر مکے سے صرف ۲۸۶ میل دور ایک اور برابر کا راج قائم ہونا اور بڑھتے جانا قریش کب برداشت کر سکتے تھے۔ مکے اور وہاں کے مندر کعبے دونوں کا پرانا بڑپن بھی گھٹنے لگا۔ قریش جانتے تھے کہ اگر محمد کی طاقت کو بڑھنے دیا گیا تو ایک نہ ایک دن مکے کا پرانا مذہب اور مکے کا بڑپن مٹ جائے گا۔

قریش اس کا علاج سوچنے لگے۔ مکے میں قریش سرداروں کی ایک میٹنگ ہوئی جس میں طے پایا کہ مدینہ والوں کو اس مضمون کا ایک خط لکھا جائے کہ تم لوگوں

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

نے ہمارے اور ہمارے مذہب کے دشمن محمدؐ، ابوبکرؓ وغیرہ کو اپنے یہاں پناہ دی ہے۔ یاد رکھو کہ تمہارا ایسا کرنا نہ صرف ہم سے بلکہ سارے عرب سے دشمنی مول لینا ہے۔ تم کسی طرح ہم سب کا مقابلہ نہیں کر سکتے اس لئے یا تو ان لوگوں کو پکڑ کر ہمارے پاس بھیج دو ورنہ ہم تم پر چڑھائی کریں گے اور تم سے سخت بدلہ لیں گے اور تم برباد ہو جاؤ گے۔

اس مضمون کا خط لکھا گیا۔ خط مدینے پہونچا۔ خط کے پہونچتے ہی مدینے میں ایک بار دو دل کھڑے ہو گئے۔ ایک دل جسمیں زیادہ تر پرانے مذہب کے ماننے والے، محمد صاحب اور ان کے ساتھیوں کو مکہ بھیج دینے کی رائے کا تھا۔ دوسرا دل جسمیں زیادہ تر وہاں کے نئے مسلمان تھے، رسول اور ان کے ساتھیوں کے ساتھ اپنا وعدہ نبھانے کیلئے تیار تھا۔ بہت لمبی بحث کے بعد سب کی ملی جلی رائے سے قریش کو جواب دے دیا گیا کہ ہم محمدؐ صاحب اور ان کے ساتھیوں کو تمہارے حوالے نہیں کر سکتے" تم جو مناسب سمجھو کرو۔ قریش نے اب محمدؐ اور مدینے کی طاقت کو کچل دینے کا فیصلہ کیا۔ جو تھوڑے سے مسلمان مکے" میں رہ گئے تھے انھیں وہ برابر تکلیفیں دیتے رہے۔ بار باران پر حملہ کر کے مدینے والوں کے شہر سے باہر چرتے ہوئے اونٹوں اور گھوڑوں کو اڑا لے جانا شروع کیا۔ مدینہ والوں کی طرف سے شروع میں کوئی جواب نہیں دیا گیا۔

مدینہ میں محمدؐ صاحب کو آئے جب دو سال ہو گئے تو پتہ چلا کہ ایک ہزار قریش سات سو اونٹ اور سو گھوڑے لیکر مدینہ پر حملہ کرنے آ رہے ہیں۔ محمدؐ صاحب کی عمر پچپن سال کی تھی۔ اپنے دین کی تعلیم دیتے جسے وہ دنیا کے لئے اللہ کا پیغام مانتے تھے انھیں پندرہ سال ہو چکے تھے۔ ان پندرہ سالوں کے اندر بلکہ پچپن سال کی اپنی زندگی میں سوا ایک موقع کے جبکہ لڑکپن میں "حرب فجار" کے اندر وہ اپنے چچا کو

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

بڑا ڈھا کر دے رہے تھے۔ آج تک انھوں نے کبھی کسی لڑائی میں کسی طرح کا بھی حصہ نہ لیا تھا۔ لیکن آج شہر بھر کے لوگوں کی جان کی حفاظت کا بوجھ ان کے کندھوں پر تھا جیسی ان کی عادت تھی، روزے اور نمازوں کے ذریعے انھوں نے اپنے رب سے ہدایت مانگی۔ قرآن میں پہلی بار لڑائی کی اجازت کی آیتیں اس طرح اتریں:۔

"جن سے دوسرے لوگ لڑنے جاتے ہیں انھیں بھی لڑنے کی اجازت دی جاتی ہے۔ کیونکہ ان پر ظلم ہے۔ سچ مچ اللہ میں ان لوگوں کی مدد کرنے کی طاقت ہے۔ جنھیں صرف یہ کہنے کے جرم میں کہ "ایک اللہ ہی ہمارا رب ہے" بے انصافی سے ان کے گھروں سے نکال دیا گیا ہے۔"

"اگر اللہ اس طرح کچھ لوگوں (ظالموں اور فسادیوں) کو دوسرے لوگوں سے نہ ہٹاتا تو سچ مچ دنیا کی خانقاہیں، گرجے، یہودیوں کے مندر اور سب دوسرے پوجا گھر جنھیں اللہ کا نام بار بار لیا جاتا ہے کبھی کے گرا دیئے گئے ہوتے۔"

"اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے لڑو جو تمہارے ساتھ لڑیں لیکن حد سے کبھی نہ بڑھو سچ مچ اللہ حد سے بڑھنے والوں سے کبھی پیار نہیں کرتا۔"

"اور وہ جب لڑنا بند کر دیں تو تم سوا ان لوگوں کے جو ظلم کرتے رہیں اور کسی کے ساتھ دشمنی جاری نہ رکھو۔"

محمد صاحب یا ان کے ساتھیوں کی تسلی نہ ہوئی اپنے بچاؤ کے نام پر بھی ان کا دل لڑائی سے ہٹا تھا۔ وہ سوچتے تھے کہ جو فوج مکے سے آ رہی ہے انہیں بہت سے ہمارے نزدیکی رشتہ دار ہو سکتے ہیں۔ یہ اور وہ سب ایک پرکھے کی اولاد تھے ٹھیک اسی طرح کا دھرم سنکٹ اب مسلمانوں کے سامنے تھا۔ وہ اسی طرح کی الجھن میں پڑے ہوئے تھے جس طرح کی الجھن میں کورکشیتر میں ارجن پڑے تھے۔ محمد صاحب نے پھر روزہ رکھا اور دعا مانگی اپنے گھر میں بیٹھے ہوئے انھیں ایشور سے حکم

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

حکم ہوا —

"تمھیں لڑنے کی اجازت دی گئی لیکن، تمھیں اس سے نفرت ہے۔ ہو سکتا ہے کہ تم ایک ایسی چیز سے نفرت کرتے ہو جو تمھاری بھلائی کی ہو۔ اور اللہ جانتا ہے تم نہیں جانتے"

"کیا تم ایسے لوگوں سے نہ لڑو گے جنھوں نے پہلے خود لڑائی شروع کی"

"اور تمھیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ کی راہ میں کمزور مردوں، عورتوں، اور بچوں کی حفاظت کے لئے نہیں لڑتے"

صرف تین سو تیرہ آدمیوں کو ساتھ لیکر محمدؐ صاحب مکّے سے آنیوالی فوج کو روکنے کے لئے نکلے۔ قریش مکّے سے آدھی دور آچکے تھے۔ بدر نام کی ہری بھری وادی میں سن ۶۲۴ء میں دونوں فوجوں میں گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ مدینے کی فوج میں دین اور انصاف کے نام پر لڑنے والوں میں جوش تھا۔ قریش کو میدان چھوڑ کر بھاگنا پڑا۔ مدینہ والوں کے چودہ اور قریش کے انچاس آدمی میدان میں کام آئے اور اتنے ہی قید کر لئے گئے۔

قریب قریب سب دیشوں میں ان دنوں رواج تھا کہ جو لوگ لڑائی میں قید کر لئے جاتے تھے انھیں یا تو مار ڈالا جاتا تھا۔ یا غلام بنا کر رکھا جاتا تھا۔ لیکن اس موقع پر محمدؐ صاحب کے حکم سے ان میں سے بہت سے جو غریب تھے اس وعدے پر چھوڑ دیئے گئے کہ وہ پھر کبھی مسلمانوں یا مدینہ والوں پر ہتھیار نہ اٹھائیں گے اور باقی سے ہرجانہ لے کر انھیں آزاد کر دیا گیا۔ کچھ قیدیوں سے جو پڑھے لکھے تھے، یہ کام لیا گیا کہ ان میں سے ہر ایک، دس دس مدینہ والوں کو لکھنا پڑھنا سکھا دے اور اپنے گھر چلا جائے۔ جتنے دنوں تک یہ قیدی مدینے میں رہے اتنے دنوں برابر" محمدؐ صاحب کے حکم سے مدینہ والوں نے اور ان مہاجروں نے جنکے پاس اپنے گھر تھے قیدیوں کو اپنے اپنے یہاں رکھ کر ان کے ساتھ بڑی ہی عزت کا برتاؤ کیا

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

بعد میں ان قیدیوں نے خود بیان کیا۔ "مدینہ والوں پر اللہ کی برکت ہو۔ وہ خود پیدل چلتے تھے اور ہمیں سواریوں پر بٹھاتے تھے جو کی روٹیوں کی کمی تھی اور ہمیں گیہوں کی روٹی کھلاتے تھے۔ اور آپ کھجور کھا کر رہ جاتے تھے"۔

بدر کی لڑائی کے بعد امین ابن وہب نامی ایک نوجوان محمد صاحبؐ کی جان لینے کے ارادے سے مدینے آیا۔ وہاں کچھ دن ان کی ہدایتیں سننے کا اس پر اتنا اثر ہوا کہ اس نے آپ کے سامنے آکر اپنے دل کا غبار نکال ڈالا اور اسلام قبول کر لیا۔

محمد صاحبؐ نے اس کے بعد کوشش کی کہ صلح ہو جائے۔ انھوں نے کہلا بھیجا۔ "اے مکہ والو، تم فیصلہ چاہتے تھے تو وہ ہو گیا۔ اب اگر تم مسلمانوں پر حملہ نہ کرو تو اچھا ہے لیکن اگر تم پھر حملہ کرو گے تو ہمیں بھی لڑنا پڑیگا۔ اور تمھارے ساتھ کتنی بھی فوج ہو کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ کیونکہ اللہ ایمان والوں کے ساتھ ہے۔"

"اگر وہ اب حملہ نہ کریں تو اب تک جو کچھ ہو چکا ہے سب معاف کر دیا جائیگا۔"

لیکن اس کا کوئی نتیجہ نہ ہوا قریش کی طرف سے حملے جاری رہے۔

بدر کی لڑائی کے بعد ہی ابوسفیان دو سو تیز گھوڑسوار لیکر مکے سے نکلا اور مدینے سے تین میل ادھر دو مسلمانوں کو مار کر اور وہاں کی کھیتی کو برباد کر کے کھجور کے درختوں کو آگ لگا کر مدینہ والوں کے نکلنے سے پہلے پہلے واپس لوٹ گیا۔

اگلے سال تین ہزار آدمی لیکر ابوسفیان نے پھر مدینے پر حملہ کیا۔ اس حملے کی غرض ان قریشیوں کا بدلہ لینا بتایا گیا جو پچھلے سال بدر کی لڑائی میں مارے گئے تھے۔ قریش مدینے کے پاس آ پہنچے۔ قریب ایک ہزار آدمی لیکر محمد صاحب مدینے سے باہر آئے۔ احد کی پہاڑی پر دونوں فریق میں مڈبھیڑ ہوئی۔ کہا جاتا ہے کہ محمد صاحبؐ کی فوج میں صرف دو گھوڑسوار تھے اور قریش کی طرف دو سو۔

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اس لڑائی میں ابوبکرؓ، عمرؓ اور علیؓ تینوں بری طرح گھائل ہوئے خود محمدؐ صاحب کے پہلے ایک پتھر سے چوٹ لگی اور پھر ایک تیر آکر لگا جس سے ان کا ہونٹ کٹ گیا۔ اور آگے کا ایک دانت ٹوٹ گیا۔ قریش کا پلہ بھاری رہا۔ لیکن وہ اتنے تھک گئے تھے کہ آگے نہ بڑھے آس پاس لوٹ مار کرکے واپس چلے گئے۔

اُحد کی لڑائی میں جو مسلمان قریش کے ہاتھ پکڑے گئے تھے انھیں خوب تکلیفیں دی گئیں۔ جن کا بیان کرنا بیکار ہے۔ مسلمانوں میں بدلے کی آگ بھڑکی۔ اس موقع پر قرآن میں آیت اتری۔

"اگر تم بدلہ لو تو اتنا ہی جتنا تمھیں نقصان پہونچایا گیا ہے۔ لیکن اگر تم صبر کے ساتھ سہہ لو تو سچ مچ سہنے والوں کے لئے سب سے اچھا ہے۔ اس لئے تم صبر کے ساتھ سہہ لو۔"

لڑائی کے بعد دشمن کے مردوں اور گھائلوں کے ناک کان کاٹ لینے کا جنگلی رواج ان دنوں یہودیوں، عیسائیوں اور سب لوگوں میں تھا۔ قریش نے بھی احد کی لڑائی کے بعد ایسا ہی کیا تھا۔ محمدؐ صاحب نے اپنے آدمیوں کو ایسا کرنے سے منع کر دیا اور دھیرے دھیرے محمدؐ صاحب ہی کے حکم سے یہ رواج ہمیشہ کے لئے اٹھ گیا۔

قریش کی دشمنی اب اور زیادہ پکی ہو گئی۔ انھوں نے مدینے سے باہر کے عرب کے دوسرے بڑے بڑے قبیلوں کو اب محمدؐ صاحب کے خلاف بھڑکانا شروع کیا۔ کئی لڑائیاں لڑیں۔ جتنی فوجیں مدینے سے باہر بھیجی جاتی تھیں ان سب کے سرداروں کو محمدؐ صاحب کی طرف سے یہ کڑی ہدایتیں دی جاتی تھیں۔

"کسی حال میں بھی دھوکے بازی یا دغا بازی سے کام نہ لینا۔ اور کبھی کسی بچے کی جان نہ لینا۔"

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

"ہمیں جو جو نقصان پہونچائے جائیں ان کا بدلہ لینے میں کبھی بھی اپنے گھروں کے اندر رہنے والے لوگوں کو دکھ نہ دینا کبھی عورتوں پر حملہ نہ کرنا ۔ دودھ پیتے بچوں اور بستر پر پڑے بیماروں کو ہاتھ نہ لگانا ۔ بستی کے جو لوگ تم سے نہیں لڑتے ان کے گھروں کو کبھی نہ گرانا ۔ لوگوں کے روٹی کمانے کے اوزاروں کو اور پھل دار درختوں کو برباد نہ کرنا ۔ کھجور کے پیڑوں کو کبھی ہاتھ نہ لگانا کیونکہ ان کا سایہ لوگوں کیلئے مفید ہے اور ان کی ہریالی لوگوں کے دلوں کو خوش کرتی ہے "۔

قریش کے ساتھ ایک بڑی لڑائی اس کے بعد مارچ ۶۲۷ء میں ہوئی جو خندق کی لڑائی کے نام سے مشہور ہے ۔ وہ لڑائی اس طرح ہوئی ۔

قریش سردار ابوسفیان نے بنی غطفان اور دوسرے قبیلوں کو اپنی طرف بلا کر جن میں کئی یہودی قبیلے بھی تھے ۔ دس ہزار ہتھیار بند لوگوں کو لے کر مدینے پر چڑھائی کی ۔ خبر پاتے ہی محمد صاحب نے شہر کے بچاؤ کی سوچی ۔ ان کے ایک ایرانی ساتھی سلمانؓ نے رائے دی کہ شہر کی چہار دیواری کے باہر ایک گہری کھائی کھود دی جائے جس سے دشمن آسانی سے اس پار نہ آ سکیں محمد صاحب کے حکم سے کھائی کھدنے لگی ۔ دوسرے لوگوں کے ساتھ ساتھ محمد صاحب بھی پھاوڑا اور ٹوکری لے کر مٹی ڈھونے لگے اور اس طرح کے گیت گا گا کر لوگوں کا دل بڑھانے لگے :-

" اے رب تیرے بغیر کون ہمیں سچا راستہ دکھاتا ۔
نہ خیرات کرتے ہوتے اور نہ تیری بندگی کرتے ۔
تو ہی ہمیں سکون دے اور لڑائی میں ہمارے قدموں کو مضبوط کر ۔
کیوں کہ وہ لوگ ہمارے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے ہیں ۔ انھوں نے ہمیں

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

سے راستے سے ہٹانا چاہا لیکن ہم نے صاف انکار کر دیا ۔"

آخری ٹکڑے کو محمد صاحب زیادہ زور دیکر گاتے تھے ۔ کھائی ابھی پوری کبھی نہ ہوئی تھی کہ دشمن آٹوٹے ۔ دس ہزار فوج کھائی کے اس پار اور تین ہزار اس پار ۔ بیس دن تک دونوں طرف سے پتھروں اور تیروں کی بارش ہوتی رہی۔ بیس دن بعد کسی ایک جگہ جہاں کھائی کم چوڑی تھی دشمن کی کچھ فوج اس پار آگئی گھمسان لڑائی ہوئی ۔ کافی نقصان اٹھا کر دشمن کو پھر کھائی کے پار چلا جانا پڑا ۔ سردی مینہہ اور رسد کی کمی سے بھی قریش کو کافی نقصان ہوا ۔ آخر پسپٹ اور لاچار ہو کر بچے ہوئے قریش مکے کی طرف اور دوسرے قبیلے والے اپنے اپنے گھروں لوٹ گئے قریش کا مدینہ پر یہی آخری حملہ تھا ۔

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اسلام کے کچھ مبلغ

قریش کے خلاف اس جدیت سے مدینے کی نئی قومی سرکار اور محمدؐ صاحب دونوں کا اثر بہت بڑھ گیا۔ اسلام کے پھیلنے میں بھی اس سے بہت مدد ملی مدینے میں محمدؐ صاحب خود ہدایت دیتے تھے۔ اور مدینے سے باہر کے لئے ان دنوں ایک عام رواج یہ تھا کہ دور دور کے قبیلے کے بڑے بڑے آدمی یا مکھیا محمدؐ صاحب سے ملنے مدینے آتے تھے۔ ان میں سے کئی مسلمان ہو کر لوٹتے تھے۔ پھر انھیں کو یا کبھی کبھی ان کے ساتھ کچھ اور کو بھی ان قبیلوں میں ہدایت کے لئے بھیج دیا جاتا تھا۔

ان الگ الگ قبیلوں کے جو لوگ محمدؐ صاحب سے ملنے آتے تھے ان کے ساتھ محمدؐ صاحب کا سلوک اچھا اور پر خلوص ہوتا تھا، ان کی شکایتوں کی طرف وہ ایسی توجہ دیتے تھے اور ان کے آپسی جھگڑوں کو اتنی خوبصورتی سے طے کر دیتے تھے کہ اس سے محمدؐ صاحب کا نام ہوتا تھا۔ اور اسلام سے لوگوں کو عقیدت ہوتی تھی۔

الگ الگ قبیلوں میں اسلام کیسے پھیلا اور کہیں کہیں کیسی دقتیں ہوئیں اس کی کچھ مثالیں دی جاتی ہیں۔

(۱) سنہ ۴ ہجری (۶۲۵ء) میں نجد علاقے بنو عامر قبیلے کے سردار کے کہنے پر چالیس یا ایک روایت کے مطابق ستر مسلمان بنو عامر قبیلے میں اسلام پھیلانے گئے ان میں دو کو چھوڑ کر باقی سب فریب دے کر مار ڈالے گئے۔

(۲) سنہ ۹ھ میں ضمام نامی ایک بدو سردار اچانک محمدؐ صاحب کے پاس پہونچا اس نے ان سے اسلام کے بارے میں بہت سے سوال پوچھے آخر میں وہ مسلمان

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ہو کر لوٹا اور اس نے اپنے قبیلے والوں میں اسلام پھیلایا۔

(۳) مدینہ اور لال سمندر کے درمیان بنو جہینہ نام کا ایک قبیلہ رہتا تھا۔ اس کا ایک خاص مندر تھا۔ مندر میں پتھر کے بت تھے عامر وہاں کا پجاری تھا۔ اسے محمد صاحب سے آکر ملنے کو سوجھی۔ محمد صاحب مکے میں تھے عامر پڑھا لکھا اور شاعر تھا وہ مکے آیا۔ محمد صاحب سے بات چیت کے بعد اس نے نئے دین کو اپنا لیا۔ اپنے قبیلے میں جاکر اس نے محمد صاحب کے حکم سے اسلام کی تبلیغ کی۔ اس کا اثر اتنا اچھا پڑا کہ تھوڑے ہی دنوں میں وہاں صرف ایک آدمی رہ گیا جس نے اسکی بات نہ مانی اور اپنے پرانے خیال پر اڑا رہا۔ باقی سب لوگ مسلمان ہو گئے۔ (ابن سعد ۱۱۸)

(۴) سنہ ۱۱ھ میں محمد صاحب کی مکے والوں سے صلح ہو گئی۔ اس صلح کا ذکر آگے چل کر کیا جائے گا۔ یہاں پر یہ بتا دینا ضروری ہے کہ اس صلح سے اسلام کے پھیلنے میں اور بھی مدد ملی۔ مکے کے بہت سے لوگ جو کچھ سال پہلے اپنے شہر میں محمد صاحب کی ہدایتیں سن چکے تھے۔ اور جو قریش کے خوف سے رکے ہوئے تھے اس صلح کے بعد مدینے پہونچ کر نیا دین اپنانے لگے۔

خاص کر مکے سے دکھن کے علاقوں میں اسلام پھیلنے کے لئے جبھی سے راستہ صاف کھل گیا۔

(۵) یمن کے اتر کی پہاڑیوں میں بنو دوس قبیلہ رہتا تھا۔ اس قبیلے کے کچھ لوگ محمد صاحب کے پہلے سے ہی کسی نئے اور زیادہ اونچے دین کی تلاش میں تھے۔ محمد صاحب کی ہدایتوں کی خبر سن کر دوس قبیلے کا سردار طفیل محمد صاحب سے ملنے مکے آیا۔ وہ شاعر بھی تھا اس نے اپنی کچھ شاعری محمد صاحب کو سنائی محمد صاحب نے اسے قرآن کے کچھ سورہ سنائے طفیل کو نیا دین پسند آیا وہ مسلمان ہو گیا۔ محمد صاحب کی اجازت سے اس نے اپنے قبیلے کے لوگوں میں اسلام کو پھیلانا شروع کیا۔ لیکن سوا اسکے

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

باپ، اسکی بیوی اور کچھ دوستوں کے کسی نے اسکی نہ مانی طفیل محمدؐ صاحب کے پاس آیا۔ محمدؐ صاحب نے اسے صبر اور محبت سے کام لینے اور اپنا کام جاری رکھنے کی صلاح دی۔ وہ پھر لوٹا۔ اس بار ایک اور ساتھی نے اسے مدد دی۔ یہ لوگ گھر گھر جاتے تھے۔ اور نئے مذہب کے اصول سمجھاتے تھے۔ اس طرح دھیرے دھیرے لوگ اسلام قبول کرنے لگے تھے۔ طفیل اور اسکے ساتھیوں نے اپنا کام جاری رکھا۔ آخر شمہ ہجری تک یعنی قریب دس برس کے اندر اس قبیلے کے سارے لوگوں نے نیا دین اپنا لیا۔ یہ لوگ مسلمان ہونے سے پہلے لکڑی کے ایک لٹھے کو اپنے قبیلے کا دیوتا مان کر اس کی پوجا کرتے تھے۔ اب وہ سب ایک اللہ کی عبادت کرنے لگے جو ساری دنیا کا مالک ہے۔ جب قبیلے بھر میں کوئی آدمی بھی اس لکڑی کے دیوتا کو پوجنے والا نہ رہا تو قبیلے کے سردار طفیل نے اسے سب کے سامنے آگ لگا دی۔ اسی عرصہ کے اندر اسی طرح پندرہ اور قبیلوں نے اسلام کو اپنایا۔

(۶) طائف شہر کا ایک سردار عروہ بن محمدؐ صاحب سے ملنے مدینے آیا۔ اس نے اسلام قبول کر لیا۔ وہ بہت جوشیلا تھا۔ اس نے محمدؐ صاحب سے اجازت چاہی کہ وہ اپنے شہر میں جا کر اسلام پھیلائے۔ محمدؐ صاحب نے پہلے منع کیا پھر اسکے ضد کرنے پر اجازت دیدی وہ طائف گیا۔ یہ شہر پرانے خیال کے لوگوں کا گڑھ تھا۔ اس نے کھل کر بت پرستی کی —— مخالفت کی۔ ایک دن جب وہ کھڑا ہو کر تقریر کر رہا تھا ایک تیر اسے آ کر لگا عروہ نے الیشور کو سراہا اور وہیں شہید ہو گیا۔

(۷) محمدؐ صاحب نے یمن کے تین بڑے بڑے قبیلوں کے سرداروں کو خط لکھا اس خط میں انہوں نے بڑے اچھے اور محبت بھرے لفظوں میں انھیں اسلام اپنانے کو کہا۔ یہ خط محمدؐ صاحب نے عیاش نامی ایک آدمی کے ہاتھ بھیجا۔ عیاش جب

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

مدینے سے چلنے لگا تب محمدؐ صاحب نے اسے یوں سمجھایا۔

"جب تم ان کے شہر تک پہونچو تو رات کو شہر کے اندر مت جانا۔ صبح تک باہر ہی ٹھہرنا۔ پھر صبح کو اچھی طرح نہانا اور دو رکعت نماز پڑھنا اور اللہ سے دعا مانگنا کہ تمہاری ہر مراد پوری ہو۔ لوگ تمھیں محبت سے ملیں اور تم ہر طرح کی آفت سے بچے رہو۔ پھر میرا خط اپنے داہنے ہاتھ میں لینا، اپنے داہنے ہاتھ سے اسے ان کے داہنے ہاتھوں میں دینا وہ اسے لے لیں پھر انھیں قرآن اٹھانویں سورۃ پڑھ کر سنانا جب سنا چکو تو کہنا "محمدؐ نے اس پر یقین کیا ہے اور اپنے قبیلوں کے لوگوں میں سے سب سے پہلے میں نے یقین کیا ہے"۔ اس کے بعد تم ان کے ہر سوال کا جواب دے سکو گے اور جو بھی وہ تمھارے خلاف کہیں گے ان کی بات پھیکی پڑ جائے گی جو وہ کسی غیر ملکی زبان میں بات کریں یا غیر ملکی زبان میں حوالہ دیں تو کہنا اس کا ترجمہ کر دو اور ان سے کہنا "میرے لئے بس ایک اللہ ہے۔ میں اللہ کی کتاب پر یقین کرتا ہوں مجھے انصاف کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اللہ ہمارا اور تمھارا سب کا مالک ہے ہمیں اپنے کاموں کا پھل ملے گا اور تمھیں تمہارے کاموں کا پھل ملے گا۔ ہم میں اور تم میں کوئی جھگڑا نہیں ہے اللہ ہم سب کو صلہ دے گا۔ ہم سب کو اسی کے پاس جانا ہے۔ اس کے بعد اگر وہ سب کے سب اسلام اپنا لیں تو ان سے وہ تین چھڑیاں مانگنا جنکے سامنے وہ جھک کر دعائیں مانگتے ہیں۔ ان میں سے ایک چھڑی سفید اور پیلے دھبوں والی جھاؤ کی ہے۔ دوسری بینت کی طرح گٹھیلی ہے، تیسری آبنوس کی طرح کالی ہے۔ ان لکڑیوں کو بازار میں لا کر جلا دینا۔"

عیاش لکھتا ہے

"میں گیا۔ آپ نے ایسا ہی کہا جب میں وہاں پہونچا تو میں نے دیکھا کہ سب

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

لوگ کسی تہوار کے لئے اچھے اچھے کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ میں ان سے ملنے کے لئے آگے بڑھا۔ آخر میں تین دروازوں پر پہونچا جنکے سامنے تین بڑے بڑے پردے پڑے تھے۔ بیچ کا پردہ اٹھا کر اندر گیا۔ میں نے دیکھا لوگ اس مکان کے صحن میں جمع تھے۔ میں نے ان سے جا کر کہا "میں اللہ کے رسول کا خط لیکر آیا ہوں۔"

اس کے بعد جس طرح کہا گیا تھا میں نے ویسا ہی کیا۔ ان لوگوں نے میری باتوں کو غور سے سنا اور آخر میں جو پیغمبر نے کہا تھا وہی ہوا۔

جھونپڑیوں کو جلانے کی اجازت صرف اس صورت میں دی گئی تھی کہ جب اُس قبیلے میں ایک بھی آدمی ان کا پوجنے والا نہ رہے۔ اس معاملے میں ٹھیک یہی برتاؤ محمد صاحب اور ان کے ساتھیوں کا اور سب جگہ ہوتا تھا۔

قرآن کی ۹۸ ویں سورہ کا جس اوپر ذکر ہے اس کی خاص آیت یہ ہے۔

"ان کو سوا اسکے اور کچھ حکم نہیں دیا گیا کہ وہ سچائی کے ساتھ ایک اللہ کی عبادت کریں۔ اسی کا حکم مانیں، سچے اور پابند رہیں۔ اللہ سے دعا مانگتے رہیں۔ اور غریبوں کو خیرات دیتے رہیں۔ یہ سچا اور پکا دین ہے۔"

(۸) یمن میں سب سے بڑا قبیلہ ہمدان نام کا تھا۔ اس قبیلے کے لوگوں میں جب اس نئے مذہب کی خبریں پہونچیں تو انہوں نے اپنے ایک آمر نامی آدمی کو مکے بھیجا وہ مکے میں محمد صاحب سے ملا اور مسلمان ہو کر اپنے گھر لوٹا۔ مدینہ پہونچنے کے کچھ دن بعد محمد صاحب نے خالد کو اس قبیلے میں اسلام کا پیغام پہونچانے کے لئے بھیجا خالد کچھ زیادہ نہ کر سکا وہ چھ مہینے بعد واپس لوٹ آیا۔ اسکے بعد محمد صاحب نے خالد کی جگہ علی کو بھیجا۔ دھیرے دھیرے کچھ سال کے اندر ہمدان قبیلے کے سب لوگ مسلمان ہو گئے۔ (بخاری شریف)

(۹) یمن ہی میں ایران کے بھی کچھ لوگ آباد تھے۔ سنہ ۱۰ ہجری میں محمد صاحب

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

نے ببر بن یحییٰ نامی ایک آدمی کو ان میں وعظ دینے کے لئے بھیجا۔

(۱۰) اس کے بعد محمد صاحب نے معاذ اور ابو موسیٰ دو آدمیوں کو یمن کے ایک ایک ضلع میں جاتے اور ہدایت دینے کے لئے بھیجا۔ اور چلتے وقت ان سے کہا ——

"اپنا کام نرمی سے کرنا کسی سے ہرگز سختی نہ کرنا۔ لوگوں کے دلوں کو خوش رکھنا تم سے کسی کو نفرت نہ ہونے پائے۔ مل جل کر کام کرنا لوگوں کو یہ سمجھانا کہ ایک خدا ہی تم سب کا ایشور ہے اور اسی کی سب کو پوجا کرنی چاہیے۔ پھر انھیں زکوٰۃ کا مطلب بتانا۔ وہ یہ کہ تم میں جو مالدار ہیں ان سے لیکر جو غریب ہیں ان کو دینا۔ جو خیرات دیں تو ان سے چن چن کر اچھی اچھی چیزیں نہ لے لینا۔ جس آدمی کے اوپر کسی طرح کا بھی ظلم کیا جاتا ہے۔ یا زیادتی ہے اس کی آہ سے ڈرتے رہنا کیونکہ اس کی آہ اور اللہ کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہے۔" (بخاری)

اسلام کی ان ہدایتوں سے پرانے قبیلے اور ان کی طاقتیں ٹوٹتی چلی گئیں اور ان کی جگہ ایک زبردست اور بہت بڑی برادری اور نئی قوم بنتی چلی گئی۔ جس سے صدیوں کے لڑائی جھگڑے ختم ہو کر دیس بھر میں امن و امان کی صورتیں دکھائی دینے لگیں۔

جو لوگ اب اپنے پرانے قبیلوں کے بیچ کے جھگڑے اور بدلہ لینے کا ذکر محمد صاحب سے آکر کرتے تھے۔ انھیں وہ ہمیشہ قرآن کی یہ ہدایتیں سناتے تھے۔

"برائی کا بدلہ بھلائی سے دو۔"

"اگر تم چاہتے ہو کہ اللہ تمھیں معاف کر دے تو تمھیں چاہیے کہ تم دوسروں کے قصوروں کو معاف کر دو اور انھیں بھول جاؤ۔ اللہ معاف کرنے والا اور رحیم ہے۔"

"زمین اور آسمان سے بڑھ کر بڑی جنت ان لوگوں کے لئے تیار ہے جو برائی سے

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

سے بچتے ہیں - جو غریبی اور امیری دونوں حالتوں میں خیرات کرتے ہیں جو اپنے غصے کو قابو میں رکھتے ہیں۔ اور جو لوگوں کے سارے قصور معاف کر دیتے ہیں اللہ انہیں کو پیار کرتا ہے جو دوسروں پر احسان کرتے ہیں۔

غداری کی سزا

مدینے میں اور اسکے آس پاس کچھ یہودی قبیلے رہتے تھے۔ جہاں تک پتہ چلتا ہے یہ لوگ کئی سو برس پہلے روم کے شہنشاہ ہیڈرین کے زمانے میں روم کے ظلموں سے لاچار ہو کر اپنے ملک فلسطین سے بھاگ کر عرب میں آ کر بسے تھے۔ یہ لوگ محمد صاحب کو اتنی جلدی اپنا مذہبی پیشوا یا سردار ماننے کو تیار نہ تھے، جتنی جلدی عرب کے اور قبیلے۔ یہودیوں میں حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ جیسے بہت سے پیغمبر ہو چکے تھے اس لئے یہودی اتنی آسانی سے کسی نئے آدمی کو اپنا پیغمبر ماننے کو تیار نہ تھے اور راج کاج میں بھی ان میں اپنا رعب یا سرداری ماننے میں اپنی توہین نظر آتی تھی۔

محمد صاحب نے مدینے آتے ہی ان یہودیوں کے ساتھ صلح سے رہنے کی بہت کوشش کی لیکن ان پر زیادہ اثر نہ ہوا۔ کچھ یہودی کبھی کبھی اندر ہی اندر قریشیوں سے مل کر دغا کی سوچتے رہتے تھے۔ ان میں سے کچھ نے خندق کی لڑائی میں عین موقع پر قریش کے ساتھ مل جانے کی کوشش کی تھی اور کچھ نے ان قریشیوں کو اندر ہی اندر مدد دی تھی۔

مشہور مورخ اسٹینلے لین پول لکھتا ہے ——

"..... یہودیوں نے اسلام کو برا کہنا، اسکی ہنسی اڑانا اور جس طرح انھیں سوجھ سکا اس طرح اسلام کے پیغمبر کو دق کرنا شروع کیا۔ اسمیں شک نہیں جب تک مہربانی کی جا سکتی تھی تب تک محمد صاحب نے ان کے ساتھ رحم و کرم کا سلوک کیا۔ ان کے ساتھ ایک سمجھوتہ کر لیا تھا جسمیں مسلمانوں اور یہودیوں سب کے الگ الگ حق طے کر دیے گئے تھے۔ انھیں اپنے مذہب چلنے کی پوری طرح آزادی تھی سمجھوتے میں جتنے لوگ شامل تھے ان سب کو حفاظت کا وچن دے دیا گیا تھا۔ اور ان کا ڈر دور کر دیا گیا تھا۔ کسی پر بھی باہر سے کوئی حملہ کرے تو اسکی مدد کرنا سب کا دھرم ٹھہرا دیا گیا تھا۔"

"اتنے سے بھی یہودیوں کو تسلی نہ ہوئی۔ انہوں نے بلا سبب چھیڑ شروع کر دی۔

"ان لوگوں نے مدینہ کی حکومت کے خلاف چھپ چھپ کر کٹ بندیاں کیں محمد صاحب صرف دین اسلام کے بانی ہی نہ تھے وہ مدینہ کے حاکم بھی تھے اور شہر کے امن و امان کے لئے ذمہ دار تھے۔ پیغمبر کی حیثیت سے وہ یہودیوں کے ان حملوں کو ٹال سکتے تھے لیکن شہر کے حاکم کی حیثیت سے ایسے دنوں میں جبکہ لگاتار لڑائیاں ہوتی رہتی تھیں محمد صاحب دغا اور غداری کی طرف سے بے پروا نہ ہو سکتے تھے۔ ایک ایسے گروہ کو دبانا جنکی مدد سے دشمن کی فوجیں شہر کو لوٹ سکتی تھیں، اور ایک بار قریب قریب لوٹ ہی لیا تھا۔ اپنی ساری رعایا کے لئے محمد صاحب کا فرض تھا۔"

"قریب آدھے درجن یہودیوں کو جو اپنی زبان بندیوں کے لئے اور مدینے کے دشمنوں تک خبریں پہونچانے کے لئے مشہور تھے موت کی سزا دی گئی۔ تین یہودی قبیلوں میں سے دو کو جو اس سے پہلے جلاوطنی کی سزا پاکر باہر سے یہاں آئے تھے، پھر یہاں سزا دی گئی۔"

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

"جو سزا ان قبیلوں کو دی گئی۔ اسمیں دو قبیلوں کو جلا وطنی کی سزا کافی نرم تھی یہ لوگ بغاوت کرتے رہتے تھے۔ مدینے کے لوگوں کو ایک دوسرے سے لڑاتے رہتے تھے آخر میں ایک بار کچھ جھگڑا ہوا۔ شہر میں بلوہ ہو گیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ انہیں سے ایک قبیلے کو دیش سے نکال دیا گیا۔ اسی طرح سرکاری حکموں کو ماننے، دشمنوں سے مل جانے اور خود پیغمبر کی ہتیا کے لئے گٹ بندی کرنے کے الزام میں دوسرے قبیلے کو جلا وطنی کی سزا دی گئی۔ ان دونوں قبیلوں نے پچھلی شرطوں کو توڑا تھا۔ اور محمد صاحب اور انکے دین دونوں کی ہنسی اڑانے اور انھیں مٹانے کی ہر طرح کی کوشش کی تھی۔ سوال صرف یہ ہے کہ جو سزا انھیں دی گئی اسمیں قدرے زیادہ نرمی تھی یا نہیں۔"

جن دو قبیلوں کو جلا وطنی کا حکم دیا گیا انھیں صرف یہ حکم تھا کہ سوا ہتھیاروں کے اپنا باقی سب مال و اسباب اپنے ساتھ لے جاؤ اور مدینہ کے راج سے باہر جہاں چاہو چلے جاؤ۔

ان یہودیوں کی ان دنوں یہ حالت تھی کہ ایک بار کچھ یہودیوں نے محمد صاحب سے آکر کہا کہ ہمارا قبیلہ اسلام قبول کرنا چاہتا ہے۔ سمجھانے کے لئے کچھ آدمی ہمارے ساتھ بھیج دیجیئے۔ چھ آدمی ان کے کہنے سے ان کے ساتھ بھیج دیئے گئے۔ راستے میں جب یہ چھ مسلمان ایک نالے کے کنارے آرام کر رہے تھے ساتھ والے یہودی اچانک ان پر ٹوٹ پڑے ان میں سے چار کو انہوں نے وہیں مار ڈالا اور باقی دو کو مکے لے جا کر قریش کے حوالے کر دیا۔ جہاں وہ اور بھی بیدردی کے ساتھ مار ڈالے گئے۔

ایک بار اور یہودیوں نے آکر خود کو مسلمان بتایا۔ اور کہا کہ کسی دشمن نے ہم پر حملہ کیا ہے۔ ہماری مدد کے لئے آدمی دیجیئے۔ ستر آدمی فوراً ان کے ساتھ بھیج دیئے گئے۔ راستے میں ایک ندی کے کنارے ان میں سے انہتر کو اسی طرح دغا

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

دیکر مار ڈالا گیا ۔

ایک بار محمدؐ صاحب ایک یہودی قبیلے میں ہرجانے پر گئے ۔ دیوار سے پیٹھ لگائے وہ بے کھٹکے وہاں کھانا کھا رہے تھے ۔ چال یہ تھی کہ اوپر سے ایک بھاری چکی کا پاٹ ان کے اوپر لڑھکا دیا جائے اور وہ وہیں ختم ہو جائیں لیکن ٹھیک وقت پر اس چال بازی کا پتہ لگ گیا ۔ محمدؐ صاحب بچ گئے ۔

مورخ بعد کے واقعات یوں لکھتا ہے : -

" تیسرے قبیلے کی آگے کیلئے ایک ڈرانے والی مثال قائم کی گئی ۔ فیصلہ محمدؐ صاحب کا دیا ہوا نہیں تھا بلکہ ایک پنچ کا دیا ہوا تھا جسے خود یہودیوں نے اپنی طرح سے پنچ بنایا تھا ۔ جب قریش اور ان کے ساتھیوں نے مدینے کو گھیر رکھا تھا ۔ اور شہر کی دیواروں کو قریب قریب توڑ ڈالا تھا ۔ اس وقت اس یہودی قبیلے والوں نے دشمن سے مل کر گٹھ بندی شروع کی پیغمبر کی ہوشیاری سے بات کھل گئی اور چل نہ سکی ۔ جب دشمن ہار کر لوٹ گیا تو جیسا چاہیئے محمدؐ صاحب نے یہودیوں سے جواب طلب کیا ۔ انہوں نے جواب دینے سے انکار کر دیا ۔ انھیں گھیر لیا گیا ۔ لاچار ہو کر انہوں نے ہار مان لی ۔ ان کی درخواست پر یہ بات محمدؐ صاحب نے مان لی کہ ایک ایسے قبیلے کا سردار جس کا یہودیوں سے میل ملاپ تھا ۔ ان کیلئے سزا طے کرے یہ اس آدمی نے فیصلہ کیا کہ باقی قبیلے کے کل یہودی مرد جنکی تعداد چھ سو تھی قتل کر دیئے جائیں اور عورتوں اور بچوں کو غلام بنا لیا جائے ۔

" فیصلہ سخت اور خونی تھا ۔ لیکن ہمیں یہ نہ بھولنا چاہیئے کہ ان لوگوں کا قصور حکومت کے خلاف گٹھ بندی اور بغاوت کرنا تھا ۔ اور وہ اس وقت جب دشمن نے شہر کو گھیر رکھا تھا ۔ جن لوگوں نے تاریخ پڑھی ہے کہ ڈیوک آف ولنگٹن کے کوچ کا سارا زمانہ اسی سے پہچانا جا سکتا تھا کہ راستے بھر درختوں کے اوپر فوج کو چھوڑ کر بھاگنے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

والوں اور لوٹنے والوں کی لاشیں لٹکی دکھائی دیتی تھیں۔ انھیں ملک سے غداری کرنے
والے قبیلے کے اس طرح مار ڈالے جانے پر تعجب نہ ہونا چاہیئے۔
مرزا ابوالفضل نے لکھا ہے کہ خود یہودیوں میں لڑائی کے جو قاعدے تھے یہ
فیصلہ ان قاعدوں کے اندر تھا۔ لیکن محمد صاحب نے عورتوں اور بچوں کے ساتھ
اس سختی کی اجازت نہ دی اور بعد میں سب عورتوں اور بچوں کو آزاد کر دیا گیا۔
کسی ایک کو بھی غلام بنا کر نہیں بیچا گیا۔ جن چھ سو مردوں کو موت کی سزا سنائی
گئی تھی ان میں سے بھی محمد صاحب نے چار سو کو معاف کر دیا۔ صرف دو سو کو ہی
یہ سزا دی گئی۔



مکّے کا پہلا سفر

مکّے سے آئے ہوئے مسلمانوں کو اپنا وطن چھوڑے ہوئے چھ سال ہو چکے
تھے۔ ان میں سے بہتوں کے بال بچے ابھی تک مکّے میں تھے قرآن میں ذکر آتا ہے
کہ ان کے ان بال بچوں کے ساتھ قریش کی زیادتیوں کی خبریں محمد صاحب کے کانوں
تک بار بار پہونچتی رہتی تھیں۔ محمد صاحب کی عمر اب قریب ساٹھ سال کی تھی۔ ظاہر
تھا کہ جب تک مکّے اور مدینے میں دو زبردست طاقتیں ایک دوسرے کی دشمن
بنی رہیں گی۔ تب تک عرب میں امن نہیں رہ سکتا تھا۔ شروع سے ہی محمد صاحب
عربوں کو اپنا عقیدہ درست کرنے کے لئے جتنے بے چین تھے، اتنے ہی اس سے کبھی
زیادہ بے چین سارے عرب کو ایک قوم دیکھنے کے لئے تھے۔ بغیر اسکے عرب کا آزاد

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

 4019

اور خوشحال رہنا ناممکن تھا۔ کعبے سے مسلمانوں کا بھی ایسا ہی لگاؤ تھا۔ جیسا پرانے خیال کے عربوں کا کعبے کی بنیاد ڈالنے والے حضرت ابراہیم کو مسلمان پیغمبر مانتے تھے کعبہ دنیا بھر کے بڑے سے بڑے اور پرانے سے پرانے تیرتھوں میں گنا جاتا تھا۔ محمدؐ صاحب اس تیرتھ کے بڑپن اور اسکی زیارت کی قدر کو خوب سمجھتے تھے دوسرے عربوں کی طرح مسلمانوں کو کعبے کی زیارت کا حق تھا۔ محمدؐ صاحب نے سکون کے ساتھ بغیر لڑے اور بغیر ہتھیار اٹھائے آج کل کی زبان میں "استیہ گرہ" کے ذریعے اپنے اس حق کو کام میں لانے اور اسی کے ذریعے مکے والوں اور مدینے والوں کو محبت کے رشتے میں باندھنے کا فیصلہ کیا۔

محمدؐ صاحب نے کعبے کی یاترا کا ارادہ کیا۔ کعبے کا سفر دو طرح کا ہو سکتا تھا۔ بڑا سفر ذی الحجہ نام کے مہینے میں ہوتا ہے جسکو حج کہتے ہیں اور جس میں دنیا بھر کے مسلمان مکے میں جمع ہوتے ہیں۔ دوسرا سفر باقی مہینوں میں جب جی چاہے ہو سکتا ہے۔ یہ سفر "عمرہ" کہلاتا ہے۔ محمدؐ صاحب اس وقت عمرہ کے ارادے سے ہی چودہ سو مسلمانوں کے ساتھ مکے کے لئے روانہ ہوئے۔ چلنے سے پہلے یہ حکم دیدیا کہ کوئی شخص ہتھیار باندھ کر نہ آئے۔ (شبلی) لڑائی کے خاص ہتھیار تیر کمان یا بھالا کسی کے پاس نہ تھے اس پر بھی مکے والوں کی پوری تسلی کیلئے سب نے سفر کے وہ احرام پہنے جنھیں پہن کر آدمی کسی چیونٹی کو بھی نہیں مار سکتا۔ اور نہ پتہ توڑ سکتا ہے راستے سے آدمی بھیج کر محمدؐ صاحب نے قریش سے کعبے کی یاترا کی اجازت مانگی۔ قریش نے انکار کر دیا۔ اور ہتھیار بند فوج نہتے مسلمانوں کا راستہ روکنے کے لئے کھڑی کر دی۔ محمدؐ صاحب سب کو لے کر آگے بڑھے۔ اسی قریشیوں کے ایک جتھے نے حملہ کیا۔ اور خود محمدؐ صاحب پر پتھر چلایا۔ مسلمانوں کی طرف سے کوئی جواب نہیں دیا گیا مسلمانوں کی تعداد زیادہ تھی۔ انہوں نے ان اسی قریشیوں کو زندہ پکڑ کر محمدؐ صاحب

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کے سامنے لاکر کھڑا کیا۔ محمد صاحب نے ان سبکو معاف کر دیا۔ اور اس وعدے پر چھوڑ دیا کہ ہم دوبارہ مسلمانوں کے خلاف ہتھیار نہ اٹھائیں گے۔ اس موقع پر محمدؐ صاحب اور ان کے ساتھیوں کا بڑا اونچے سینا گمہبیوں کا ساتھا۔ چودہ سو آدمی بغیر ہتھیار اٹھائے اپنے حق کے لئے ڈٹے تھے۔ قریش پر اس کا گہرا اثر پڑا۔

حدیبیہ کی صلح

دونوں طرف کے خاص خاص لوگ جمع ہوئے صلح کی شرطیں لکھی جانے لگیں۔ محمدؐ صاحب بولتے جاتے تھے اور علی لکھتے جاتے تھے "اللہ کے نام پر جو رحمان اور رحیم ہے" قریش نے روک دیا اور لکھایا "اللہ تیرے نام پر" رحمان ایک غیر عرب دیوتا کا نام تھا۔ رحمان کے معنی رحم کرنے والا ہے۔ محمدؐ صاحب کو یہ نام اتنا پیارا لگا کہ انہوں نے یہ نام اللہ کے ناموں میں اپنا لیا۔ ٹھیک اسی طرح کبیر نے "رام" لفظ کو اپنا لیا تھا۔ جس کے معنی سب جگہ سب میں موجود ہے رام کو دشرتھ کا بیٹا ہوتے ہوئے بھی کبیر نے یہ نام غیر شبیہہ الشعور کے لئے اپنا لیا تھا۔ لیکن قریش کی نظروں میں رحمان ایک غیر عرب دیوتا کا ہی نام تھا اور اسی لئے انھیں پسند نہیں آیا۔ محمدؐ صاحب نے مان لیا۔ پھر شروع کیا "محمدؐ اللہ کے رسول کی طرف سے" قریش نے پھر روکا۔ اور لکھایا "عبداللہ

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کے بیٹے محمدؐ کی طرف سے محمدؐ صاحب نے فوراً اسے بھی مان لیا اور اپنے ہاتھ سے کاٹ کر ٹھیک کر دیا۔ خاص شرطیں یہ طے پائیں:۔

۱۔ قریش میں سے کوئی اگر بغیر اپنے بڑوں یا سردار سے پوچھے محمدؐ صاحب کے پاس جائیگا تو اسے قریش کے پاس واپس لوٹا دیا جائیگا۔

۲۔ مسلمانوں میں سے جو کو مکہ والوں کے پاس چلا جائے گا اسے واپس نہ کیا جائیگا۔

۳۔ ہر قبیلے کو آزادی ہوگی کہ وہ قریش یا محمدؐ جس سے چاہے ملکر رہے

۴۔ اس بار مسلمان بغیر سفر کا مقصد پورا کئے وہیں سے واپس لوٹ جائیں۔

۵۔ اگلے دس سال تک قریش اور مسلمانوں میں لڑائیاں بند رہیں۔

۶۔ اگلے سال مسلمانوں کو چھوٹی یاترا کیلئے مکہ آنے اور تین دن تک وہاں رہنے کی اجازت ہوگی۔

قریش اور محمدؐ صاحب کے بیچ کا یہ صلح "حدیبیہ کی صلح" کے نام سے مشہور ہے۔ اسکی آخری دونوں شرطیں محمدؐ صاحب کی تسلی کے لئے کافی تھیں۔

محمدؐ صاحب نے سچائی کے ساتھ اس صلح کی شرطوں پر عمل کیا۔ ایک نوجوان قریشی لڑکا محمدؐ صاحب کے پاس پہونچا وہ خود کو مسلمان کہتا تھا۔ اس نے محمدؐ صاحب کے ساتھ رہنا چاہا۔ لڑکے کے باپ نے آکر محمدؐ صاحب کو صلح کی شرطوں کی یاد دلائی۔ محمدؐ صاحب نے لڑکے کو باپ کے ساتھ واپس جانے پر مجبور کیا اور اسے غمگین دیکھ کر تسلی دیتے ہوئے کہا "صبر کرو اور اللہ پر بھروسہ کرو تمھارے اور تم جیسے دوسروں کے چھٹکارے کا وہ ضرور کوئی نہ کوئی راستہ نکالے گا۔"

اسی طرح کی اور بھی کئی مثالیں ملتی ہیں۔ مکے میں ایسے لوگ بڑھتے جارہے تھے جنکے دل محمدؐ صاحب کے ساتھ تھے لیکن جو قریش کے ڈر کے مارے محمدؐ صاحب

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کا ساتھ نہ دے سکتے تھے۔
پھر بھی "احدیبیہ کی صلح" سے محمد صاحب کا اثر کافی بڑھا۔

مکّے کا دوسرا سفر

ایک سال گذرنے پر جیسا طے ہو چکا تھا مسلمانوں کے مکہ جانے کا وقت آیا سنہ ۶۲۹ء میں دو ہزار مسلمانوں کو ساتھ لے کر کعبے کے سفر کے لئے محمدؐ صاحب پھر مکے کی طرف چلے اور اس مرتبہ بھی ان دو ہزار میں سے کسی کے جسم پر کوئی ہتھیار نہ تھا۔ ان کے کپڑے حاجیوں کے کپڑے تھے۔ ان میں جو لوگ کئی سال سے اپنے گھروں سے نکلے ہوئے تھے مکے پہونچتے ہی ان کی خوشی کا ٹھکانا نہ رہا۔ "سچ مچ مکے کی گھاٹی میں اس وقت جو چیز دیکھنے کو ملی وہ دنیا کی تاریخ میں انوکھی تھی۔ مکّے کے چھوٹے بڑے لوگوں نے تین دن کے لئے اس پرانے شہر کو خالی کر دیا۔ ہر گھر سونا پڑا تھا۔ جب وہ چلے گئے تو اپنے سے بچھڑے مسلمان جو برسوں اپنے گھروں سے دور رہ چکے تھے۔ ایک بہت بڑی تعداد میں اپنے نئے ساتھیوں کو لیکر پھر اپنے بچپن کے خالی گھروں میں اور کھنڈروں سے وقت میں انھوں نے یاترا کی رسمیں پوری کیں۔ مکہ والے چاروں طرف کی پہاڑیوں پر یا خیمے میں گھاٹیوں کے سایے میں جمع ہو گئے اور ابو قبیس کی اونچی پہاڑی پر سے بیٹھے کے یاتریوں کو اپنے پیغمبر کے ساتھ کعبے کا طواف کرتے اور جیسا کہ پرانا رواج تھا صفا اور مروہ کی پہاڑیوں کے بیچ تیزی سے دوڑتے ہوئے دیکھتے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

دیکھتے رہے وہ بڑی شوق سے ہر آدمی کے چہرے کو دیکھتے تھے اس امید سے کہ ہو سکتا ہے ان یاتریوں میں انھیں کسی پرانے کھوئے ہوئے رشتے دار یا ساتھی کا چہرہ دکھائی دے جائے۔ بچوں کے پیدا ہونے کے درد سے کہیں زیادہ درد کے ساتھ اسلام کا جنم ہوا۔ ایسے دردوں میں اس طرح کی چیز دیکھنے کو مل سکتی ہے۔

محمد صاحب اور ان کے ساتھیوں نے کعبے کی سب پرانی رسموں کو ادا کیا۔ اور تین دن تک ہرک کر بڑی نرمی اور بڑی محبت اور بڑی مٹھاس کے ساتھ مکے میں رہ کر سب واپس چلے گئے یہ بات غور کرنے کی ہے کہ جب محمدؐ صاحب اور ان کے ساتھی کعبے کے چکر لگا رہے تھے اور ساری رسمیں ادا کر رہے اور جب ان کے دلوں میں ایک اللہ کے سوا دوسرے کا خیال نہ تھا۔ کعبے کے تین سو ساٹھ بتوں میں سب کے سب کعبے کے اندر موجود تھے اور محمدؐ صاحب اور ان کے ساتھی نے کوئی بات کبھی ایسی نہیں کی جس سے کسی بت کی بے عزتی سمجھی جاتی یا جس سے کسی پرانے خیال والے کا دل دکھتا۔ جب محمد صاحب اور ان کے ساتھی خاص کعبے کی رسمیں ادا کرتے رہے کعبے کے اندر بتوں کے ہونے کی وجہ سے ان میں کسی کا پیر نہیں رکا۔ کعبے کے سب بت دیوار کے اندر اور ان کی آنکھوں سے اوجھل تھے۔ لیکن جب یہ لوگ صفا اور مروہ کی پہاڑیوں کی طرف بڑھے تو مسلمانوں کے پیر کچھ رک گئے۔ صفا اور مروہ دونوں پہاڑیوں پر کھلے اور اونچے دو بت موجود تھے۔ اور سامنے دکھائی دے رہے تھے۔ ٹھیک اس وقت قرآن کی یہ آیت اتری۔

"صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔ اس لئے جو کوئی کعبہ کا حج کرے یا عمرہ کرے اس پر کوئی الزام نہیں ہے۔ اگر وہ ان دونوں طواف کرے۔"

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

مکے کے لوگ مسلمانوں کا یہ برتاؤ دیکھ کر دنگ رہ گئے۔ اور انہوں نے تسلی کی سانس لی۔ مسلمانوں کے مدینے چل دینے پر وہ پھر اپنے گھروں میں آ گئے۔

محمدؐ صاحب اور ان کے ساتھیوں نے صفا اور مروہ کی ساری رسمیں عقیدت کے ساتھ ادا کیں۔

یہودیوں اور مسلمانوں میں میل جول

مسلمانوں کے اس برتاؤ سے اسلام کی جڑیں لوگوں کے دلوں میں جم گئیں، بہت سے بڑے بڑے قریش مسلمان ہو گئے۔ اسلام کے ماننے والوں کی تعداد تیزی سے بڑھنے لگی۔ اور آس پاس کے قبیلوں نے جلدی جلدی نئے پیغمبر کے دین اور اسکے راج دونوں کو ماننا شروع کر دیا۔

لیکن یہودیوں کی دشمنی ابھی پوری طرح ٹھنڈی نہ ہوئی تھی۔ محمدؐ صاحب کو مکے سے لوٹ کر ان کو آخری مورچہ لینا پڑا۔ عرب میں یہودیوں کا سب سے بڑا گڑھ مدینے سے کوئی سو میل اتر میں شہر خیبر تھا۔ کچھ باغی یہودی اور کچھ اور قبیلے مدینے پر حملہ کرنے کے ارادے سے خیبر کے آس پاس جمع ہو گئے۔

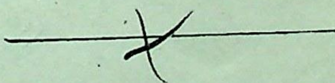
محمدؐ صاحب نے چودہ سو آدمیوں کو لے کر خیبر پر چڑھائی کی۔ انہوں نے یہودیوں سے صلح کے لئے کہا۔ لیکن بیکار۔ یہ علاقہ پہاڑی تھا اور اسمیں بہت سے مضبوط قلعے تھے۔ کئی ہفتے لڑائی ہوتی رہی۔ جسمیں ابوبکرؓ، عمرؓ اور علیؓ نے نمبروں

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

نے حصہ لیا۔ آخر ایک ایک کر کے سب قلعے مسلمانوں کے ہاتھ آگئے۔ ار
یہودیوں نے صلح چاہی ان کی بات مان لی گئی۔ انھیں اپنے مذہب پر قائم
رہنے کی پوری آزادی دیدی گئی۔ ان کی زمینیں اور مال واسباب واپس دے
دیا گیا۔ اور انہوں نے مدینے کی قومی سرکار کو اپنی سرکار مان لیا۔

محمدؐ صاحب ابھی خیبر کے قلعے ہی تھے کہ ان کی جان لینے کی پھر ایک کوشش
کی گئی۔ ایک یہودی عورت نے محمدؐ صاحب اور انکے صحابیوں کے لئے کھانا لگایا
جسمیں زہر ملا دیا گیا تھا۔ ان کا ایک ساتھی دو چار لقمہ کھا کر مر گیا۔ محمدؐ صاحب کو
پتہ لگنے سے پہلے کھانا چکھ چکے تھے۔ ان کی جان بچ گئی لیکن اندر جو زہر جا چکا
تھا اسکے سبب باقی زندگی انھیں تکلیف بھوگنی پڑی۔ محمدؐ صاحب نے اس عورت
کو بالکل معاف کر دیا۔ اور صلح کی شرطوں پر اس کا کوئی اثر نہیں
پڑنے دیا۔

قریش کے ساتھ کم سے کم دس سال کی صلح ہو چکی تھی۔ مدینے کی طاقت
بڑھ رہی تھی۔ اس لئے پندرہ سال پہلے جو مسلمان اپنے دین کو بچانے کے لئے
اتھیوپیا بھاگ کر چلے گئے تھے ان میں سے بہت سے اب اپنے ملک میں لوٹ
کر مدینے میں آ رہنے لگے۔



CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

روم والوں سے لڑائی اور جیت

عرب کے بیچ کے حصے میں جوان دنوں آزاد تھا۔ اب کوئی خاص دشمن محمد صاحب کا نہ رہا تھا۔ محمد صاحب کا دھیان اب دکھن اور اتر کے ان عرب علاقوں کی طرف گیا جو غیر ملکی بادشاہوں کے ہاتھ میں تھا۔ دکھن میں یمن اور اسکے پاس کے زرخیز علاقے اس بیچ ابیسینیا کے عیسائی بادشاہ کے ہاتھ سے نکل کر ایران کے زرتشتی بادشاہ خسرو پرویز کے ہاتھ میں آ چکے تھے۔ اور شام سے ملے ہوئے اتر کے کچھ صوبے روم کے عیسائی شہنشاہ کے ماتحت تھے جو صوبے روم کے ہاتھ میں تھے۔ وہاں کی عرب رعایا کو بھی عیسائی بن کر رہنا پڑتا تھا۔

ایران اور روم ان دونوں بڑی طاقتوں کی آپسی لڑائیوں اور دونوں کی گرتی ہوئی حالت کو محمد صاحب خوب جانتے تھے۔ روم کی سلطنت میں عیسائی مذہب کی گراوٹ اور ایران میں پرانے پارسی مذہب کی ان دنوں کی بری حالت بھی ان کی آنکھوں سے اوجھل نہ تھی۔ ان کو معلوم تھا کہ روم کے سارے راج میں مذہب کی آزادی کا کہیں نشان نہ تھا۔ عیسائی شہنشاہوں اور پادریوں کی چھوٹی نگاہ اس حد تک پہونچ گئی تھی کہ سائنس اور طب وغیرہ کا پڑھنا پڑھانا جرم تھا اور مذہب کے نام پر ہزاروں آدمی آئے دن زندہ جلائے جا رہے تھے اور تلوار کے گھاٹ اتارے جاتے تھے۔ ایسے ہی ایران میں اس زمانے کے زرتشتی مذہب نے لاکھوں ایسے پیشے والوں کو جنھیں اپنے پیشوں میں آگ کام میں لانی پڑتی تھی جیسے سونار لوہار وغیرہ کو ہندوستان کے اچھوتوں سے

سے بھی بری حالت کو پہنچا رکھا تھا۔ محمد صاحب نے سوچا کہ اگر ان دونوں جگہ کے بادشاہ سب چیزوں کو چھوڑ کر صرف ایک اللہ کی عبادت کرنے لگیں اور سب آدمیوں کو برابر سمجھنے لگیں تو ان دیشوں کا سدھار بھی آسان ہو جائے۔

انہوں نے سنہ ۶۲۸ء میں ایران روم اور دوسرے بادشاہوں کو خاص خاص آدمیوں کے ہاتھ خط بھیجے جنہیں انہیں اپنے بہت سے دیوی دیوتاؤں اور بتوں کی پوجا اور نکمی بحثوں کو چھوڑ کر ایک اللہ کی عبادت کی ہدایت کی ان میں دو خط خاص تھے۔ ایک قسطنطنیہ کے شہنشاہ ہرکولیس کے نام اور دوسرا ایران کے بادشاہ خسرو پرویز کے نام۔ تین اور خط ایک یمن کے حاکم کے نام، ایک مصر کے حاکم کے نام اور ایک اتھوپیا کے بادشاہ کے نام تھے۔ ہرکولیس نے خط پاکر محمد صاحب کے چلن وغیرہ کے بارے میں اور زیادہ جاننا چاہا۔ لیکن پرویز نے بڑے گھمنڈ سے خط کو پھاڑ کر پھینک دیا۔

محمد صاحب نے اب ان آس پاس سرحدی عرب علاقوں میں اسلام کے مبلغ بھیجنے شروع کئے۔ ان میں سے کچھ اتر کی طرف شام کی سرحد پر کے عرب قبیلوں کے پاس گئے۔ روم کے شہنشاہ اپنے راج میں مذہب کی آزادی کا نام سننا بھی نہ برداشت کر سکتے تھے۔

محمد صاحب کے بھیجے ہوئے آدمیوں اور روم کے حاکموں میں ٹکر ہونی ہی تھی۔

روم کے ماتحت عمان کا حاکم فرواح ایک عیسائی عرب تھا۔ اسے محمد صاحب کا بنایا دین پسند آگیا۔ اس نے اسلام اپنا لیا اور محمد صاحب کو کہلا بھیجا۔ یہاں کے رومی گورنر کو جب پتہ چلا تو اس نے فرواح کو پھر سے عیسائی ہونے کے لئے لکھا۔ اور ساتھ ہی تنخواہ اور عہدے میں ترقی کی لالچ بھی دی۔ فرواح

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

نے انکار کر دیا - فرواح کو موت کی سزا دیدی گئی -

اس پر محمدؐ صاحب نے روم کی حکومت کے خلاف ایک طرح کی ستیا گرہ شروع کر دی - وہ اپنے ہم وطنوں میں اسلام کی تبلیغ کی اجازت چاہتے تھے - اور اسکی آزادی چاہتے تھے - شام کی سرحد پر عرب قبیلوں میں اسلام پھیلانے کے لیئے محمدؐ صاحب نے دس دس، بیس بیس مسلمانوں کے جتھے بھیجنے شروع کر دیئے ان جتھوں میں سے اکا دکا آدمی بچ کر مدینے آتا تھا - باقی سب مار ڈالے جاتے تھے - اتنے بڑے راج کے اندر ان چھوٹے چھوٹے جتھوں کا کوئی فوجی یا سیاسی مطلب نہ ہو سکتا تھا - محمدؐ صاحب کی غرض صرف عربوں میں اسلام پھیلانا تھا لیکن روم کے حاکم اپنی رعایا کو اس طرح کی آزادی نہ دینا چاہتے تھے -

محمدؐ صاحب نے ساری تندکا نہیں لکھ کر ایک خط بصرہ (فلسطین) ایک خاص آدمی کے ہاتھ بھیجا - راستے ہی میں موتہ کے عیسائی حاکم شرجیل نے اس آدمی کو مار ڈالا -

یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ جن علاقوں میں محمدؐ صاحب کے مبلغ جاتے تھے اور مار ڈالے جاتے تھے وہ سب عرب ہی کے حصے تھے - اور عربوں ہی کی وہاں آبادی تھی - محمدؐ صاحب کے پاس اب سوائے لڑنے کے کوئی چارہ نہ تھا - اور لڑائی بھی اتنے بڑے راج کے ساتھ - تین ہزار ہتھیار بند سپاہی محمدؐ صاحب کے پرانے ساتھی زید کے ماتحت موتہ کی طرف بھیجے گئے - اس فوج میں زید کے علاوہ اور کئی مشہور مسلم سردار بھی تھے - ان میں ایک ابو طالب کا بیٹا علی کا بھائی جعفر تھا جس نے ابیسینیا کے عیسائی بادشاہ کے سامنے مسلمانوں کی وکالت کی تھی دوسرا مشہور مسلمان بہادر اور شاعر عبداللہ تھا - تیسرا ولید کا بیٹا خالد تھا جو کبھی محمدؐ صاحب کا کٹر دشمن رہ چکا تھا - اور جو بعد میں اسلام کے سب سے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

بڑے فوجی سرداروں میں سے ہوا۔ ان عرب سرداروں کے رہتے ایک آزاد ہوئے حبشی غلام زید کو ساری فوج اور سب سرداروں کا سردار بنانا محمد صاحب کی طرف سے عربوں کے اپنی نسل اور خاندان کے گھمنڈ پر ایک خاصا وار تھا۔

چلتے وقت محمد صاحب نے زید کو ہدایت دی :-

"لوگوں کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرنا، عورتوں، بچوں اور عیسائی سادھوؤں اور کمزوروں پر کسی حالت میں کبھی حملہ نہ کرنا۔ نہ کسی کا گھر گرانا۔ اور نہ کوئی پھلدار درخت کاٹنا"۔

راستے میں ان کو پتہ چلا کہ ایک بہت بڑی روم کی فوج شہنشاہ ہرکولیس کے بھائی تھیوڈورس کے ماتحت مسلمانوں کو کچلنے کے لئے آرہی ہے۔ صلاح ہونے لگی۔ کچھ کی رائے ہوئی کہ محمد صاحب کے پاس آدمی بھیج کر پھر سے رائے لے لی جائے۔ عبداللہ نے للکار کر کہا کہ ——

"ہم تعداد کے بھروسے آگے نہیں بڑھے۔ ہم صرف اللہ کی راہ پر اور اسی کی مدد کی امید میں گھر سے نکلے جیتیں گے تو نام ہے مریں گے تو جنت"۔

اپنے نئے دین کی سچائی کے اندر اس وشواس نے ہی ساتویں صدی کے عربوں میں وہ طاقت پیدا کر دی تھی جس سے وہ بڑی سے بڑی سکھی ہوئی فوجوں اور بڑی حکومتوں کے سامنے کبھی میدان پر میدان جیتتے چلے گئے۔

مؤتہ کے پاس دونوں فوجوں کی مڈبھیڑ ہوئی۔ اسلام کا جھنڈا زید کے ہاتھوں میں تھا۔ زید کے ہاتھوں میں گہرا زخم لگا جھنڈا اسکے ہاتھوں سے گرنے ہی کو تھا کہ جعفر نے آگے بڑھ کر جھنڈے کو اونچا کیا۔ لڑائی کا سارا زور اس جھنڈے کے آس پاس تھا۔ جس ہاتھ میں جعفر نے جھنڈا اٹھایا وہ ہاتھ کٹ کر گر گیا جعفر نے دوسرے ہاتھ میں جھنڈا سنبھالا وہ بھی کٹ کر گر گیا۔ جعفر نے اپنے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

سے تردونوں بازوؤں سے جھنڈے کو دبائے رکھا۔ ایک اور وار میں جعفر کی کھوپڑی کے ٹکڑے ٹکڑے اڑ گئے۔ جعفر گر گیا۔ عبداللہ نے بڑھ کر جھنڈا اپنے ہاتھ میں لیا۔ عبداللہ بھی کٹ کر گر گیا۔ خالد نے عبداللہ کی جگہ لی اور چیرتا ہوا کچھ دور تک روم کی فوج کے اندر گھس گیا۔ اتنے میں شام ہو گئی۔ دونوں فوجوں کو ایک دوسرے کی بہادری کا کافی اندازہ ہو چکا تھا۔ دونوں نے طے کیا کہ رات کو اپنی اپنی جگہ آرام کریں۔ اور صبح کو لڑائی پھر شروع ہو۔ لکھا ہے اس دن لڑائی میں خالد کے ہاتھوں میں نو تلواریں ٹوٹیں۔

دوسرے دن خالد نے جواب زید کی جگہ ساری فوج کا سردار تھا اس ہوشیاری کے ساتھ فوج کو کھڑا کیا اور مسلمان جنھنڈوں کو الگ الگ سمتوں سے آگے بڑھایا کہ تھوڑی ہی دیر بعد روم کی فوج پیچھے ہٹنے لگی۔ ان میں بھگدڑ مچ گئی کچھ دیر تک خالد نے ان کا پیچھا کیا۔ لیکن دو دن کی لڑائی میں کافی مسلمان شہید ہو چکے تھے اور کافی گھائل ہو چکے تھے۔ تھوڑی دیر تک بھاگتے ہوئے دشمن کا پیچھا کرنے کے بعد روم کی فوج کا بہت سا قیمتی مال اور ان کے چھوٹے ہوئے ہتھیار ساتھ لیکر خالد مدینے کی طرف لوٹا۔ یہ خالد دنیا کے سب سے بڑے جرنیلوں یا فوجی سرداروں میں گنا جاتا ہے۔

اس جیت پر مدینے میں خوشی اور رنج دونوں ملے ہوئے تھے۔ محمد صاحب نے خالد کو گلے لگایا۔ لیکن اپنے پیارے جعفر کے یتیم بیٹے اور وفادار زید کی چھوٹی لڑکی کو دیکھ کر محمد صاحب ان سے لپٹ کر اس طرح پھوٹ پھوٹ کر روئے کہ پاس کے ایک آدمی نے حیران ہو کر پوچھ ہی لیا "اے اللہ کے رسول کیا آپ بھی اس طرح روتے ہیں؟"

اس لڑائی سے محمد صاحب دنیا میں مشہور ہو گئے۔ اتم عرب میں لوگ

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اب بڑی بڑی تعداد میں اسلام قبول کرنے لگے اور اتر کے صوبے ایک ایک کرکے روم کے راج سے لوٹ کر مدینے کی آزاد قومی سرکار کو اپنی سرکار ماننے لگے۔

مکّے کی فتح

محمدؐ صاحب کا دھیان اب پھر مکے کی طرف گیا۔ قریش کے ساتھ صلح ہو چکی تھی۔ لیکن کچھ قریشوں نے پھر اس صلح کے خلاف بنی خزاعہ قبیلے پر جنکی مدینے کی سرکار کے ساتھ صلح ہو چکی تھی حملہ کر دیا۔ قریش اور محمدؐ صاحب میں جو صلحنامہ ہو چکا تھا اس کی ایک شرط یہ بھی تھی کہ قریش کسی ایسے قبیلے پر دس برس تک حملہ نہیں کرینگے جس کی مدینے والوں کے ساتھ صلح ہو چکی ہو اور نہ مدینے کی سرکار کسی ایسے قبیلے پر دس برس تک حملہ کریگی جس کی قریش کے ساتھ صلح ہو چکی ہو۔ قریش کا یہ حملہ اس صلحنامے کے خلاف تھا۔ بنی خزاعہ نے محمدؐ صاحب سے اپیل کی۔ اس پر محمدؐ صاحب دس ہزار ہتھیار بند لیکر مکّے کی طرف بڑھے۔

شام کو یہ فوج مکّے کے باہر جا کر ٹھہری۔ سپاہیوں کو حکم تھا کہ جہاں تک ہو سکے کسی پر ہتھیار نہ چلاویں اور اگر کوئی دشمن ملے تو اسے پکڑ کر لاویں تھوڑی دیر بعد پہرے کے کچھ آدمی شہر کے باہر سے تین آدمیوں کو پکڑ کر محمدؐ صاحب کے سامنے لائے ان میں ایک مشہور قریش سردار ابوسفیان تھا۔ اپنے زندگی بھر کے دشمن

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کو جن کے سبب مسلمانوں کو بیس سال تک اتنی مصیبتیں جھیلنی پڑی تھیں اپنے سامنے دیکھ کر محمدؐ صاحب کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگے۔ انہوں نے بنا کسی شرط کے ابوسفیان کے سب پرانے قصور معاف کر دیئے اور اسے عزت سے بٹھایا۔ ابوسفیان کے دل پر اس کا گہرا اثر ہوا۔ وہ احسان سے دب گیا۔ ابوسفیان کی معرفت مکہ والوں کو پیغام بھیجا گیا۔ کہا جاتا ہے کہ صرف مٹھی بھر لوگوں کو چھوڑ کر ابوسفیان نے اور سب نے محمدؐ صاحب کو اپنا سردار اور مدینے کی سرکار کو اپنی قومی سرکار مان لیا۔ اس طرح بنا ایک آدمی کا خون بہے مکہ جیت لیا گیا۔

اگلے دن بہت سویرے سے محمدؐ صاحب اپنے ساتھیوں کو لیکر شہر کی طرف بڑھے ایک دل خالد کے ساتھ تھا۔ لوگوں کو ہدایت تھی کہ سب کے ساتھ نرمی اور برداشت سے کام لیا جائے اور اپنی طرف سے کسی پر حملہ نہ کریں۔ کہتے ہیں کچھ قریش نے خالد کے دستے پر دو چار تیر چلا دیئے جس کا خالد نے بھی تلوار سے جواب دیا۔ محمدؐ صاحب نے اسی دم آگے بڑھ کر خالد کو روک دیا۔

محمدؐ صاحب کے اس وقت مکے میں داخل ہونے پر مورخ اسٹینلے لین پول لکھتا ہے —— "جن لوگوں نے شروع سے ابتک محمدؐ صاحب کو اتنی تکلیفیں پہنچائی تھیں، وہ اب ان کے قدموں پر تھے۔ ایسے ہی وقت پر آدمی اپنے اصلی رنگ میں دکھائی دیتا ہے۔ یہی بات بہت ٹھوس ہوتی ہے اور یہ ایک سچی بات ہے کہ اپنی زندگی بھر کے دشمنوں کے اوپر محمدؐ صاحب کی سب سے بڑی جیت کا دن ہی اپنے پر بھی ان کی سب سے بڑی جیت کا دن تھا۔ قریش نے برسوں تک انہیں دکھ پہنچائے تھے، بے عزتی کی تھی اور ظلم کئے تھے۔ محمدؐ صاحب نے سب کھلے دل سے معاف کر دیا۔ انہوں نے مکے کے تمام لوگوں کا ڈر دور کر دیا۔ جب وقت انہوں نے اپنے سب سے کٹر دشمنوں کے شہر جیت کا دل۔ لیئے ہوئے پاؤں رکھا۔ صرف

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

چار نام ان کے پاس ایسے تھے جنھیں انصاف سے سزا دینا ضروری تھا۔ پیغمبر کے بعد ان کی فوج نے بھی انکے ہی کی مثال پر عمل کرتے ہوئے ٹھنڈے دل سے چپ چاپ شہر میں قدم بڑھایا۔ نہ ایک مکان لوٹا گیا اور نہ ایک عورت کی بے عزتی کی گئی۔"

اس زمانے کی فوجی تاریخ میں یہ سچ مچ ایک انہونی بات تھی۔ جن چار آدمیوں کو سزا دینا ضروری تھا ان میں سے بھی تین کو معاف کر دیا گیا۔

مکے والوں کے دل پر محمدؐ صاحب کی اس نرمی کا اتنا گہرا اثر پڑا کہ ان کے کٹر سے کٹر دشمنوں یہاں تک کہ ابو سفیان نے اور کعبے کے پجاریوں تک نے اسلام قبول کر لیا۔

مکہ اب مسلمان تھا۔ کعبے کے مندر میں اب مورتیوں کے رہنے کی کوئی وجہ نہ تھی۔ اس کے بعد ایک دن محمدؐ صاحب سیدھے کعبے کے مندر کی طرف گئے اوپر آچکا ہے کہ کعبے میں تین سو ساٹھ بت تھے۔ ایک ایک بت کے سامنے محمدؐ صاحب یہ آیت پڑھتے جاتے تھے۔

"سچ مچ اب حق قائم ہو گیا اور باطل اٹھ گیا۔"

اس طرح اس دن دوپہر تک مکے اور اسکے آس پاس کے سب بت ہمیشہ کیلئے اپنی پوجا کی جگہوں سے ہٹا کر الگ کر دیئے گئے۔ مورتیاں ہٹ گئیں اور کعبہ پہلے سے بھی زیادہ سب عربوں کا سب سے بڑا تیرتھ بنا رہا۔

محمدؐ صاحب دھرم کے معاملے میں کسی کے ساتھ کسی طرح کی بھی زبردستی کو ٹھیک نہ سمجھتے تھے۔ یمن کے عیسائی حاکم نے اسی کعبے کے مندر پر حملہ کر کے اسے گرانا چاہا تھا۔ خود قرآن کے اندر اسکے اس کام کو برا بتایا گیا ہے۔ حملہ کرنیوالوں پر جو مصیبت آئی تھی اسے قرآن نے ایشور کی بھیجی آفت کہا ہے۔ جہاں تک سب سے

لئے مذہب کی آزادی کا سوال ہے۔ اسلام مورتی پوجنے والوں اور غیر اللہ کی عبادت کرنے والوں میں کوئی فرق نہیں کرتا۔ محمد صاحب نے ہر مذہب کے مندروں خانقاہوں اور گرجوں سب کی حفاظت کرنا صاف لفظوں میں بار بار مسلمانوں کا فرض بنا دیا۔

لیکن نہ صرف مکہ کے اندر بلکہ سارے عرب میں قریب قریب سب لوگ بت پرستی چھوڑ کر ایک اللہ کی عبادت اپنا چکے تھے۔ ان لوگوں کا یقین تھا جیسا قرآن میں درج ہے کہ کعبے کے قائم کرنے والے حضرت ابراہیم نے وہاں کوئی بت نہیں رکھا تھا۔ ابراہیم صرف ایک اللہ کی پوجا کرتے تھے اور بعد میں ناسمجھی کے دنوں میں کعبے کے اندر مورتیاں رکھ دی گئیں۔ کسی بھی مذہبی مقام کے بارے میں وہاں کے پوجا کرنے والوں کو اپنی رائے سے جو چاہے تبدیلی یا سدھار کرنے کا حق ہے۔

محمد صاحب یہ بھی سمجھتے تھے کہ جس طرح میں نے عربوں کے دلوں کو بت پرستی سے ہٹا دیا اسی طرح اگر اپنے جیتے جی کعبے کے مندر کو ان سیکڑوں رنگ برنگی بھدی اور بیڈول لکڑی پتھر اور تانبے اور آٹے کی مورتیوں سے خالی نہ کر دیا تو ہو سکتا ہے میرا سارا کام میرے جانے ہی سمندر کی ایک لہر کی طرح مٹ جائے۔

کعبے سے ان بتوں کا اس وقت ہٹایا جانا کسی ایک آدمی کا کسی دوسرے کی چیزوں کا ہٹانا نہ تھا بلکہ ایک پوری قوم کا بیس سال تک خوب سوچنے سمجھنے کے بعد اپنی مرضی سے اپنے سیکڑوں برسوں کے پوجا کے طریقوں میں سدھار کرنا تھا۔ عربوں کی ساری قوم کی ان دلوں کا پلٹ ہو رہی تھی۔ کھرے دردوں کے ساتھ ایک نئی عرب قوم جنم لے رہی تھی۔ محمد صاحب النیشور کے ہاتھوں اس کایا پلٹ کا ذریعہ تھے:

CC0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

دوپہر کو محمد صاحب کے حکم سے کعبے کی چوٹی سے کھڑے ہو کر بلال نے جو پہلے ایک حبشی غلام تھا اونچی آواز سے شہر اور باہر کے تمام لوگوں کو نماز کے لئے بلایا۔ بلال اسلام کا سب سے پہلا موذن مشہور ہے۔ اذان اسلام میں نماز کا کوئی حصہ نہیں ہے۔ صرف جہاں آس پاس اس طرح کے مسلمان ہوں، جنہیں نماز کے لئے بلانا ہو، وہاں اذان بلانے کا طریقہ رکھا گیا ہے۔ نماز میں کعبے کی طرف منہ کرنے کے بارے میں محمد صاحب کے پیغمبر ہونے کے تیرہ سال بعد تک محمد صاحب کعبے میں رہے نماز میں کسی خاص طرف منہ کرنا ضروری نہ تھا۔ مدینے پہونچنے کے بعد سب مسلمانوں کے ایک جگہ اکٹھا ہو کر کھلے نماز پڑھنے کا موقع آیا مدینے میں سولہ مہینے تک محمد صاحب اتر کی طرف منہ کر کے نماز پڑھاتے رہے اور کعبہ مدینے سے ٹھیک دکھن میں ہے۔ مدینے سے اتر میں بلکہ اتر پچھم کے کونے میں یروشلم ہے۔ جدھر یہودی اپنی پوجا کے وقت منہ کیا کرتے تھے۔ یہی اس وقت تک مسلمانوں کا بھی قبلہ تھا۔ مدینہ پہونچنے کے سولہ مہینے بعد محمد صاحب نے اتر سے بدل کر دکھن کی طرف منہ کر کے نماز پڑھانا شروع کیا۔ یہودیوں نے سبب پوچھا اس پر قرآن میں یہ آیت ہے۔

"ناسمجھ لوگ یہ کہیں گے کہ ان لوگوں نے اپنا قبلہ کیوں بدل دیا۔ انھیں جواب دو کہ پورب اور پچھم دونوں اللہ کے ہیں۔ وہ جس کو چاہتا ہے ٹھیک راستے پر لگاتا ہے"

اس کے بعد یہ آیت اور بھی صاف ہے۔

" اور پورب اور پچھم دونوں اللہ کے ہیں اس لئے تم جدھر بھی منہ کرو اس طرف اللہ کا منہ ہے سچ مچ اللہ سب جگہ ہے اور سب کچھ جاننے والا ہے۔"

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کعبے کی زیارت کی، جسے حج کہتے ہیں کئی ایسے تکی پرانی رسموں کو محمدؐ صاحب نے سدھار دیا۔ پہلے لوگ بالکل ننگے ہو کر کعبے کا طواف کرتے تھے۔ محمدؐ صاحب نے اس رواج کو بند کر دیا۔ اور آگے کے لئے کپڑے پہن کر طواف کرنے کی ہدایت کی۔

دوپہر کی نماز کے بعد محمدؐ صاحب نے ایک اللہ کی عبادت اور سب کو بھائی بھائی سمجھنے کی ہدایت دی۔ اسکے بعد قریش کے سرداروں نے محمدؐ صاحب کو اپنا سردار مانتے ہوئے اپنی پچھلی غلطیوں پر افسوس ظاہر کیا۔ محمدؐ صاحب کی آنکھوں سے آنسو گرنے لگے۔ انہوں نے جواب دیا ـــــ

"ہاں آج میری طرف سے آپ لوگوں کے اوپر کوئی الزام نہیں رہا۔ اللہ آپ کو معاف کر دیگا۔ وہ رحیم الرحمٰن ہے"

اس کے بعد اپنے باقی ساتھیوں کی طرف مڑ کر محمدؐ صاحب نے انکھیں قرآن کی یہ آیتیں پڑھ کر سنائیں۔

"برائی کا علاج بھلائی سے کرو"

"سب سے اچھی بات وہ کرتا ہے جو اللہ کی طرف لوگوں کو بلاتا ہے اور خود نیک کام کرتا ہے۔ اور پھر کہتا ہے میں خود کو اللہ پر چھوڑ دیا ہے۔"

"بھلائی اور برائی برابر نہیں ہو سکتیں۔ دوسرا تمہارے ساتھ برائی کرے تو تم جواب میں اس کے ساتھ بھلائی کرو۔ اور وہ جسے تم سے دشمنی تھی تمہارا اؤلی دوست ہو جائیگا۔"

"جن لوگوں کے دلوں میں یقین ہے ان سے کہو کہ وہ ان لوگوں کو معاف کر دیں جنھیں اس دن کا ڈر نہیں ہے جس دن وہ اللہ کے سامنے ہوں گے"

"اور جلد ہی اپنے رب سے اپنی غلطیوں کے لئے معافی مانگو اور اس جنت

CC0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کے لئے انجام کرو جو زمین اور آسمان جیسی پھیلی ہوئی ہے ۔ وہ ان لوگوں کے لئے ہے جو پرہیزگار ہیں۔ جو غریبی اور امیری دونوں میں خیرات دیتے ہیں۔ جو اپنے غصے کو دبالیتے ہیں۔ اور جو آدمیوں کو معاف کرتے ہیں۔ کیونکہ اللہ دوسروں کے ساتھ نیکی کرنے والے کو ہی پیار کرتا ہے "۔

کچھ دن مکے میں رہ کر محمد صاحب نے وہاں سے چاروں طرف اپنے مبلغ بھیجے ان لوگوں کو صاف طور پر ہدایت دی گئی کہ کسی کے ساتھ سختی نہ کرنا۔ خالد ہمیشہ سے طبیعت کا تیز تھا۔ وہ خذیمہ قبیلے کے کچھ لوگوں سے لڑ پڑا جسمیں اس قبیلے کے کچھ لوگ مارے گئے۔ محمد صاحب کو جب پتہ لگا انہوں نے دکھی ہوکر دوبار چلا کر کہا " اے اللہ " میں بے قصور ہوں۔ پھر خالد کو بلاکر ڈانٹا۔ اور فوراً علی کو بھیج کر جن جن کا جتنا نقصان ہوا تھا سب سے معافی مانگی اور سب کو پورا پورا ہرجانہ دلایا۔ لکھا ہے " علی نے اپنی نرمی سے اور کھلے دل اور کھلے ہاتھوں ان کی مدد کرکے سب کو خوش کرلیا "۔ خذیمہ قبیلے کے جن لوگوں کو خالد نے مارا تھا انہوں نے اس سے پہلے ایک مسلمان لڑکے عبدالرحمٰن کے بوڑھے باپ کو اور خود خالد کے چچا کو مار ڈالا تھا۔ عبدالرحمٰن کو خوش کرنے کے لئے خالد نے اس سے آکر کہا " میں نے تمہارے باپ کے قتل کا بدلہ لیا ہے "۔ لیکن محمد صاحب کسی سے قتل کا بدلہ لینے کو بھی منع کرچکے تھے۔ نوجوان عبدالرحمٰن نے الٹ کر جواب دیا " یوں کیوں نہیں کہتا کہ اپنے چچا کے خون کا بدلہ لیا ہے۔ تو نے اس کام سے اسلام پر داغ لگایا ہے "۔

جب یہ سوال آیا کہ باقی زندگی مکے میں بتائی جائے یا مدینے میں تو محمد صاحب نے یہ کہہ کر مدینے کے لئے فیصلہ دیا کہ مدینے والوں نے ان دنوں میرا ساتھ دیا تھا جب کوئی میرے ساتھ نہ تھا اور میں نے عہد کیا تھا کہ میں ان کے ہی درمیان مروں گا۔

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

مکے سے اتر کو طائف شہر تھا۔ جس میں لات کا مشہور مندر تھا۔ یہ شہر پرانے عرب رواجوں کا مرکز تھا۔ دس سال پہلے اسی شہر سے محمدؐ صاحب خون سے لتھڑ پتھڑ کر کے نکالے گئے تھے طائف کے آس پاس کچھ قبیلوں نے ابھی تک مدینے کی نئی قومی سرکار یا اسلام دونوں میں سے کسی کو نہیں اپنایا تھا۔ اس بار محمدؐ صاحب کی مکے کی جیت نے ان کی دشمنی کی آگ بھڑکا دی۔ طائف کے پاس اوطاس کی گھاٹی میں کچھ پہاڑی قبیلے مسلمانوں پر حملہ کرنے کے لیے جمع ہوئے۔ محمدؐ صاحب ان کے سے روکنے کے لیے نکلے اور حنین اور اوطاس کی لڑائیوں میں بہت کم خون خرابے کے بعد ہی عرب قومی سرکار کے خلاف اس آخری بلوے کو ٹھنڈا کیا۔ ان لڑائیوں میں دشمن کو مارنے کی جگہ مسلمانوں نے محمدؐ صاحب کے حکم سے انھیں صرف پکڑ کر لے آنے کی ہمت کی اوطاس کی لڑائی میں اس ہوازن قبیلے کے چھ ہزار آدمی پکڑے گئے جس قبیلے کی دایہ حلیمہ نے بچپن میں پانچ سال تک محمدؐ صاحب کو دودھ پلایا تھا۔ بڑھیا حلیمہ ابھی زندہ تھی۔ محمدؐ صاحب کی جیت کے بعد وہ ان سے ملنے آئی۔ محمدؐ صاحب نے کھڑے ہو کر اس کا خیر مقدم کیا۔ اپنی چادر اتار کر اسکے بیٹھنے کیلئے بچھا دی اور اسکے کہنے پر اسی دم چھ ہزار ہوازن قیدیوں کو چھوڑ دیا۔

مکے لوٹ کر محمدؐ صاحب نے وہاں کے لوگوں کو دین کی تعلیم دینے رہنے کے لئے معاذ نامی ایک آدمی کو امام بنایا۔ اور شہر کے انتظام کیلئے ایک نوجوان عتاب بن اسید کو شہر کا حاکم چنا۔ خود اپنے ساتھیوں کو لیکر وہ مدینے لوٹ آئے۔ مدینے پہونچنے کے تھوڑے دنوں بعد طائف کے کچھ خاص خاص لوگ محمدؐ صاحب کے پاس آئے۔ انہوں نے دس سال پہلے کی غلطی کیلئے معافی مانگی اور اپنے سارے قبیلے کی طرف سے اسلام قبول کرنے کی اجازت چاہی۔ طائف مدینے کی قومی سرکار میں ملا لیا گیا۔

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

طائی قبیلے کا مسلمان ہونا

ان دنوں ہی طائی قبیلے نے اسلام قبول کیا۔ جس کی کہانی کافی دلچسپ ہے
یہ قبیلہ مدینے سے کوئی دو سو میل دور اتر میں شام کی سرحد پر رہتا تھا۔ شام کے رومی
حاکموں نے اسے مدینے کی نئی سرکار کے خلاف گٹھ بندیوں کا اڈہ بنا رکھا تھا۔ وہاں
مذہب کی آزادی نہ تھی اسلام پھیلانے والے وہاں مار ڈالے جاتے تھے۔ محمد صاحب
نے علی کو فوج کے ساتھ بھیجا۔ غرض یہ تھی کہ طائی قبیلے کے سرداروں پر زور دیا جائے
کہ اپنے علاقے میں لوگوں کو مذہب کی آزادی دیں۔ اور اسلام پھیلانے والوں کو
اجازت ہو کہ وہ لوگوں کو بے روک ٹوک سمجھا سکیں۔ یہ قبیلہ ایسی جگہ رہتا تھا
نئی عرب سرکار کے لئے ان کی دوستی بڑے کام کی تھی۔ حنین کی لڑائی تک میں محمد صاحب
کی فوج کے اندر اس طرح کے بہت سے آدمی موجود تھے جنھوں نے اسلام نہیں قبول
کیا تھا۔ اور ابھی تک اپنے پرانے مذہب پر قائم تھے۔ لیکن جنھوں نے سب کے
لئے مذہب کی آزادی کا اصول مان لیا تھا۔ اور جو یا تو مدینے کی سرکار کے رعایا تھے
یا ان کے قبیلے نے مدینے کی سرکار کے ساتھ دوستی کر لی تھی۔

طائی قبیلے کے علاقے میں جب علی پہنچے تب عدی طائی اس قبیلے کا سردار تھا
یہ عدی طائی دنیا میں مشہور حاتم طائی کا بیٹا تھا۔ عدی اپنے بال بچوں کو لیکر
بھاگ کر شام چلا گیا۔ اسکی بہن سفناہ اور کچھ اور لوگ پکڑ لئے گئے۔ اور مدینے
میں محمد صاحب کے سامنے لائے گئے۔ محمد صاحب کو جب پتہ لگا کہ سفناہ اس حاتم
طائی کی لڑکی ہے جو اپنے کھلے دل رحم اور زکوٰۃ کے لئے ساری دنیا میں مشہور تھا

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

تو محمدؐ صاحب نے یہ کہکر کہ "حاتم کے اندر سچ مچ وہ سب بھلائیاں موجود تھیں جو ایک مسلمان میں ہونی چاہیئیں۔ سچ مچ اللہ ایسے لوگوں کو عزیز رکھتا ہے"۔ سفانہ اور اس کے ساتھ کے سب لوگوں کو اسی دم بغیر کسی شرط کے چھوڑ دیا۔ عدی کو جب یہ معلوم ہوا وہ محمدؐ صاحب سے ملنے مدینہ آیا۔ محمدؐ صاحب ان دنوں عرب کے بہت بڑے حصّے کے مالک تھے۔ ان کے سارے رہن سہن کو دیکھ کر عدی پر گہرا اثر پڑا۔

عدی لکھتا ہے ـــــ

"انھوں نے (محمدؐ صاحب نے) مجھ سے میرا نام پوچھا۔ جب میں نے نام بتا دیا انھوں نے کہا میرے ساتھ میرے گھر چلو۔ راستے میں ایک کمزور دبلی عورت نے ان سے کچھ کہنا چاہا۔ وہ کھڑے ہو کر اسکے معاملوں پر بات چیت کرنے لگے۔ میں نے اپنے دل میں سوچا کہ یہ ڈھنگ تو کچھ بادشاہوں کا سا ڈھنگ نہیں ہے۔ جب ہم ان کے گھر پہونچے انھوں نے ہمیں بیٹھنے کے لئے چمڑے کا ایک گدا دیا۔ جس کے اندر کھجور کی پتیاں بھری ہوئی تھیں۔ اور وہ خود ننگی زمین پر بیٹھ گئے۔ میں نے پھر سوچا "یہ تو کوئی بادشاہوں کا ڈھنگ نہیں ہے"۔

تھوڑے ہی دنوں میں دھیرے دھیرے طائی قبیلے کے سب لوگوں نے اسلام اپنا لیا اور اپنا علاقہ انھوں نے مدینے کی سلطنت میں جوڑ لیا۔ اور اس کی حد اتر میں دور تک بڑھ گئی۔

ہمیں یاد رکھنا چاہیئے کہ اس تمام زمانے میں محمدؐ صاحب کی زندگی کے برابر دو پہلو تھے وہ ایک نئے مذہب کے چلانے والے تھے اور مدینے کی نئی آزاد حکومت کے سرپنچ اور سردار بھی تھے۔ سنہ ۶۳۱ء میں پتہ چلا کہ شام کی سرحد پر روم کے شہنشاہ کی طرف سے پھر ایک بڑی فوج عرب کی اس نئی قومی حکومت کو مٹانے کے لئے جمع کی جا رہی ہے اور شہنشاہ نے سپاہیوں کو ایک ایک برس کی تنخواہ پہلے سے

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

پہلے سے دگنی بھرتی کیا ہے۔ محمدؐ صاحب نے چاروں طرف سے عرب جوانوں کو جمع کر کے عرب کی آزادی کے لئے بڑھے اتنے ہی میں روم کے شہنشاہ کو اپنی راجدھانی کے اندر نئے بلوے کی خبر ملی۔ روم کی فوج سرحد سے ہٹا لی گئی محمدؐ صاحب بھی بغیر کسی لڑائی کے شام کی سرحد سے لوٹ آئے۔

مکّے کا آخری سفر

۶۳۲ء میں محمدؐ صاحب نے آخری بار اپنی جنم بھومی، مکّے کا سفر کیا۔ مسلمانوں کی تاریخ میں اسے حجۃ الوداع کہتے ہیں یعنی وداعی کا سفر یا حج الاکبر یعنی بڑا سفر کہتے ہیں۔ اس بار ایک لاکھ چالیس ہزار آدمی ان کے ساتھ مدینے سے گئے محمدؐ صاحب اب باسٹھ سال کے ہو چکے تھے۔

مکّے میں حج کی رسمیں پوری کرنے کے بعد عرفات کی پہاڑی پر بیٹھ کر محمدؐ صاحب نے بھرے دل سے لوگوں کو یہ نصیحت کی۔

"اے لوگو، میری بات دھیان سے سنو کیونکہ مجھے نہیں معلوم کہ اس سال کے بعد پھر کبھی میں یہاں تمہارے بیچ آسکوں گا یا نہیں"

"ٹھیک جس طرح اس شہر کے اندر اس مہینے میں یہ دن پاک مانا جاتا ہے اسی طرح ایک دوسرے کے لئے تم میں سے ہر ایک کا تن اس کا دھن اور اس کا مال و اسباب پاک چیز ہے۔ کوئی دوسرے کے جان مال اور اسباب کو ہاتھ نہیں لگا سکتا"

"اللہ نے ہر آدمی کے لئے باپ دادا کی جائداد سے حصّہ طے کر دیا ہے اس لئے

جو جس کا حق ہے وہ اس سے چھیننے والی کوئی وصیت ٹھیک نہیں مانی جائیگی۔"

"ربیعہ کے بیٹے، حارث کے پوتے عبدالمطلب کے پرپوتے اور میرے بھتیجے ایاس کے خون سے لیکر جسے لیس کے قبیلے والوں نے دودھ پلا کر پالا تھا اور جسے ناسمجھی کے دنوں میں ہذیل کے قبیلے والوں نے مار ڈالا تھا۔ آج تک جتنے خون ہو چکے ہیں ان میں سے کسی کا کبھی کسی سے بدلہ لینے کی اجازت کسی کو نہیں ہے اور آگے کیلئے بدلہ لینے کا ہمیشہ کیلئے یہ رواج ہی بند کیا جاتا ہے۔"

"کسی جرم کرنے والے پر سوائے اس جرم کے جو اس نے کیا ہو اور کسی بات کا الزام نہ لگایا جائیگا۔ کسی باپ سے بیٹے کے جرم کی یا بیٹے سے باپ کے جرم کی پوچھ تاچھ نہ ہوگی۔"

"بیچ بیچ سود لینے کا رواج ناسمجھی کے دنوں کا ہے۔ آگے کیلئے اس رواج کو بالکل ختم کیا جاتا ہے۔ تم لوگ اپنے اپنے روپیئے کا صرف اصل واپس لے سکوگے۔ اس بارے میں نہ تم کسی کے ساتھ بے انصافی کرو اور نہ کوئی تمہارے ساتھ بے انصافی کرے۔ اور میرے چچا عباس کا جتنا سود لوگوں پر ہے وہ سب رد کر دیا گیا۔"

"ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ نہ کوئی کسی پر ظلم کرے نہ کسی کا ساتھ چھوڑے اور نہ کوئی کسی کو چھوٹا سمجھے۔ کسی کے لئے بھی اپنے مسلمان بھائی کو چھوٹا سمجھنا بہت ہی بری بات ہے۔ ہر مسلمان کی ہر چیز، اس کا مال، اس کی جان ہر مسلمان کیلئے عزت کی چیز ہے۔ خبردار آپس میں ایک دوسرے کے خلاف کسی طرح بیوپار یا لین دین نہ کرنا۔ تم سب اللہ کے بندے اور ایک دوسرے کے بھائی ہو کر رہنا۔"

"اے مردو! تمہارے حق ہیں اور اے عورتو! تمہارے بھی حق ہیں لوگو،

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اپنی بیویوں سے محبت کرو اور ان کے ساتھ مہربانی کا سلوک کرو۔ بیچ میں اللہ کو بیچ میں ڈال کر تم نے انھیں اپنے ساتھ لیا ہے۔ اور اللہ کے حکم سے ان کا تن اپنے لئے حلال ٹھہرایا ہے۔ یاد رکھو حلال اور جائز چیزوں میں جو چیز اللہ کو سب زیادہ ناپسند ہے وہ طلاق ہے۔"

"اپنے غلاموں کے بارے میں خبردار انھیں ویسا ہی کھانا کھلانا جیسا تم خود کھاتے ہو اور انھیں ویسے ہی کپڑے پہنانا جیسا تم خود پہنتے ہو۔ کبھی ان کی طاقت سے باہر کوئی کام کرنے کا حکم انھیں نہ دینا اور اگر ایسا ہو ہی تو تمہارا فرض ہے کہ اس کام کے کرنے میں تم خود انھیں مدد دو۔ تم میں سے کوئی اگر بنا قصور اپنے غلام کو پیٹے یا اسکے منھ پر طمانچہ لگائے تو اس کا کفّارہ یہ ہے کہ اس غلام کو اسی دم آزاد کر دے۔ دھیان رکھو کہ جو آدمی اپنے کسی غلام کے ساتھ برا سلوک کریگا اسکے لئے جنت کا دروازہ بند ہو جائے گا۔ اپنے غلاموں کو دن میں ستّر بار معاف کرو کیونکہ وہ اسی اللہ کے بندے ہیں جو تمہارا بھی رب ہے۔ ان کے ساتھ کسی طرح کے ظلم کا برتاؤ نہیں ہونا چاہیئے۔ اللہ تمہاری کسی بات سے اتنا زیادہ خوش نہیں ہوتا جتنا غلاموں کو آزاد کرنے سے۔"

"اس میں شک نہیں کہ تم اپنے رب کے سامنے جاؤ گے اور وہ تم سے تمہارے کاموں کے بارے میں پوچھے گا۔ خبردار میرے بعد تم پھر ایمان سے ہٹ کر گمراہی میں نہ پھنس جانا۔ ایمان کو چھوڑ نہ بیٹھنا اور پھر سے ایک دوسرے کی گردنیں نہ کاٹنے لگ جانا۔"

"جو لوگ یہاں موجود ہیں وہ یہ سب باتیں ان لوگوں کو جا کر سنا دیں جو یہاں نہیں ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ جس سے کہا جائے وہ جس نے یہاں سنا ہے اس سے زیادہ اچھی طرح یاد رکھے۔"

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اس کے بعد اوپر آسمان کی طرف دیکھ کر محمدؐ صاحب نے چلا کر کہا "اے رب میں نے تیرا پیغام پہونچا دیا۔ اور اپنا فرض پورا کر دیا۔ اے ربّ میری استدعا، تو ہی میرا گواہ رہیو۔"

اس کے بعد انہوں نے اپنے ساتھیوں کو لیکر مدینے لوٹنے کی تیاری شروع کر دی۔

اسلامی حکومت

اتر سے دکھن تک شام کی سرحد سے عرب ساگر تک اب محمدؐ صاحب کے راج اور ان کی طاقت میں کوئی حصے دار نہ تھا۔ روم اور ایران دونوں کے بادشاہ اپنے یہاں کے گھریلو جھگڑوں میں پھنسے ہوئے تھے۔ ان میں سے کسی میں بھی عربوں کی بڑھتی ہوئی نئی طاقت کو روکنے کی ہمت نہ رہ گئی تھی۔ خسرو پرویز نے محمدؐ صاحب کے جس خط کو کچھ نہ سمجھ کر پھاڑ کر پھینک دیا تھا اس کا لیجانے والا ابھی لوٹ کر مدینے پہونچا بھی نہ تھا کہ پرویز کے بیٹے نے پرویز کو مار ڈالا۔ یمن کے عرب حاکم کو اپنا اور اپنی رعایا کا دین دنیا دونوں کا بھلا بدیشی ایران سے ناتا توڑ کر مدینے کی قومی سرکار سے ناتا جوڑنے میں ہی دکھائی دیا۔ یمن کے حاکم اور وہاں کے قریب قریب سب لوگ اسلام اپنا چکے تھے۔ محمدؐ صاحب نے اب اپنے پھیلے ہوئے راج کا ٹھیک ٹھیک بندوبست کرنے کا کام اپنے ہاتھ میں لیا۔ الگ الگ صوبوں میں نئے نئے حاکم اس طرح کے چن کر بھیجے گئے جو وہاں کے مسلمانوں کو دین کے معاملوں میں راہ دکھائیں۔ اور انصاف کے ساتھ

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

دیس پر حکومت کریں ۔

انمیں جبل کے بیٹے معاذ کو یمن بھیجا گیا ۔ چلتے وقت محمدؐ صاحب نے معاذ سے پوچھا ۔۔۔

"اپنے صوبے کی حکومت میں کس بات کو سند مان کر فیصلہ کروگے ؟"

معاذ نے جواب دیا "قرآن کے حکم کو ۔"

"لیکن اگر قرآن میں تمہیں وہاں ٹھیک بیٹھنے والا حکم نہ ملے ؟"

"تو میں پیغمبر کی مثال کو سامنے رکھ کر چلوں گا ۔"

"اگر تمہیں پیغمبر کی مثال میں بھی ٹھیک بیٹھنے والی چیز نہ ملے ؟"

"تب میں اپنی عقل سے کام لوں گا ۔"

محمدؐ صاحب نے خوش ہو کر دوسروں سے بھی اسی طرح کام کرنے کو کہا ۔

علی کو پورب کی سرحد پر یمامہ صوبے کے بندوبست کے لئے بھیجا ۔ اور چلتے وقت ہدایت کی "جب کبھی کوئی دو آدمی تمہارے پاس انصاف کے لئے آئیں تو بغیر دونوں کو اچھی طرح سنے فیصلہ نہ کرنا ۔"

بہت مثالیں اس بات کی ملتی ہیں کہ حاکم کی حیثیت سے محمدؐ صاحب مسلمانوں اور غیر مسلمانوں میں کبھی کسی طرح کی تفریق نہیں کرتے تھے ۔ یہاں تک کہ ایک بار کچھ لوگ ان کی اس بات سے ناخوش ہو کر اسلام چھوڑ کر پھر سے دوسرے مذہب میں چلے گئے ۔ قرآن میں صاف آیت ہے کہ اس طرح کے لوگوں کے چلے جانے کی پرواہ نہ کرنی چاہیئے ۔

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

پیغمبر کی شادیاں

اب ہمارے لئے پیغمبر صاحب کی گھریلو زندگی پر ایک نگاہ ڈالنا ضروری ہے۔

اوپر آچکا ہے کہ محمد صاحب کی پہلی شادی پچیس سال کی عمر میں ہوئی ان پچیس سالوں تک عرب اور خاص کر مکے کی جگہ ہی ہوئی ہوا میں بھی محمد صاحب کا جیون بے داغ رہا۔ جبکہ ان کی عمر کے لڑکے عیش اور آوارگی میں اپنا وقت کھوتے تھے۔ محمد صاحب یا تو پہاڑیوں پر اکیلے بکریاں چرایا کرتے تھے۔ اور یا تنہائی میں بیٹھے سوچا کرتے تھے۔

محمد صاحب کی اس زمانے کی نیک چلنی پر آج تک کوئی انگلی نہیں اٹھا سکا۔ پچیس سے پچاس سال کی عمر تک انہوں نے اپنی سچی شریک حیات خدیجہ کے ساتھ جوان سے پندرہ سال بڑی تھیں اپنا فرض سچائی سے نبھایا۔ ایک آدمی کی بہت سی بیویوں کا رواج سارے یورپ، عرب اور اس زمانے کے قریب قریب سب دیشوں میں اتنا عام تھا کہ محمد صاحب کے علاوہ ان دنوں مکے کے بڑے بڑے لوگوں میں شاید کم ہی ایسے رہے ہوں جنکی صرف ایک بیوی ہو۔ ان دوسرے پچیس برسوں کے بارے میں مورخ اسٹینلی لین پول لکھتا ہے

"پچیس سال تک محمد صاحب اپنی بڑی عمر کی بیوی کے ساتھ وفاداری سے رہے۔ جب وہ پینسٹھ برس کی تھیں تب بھی وہ ان سے ویسے ہی محبت کرتے تھے جیسا اس وقت جب ان کی شادی ہوئی تھی۔ ان تمام پچیس برسوں کے اندر

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

محمدؐ صاحب کی نیک چلنی کے خلاف کہیں کسی طرح کی سانس تک نہیں سنائی دی۔ اس وقت تک کی ان کی زندگی کو خوب غور سے خوردبین سے دیکھنے پر بھی کوئی دھبہ دکھائی نہیں دیتا۔

خدیجہ کے مرنے کے بعد زندگی کے آخری تیرہ سال میں ان کی نو اور شادیاں ہوئیں۔

ان نو شادیوں کے بارے میں وہی مورخ لکھتا ہے ــــ

"ان میں سے کچھ شادیاں تو اس خیال سے کی گئی تھیں کہ کچھ عورتوں کے خاوند اسلام کی لڑائی میں مارے گئے تھے۔ ان کا کوئی سہارا نہ رہ گیا تھا۔ محمدؐ صاحب نے ان کے خاوندوں کو جوش دلا کر لڑائی میں بھیجا تھا۔ ان کی بیواؤں کو حق تھا کہ محمدؐ صاحب کا آسرا چاہیں۔ اور محمدؐ صاحب کافی مہربان اور رحمدل تھے۔ باقی شادیوں کا مطلب صرف سیاسی تھا۔ یعنی ایک دوسرے کے خلاف دلوں کے سرداروں کو محبت کے رشتے میں باندھنا۔"

یہ بات دھیان میں رکھنی چاہیئے کہ ان دنوں عرب میں کوئی عزت والی عورت بنا شادی کئے کسی دوسری صورت میں کسی کے گھر میں رہنا پسند نہ کر سکتی تھی۔ ایک دوسرا مورخ میجر لیونارڈ لکھتا ہے۔

"چال چلن کے خیال سے محمدؐ صاحب اونچے درجے کے آدمی تھے۔ جیون کی گہرائی میں وہ اتنے گہرے گئے ہوئے تھے کہ یہ ہو ہی نہیں سکتا تھا کہ وہ اپنی طاقت کو عیش و عشرت میں کھو ڈالتے ــــ وہ سمجھتے تھے کہ اپنے اتحاد و طاقت کو پکا کرنے کے لئے شادی ایک زبردست ذریعہ ہے۔ ہزار پا کی ہزار ٹانگوں کی طرح شادی جگہ جگہ اپنی ٹانگیں پھیلا دیتی ہے۔ اور ایسے ایسے ناطے اور رشتے جوڑ لیتی ہے۔ جنھیں وہ ویسے ہی چپٹ جاتی ہے جیسے گھونگھا چٹان سے چپکتا ہے۔ یا بیتال مچھلی اپنے شکار سے۔ قریب قریب ہمارے زمانے تک بھی اصول یورپ کے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

راج کاج کا ایک بڑا حصہ رہا ہے۔"

"یہی غرض تھی جس نے محمد صاحب کو کئی شادیوں کے لئے تیار کیا۔ محمد صاحب کے بڑے مشن کا یہ ایک ضروری حصہ تھا۔"

محمد صاحب کی ان نو شادیوں کا تھوڑے میں حال یہ ہے ۔

خدیجہ کے بعد محمد صاحب کی دوسری شادی ایک غریب بڑھیا سودہ کے ساتھ ہوئی۔ سودہ محمد صاحب کے شروع کے ساتھی سکران کی بیوی تھی۔ قریش کے ظلموں سے بچنے کے لئے وہ اپنے شوہر کے ساتھ ابیسینیا چلی گئی تھی۔ وہاں سکران مر گیا سودہ مکے واپس آ گئی۔ مکے میں نہ کوئی اس کا مددگار تھا نہ پرسان حال۔ رشتے داروں تک نے اس کو پالنے سے انکار کر دیا۔ بڑھی اور لاچار سودہ کی درخواست پر محمد صاحب نے اسکے ساتھ نکاح پڑھا کر اپنے گھر میں رہنے کو اسکے لئے جگہ دی۔

تیسری شادی اُن کے تمام عمر کے ساتھی ابو بکر کی لڑکی عائشہ سے ہوئی۔ عائشہ کنواری تھیں۔ ابو بکر نے مصیبت کے وقت اپنے تن من دھن سے اسلام کی خدمت کی تھی۔ جس کا ذکر اوپر آ چکا ہے۔ خدیجہ کے مرنے کے بعد ابو بکر کے جی میں یہ بات جم گئی کہ میری بیٹی پیغمبر کو بیاہی جائے۔ انھوں نے بڑی ضد کے ساتھ پیغمبر سے درخواست کی۔ عرب میں کسی کی اس طرح کی بات کو ٹھکرا دینا اسکی بہت بڑی توہین سمجھی جاتی تھی۔ محمد صاحب نے اس درخواست کو مان کر ابو بکر کو اپنا ہمیشہ کیلئے احسان مند بنا لیا۔ اور ساتھ ہی دونوں خاندانوں کو بھی ہمیشہ کے لئے ایک کر دیا۔ اس کے بعد انہوں نے زندگی بھر اور کسی بھی کنواری لڑکی کے ساتھ شادی نہیں کی۔

چوتھی شادی حضرت عمر کی بیوہ لڑکی حفصہ کے ساتھ ہوئی۔ حفصہ کا خاوند

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

بدر کی لڑائی میں مارا گیا تھا۔ عمر نے پھر سے اپنی بیوہ لڑکی کی شادی کسی اچھے مسلمان سے کرنا چاہی۔ اس نے عثمان سے کہا۔ عثمانؓ نے انکار کر دیا۔ عمر نے ابوبکر سے درخواست کی۔ ابوبکر نے بھی انکار کر دیا۔ وجہ یہ تھی کہ حفصہ عمر اور رنگ روپ سے کسی کو بھی نہ بھا سکتی تھی۔ ابوبکرؓ عمرؓ اور عثمان کا رتبہ مسلمانوں میں بہت اونچا تھا۔ عمر تیز مزاج تھے انہوں نے ان انکاروں کو اپنی توہین سمجھی۔ لکھا ہے، سارے مسلمانوں میں جھگڑا پھیل جانے کا ڈر تھا۔ محمدؐ صاحب کو پتہ چلا۔ عمر کو ٹھنڈا کرنے اور جھگڑے کو ختم کرنے کے لئے انھوں نے حفصہ کے ساتھ خود بیاہ کر لیا۔

پانچویں شادی اُحد کی لڑائی کے ایک سال بعد اُمیہ کی لڑکی ہند کے ساتھ ہوئی اُمیہ بڑا اثر والا آدمی تھا۔ اُحد کی لڑائی میں ہند کا خاوند گھائل ہو گیا اور آٹھ مہینے بعد مر گیا۔ بیوہ ہند کے کئی بچے تھے بچوں کو پالنے کیلئے اس نے دوسرا بیاہ کرنا چاہا۔ اسکے ساتھ ابوبکر اور عمر دونوں نے شادی کرنے سے انکار کر دیا۔ اسکے سب سے بڑے بیٹے کا نام مسلم تھا۔ جس سے وہ اُمِّ سلمہ کہلاتی تھی۔ دکھی ہو کر اس نے خود محمدؐ صاحب سے نکاح کی درخواست کی انہوں نے مان لیا اور اس کے اور اسکے بچوں کی پرورش کا ذمہ لے لیا۔

چھٹی شادی اس طرح ہوئی کہ زینب ان کی پھوپھی کی لڑکی تھی۔ زینب کا باپ جحش قریش کی بنی دودان شاخ سے تھا۔ یہ بنی دودان اسلام کے مشہور دشمن ابوسفیان کے نزدیکی رشتے دار تھے۔ لیکن محمدؐ صاحب وہ اسلام سے اتنی عقیدت رکھتے تھے کہ مکے سے ہجرت کے وقت وہ سب کے سب مرد، عورت اور بچے مکے میں اپنے گھروں کو تالا لگا کر محمدؐ صاحب کے ساتھ مدینے چلے آئے تھے۔ ابوسفیان کو روکنے کیلئے اس خاندان کی عزت محمدؐ صاحب کے لئے بڑی قیمتی تھی۔ مدینے پہنچنے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کے بعد زینب کے ماں باپ نے اسکی شادی محمدؐ صاحب سے کر دینا چاہی۔ محمدؐ صاحب نے انکار کر دیا۔ قریش میں نسل کا بے حد غرور تھا۔ محمدؐ صاحب اس غرور کو توڑنا چاہتے تھے۔ اور آدمی آدمی میں برابری قائم کرنا چاہتے تھے۔ انہوں نے بنی دودان کو صلاح دی کہ زینب کی شادی زید کے ساتھ کر دی جائے۔ زید وہ غلام تھا جسے محمدؐ صاحب نے ہی آزاد کیا تھا۔ گھمنڈی بنی دودان کو یہ بات پسند نہ آئی پھر بھی محمدؐ صاحب کے کہنے سننے پر انہیں زینب کی شادی زید کے ساتھ کر دینی پڑی۔

زینب کے اپنے دل سے اپنی نسل کا غرور نہ جا سکا۔ ایک عرب سردار کی لڑکی اور ایک غلام سے بیاہی جائے یہ اس سے سہا نہ جاتا تھا۔ دونوں کی زندگی میں خوشی نہ تھی۔ تھک کر زید نے زینب کو طلاق دینا چاہا۔ اس نے محمدؐ صاحب سے اجازت مانگی۔ محمدؐ صاحب نے اس سے پوچھا "کیوں، کیا تو نے زینب میں کوئی برائی دیکھی ہے؟" زید نے جواب دیا۔ "نہیں، لیکن میں اب اسکے ساتھ نہیں رہ سکتا۔" محمدؐ صاحب نے غصے سے کہا "جا اپنی بیوی کو اپنے ساتھ رکھ، اور اللہ سے ڈر۔"

لیکن اس پھٹکار سے بہت دن کام نہ چل سکا۔ آخر زید نے زینب کو طلاق دے دیا۔

زینب اپنے باپ کے گھر واپس آ گئی۔ باپ نے ایک دوسرے کے بعد کئی لوگوں سے زینب کی شادی کرنی چاہی۔ لیکن کسی نے بھی ایک ایسی عورت سے شادی کرنا پسند نہ کیا جو ایک غلام کی بیوی رہ چکی تھی۔

بنی دودان کو اس میں اپنی بہت بڑی توہین دکھائی دی۔ انھیں بڑا دکھ ہوا۔ ان کی اس ساری بے عزتی کی ذمہ داری محمدؐ صاحب پر تھی۔ انہوں نے پھر محمدؐ صاحب سے زینب کو اپنے نکاح میں لینے کی درخواست کی۔ محمدؐ صاحب نے

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

زید اور زینب کو بلا کر پھر ان میں صلح کر دینے کی کوشش کی لیکن کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ محمد صاحب کے لئے کوئی چارہ نہ تھا۔ انھوں نے زینب کے ساتھ نکاح کر لیا۔ زینب کی عمر اس نکاح کے وقت پینتیس سال سے اوپر تھی

ساتویں شادی ایک بیوہ جویریہ کے ساتھ ہوئی۔ جویریہ کا باپ حارث بنی مصطلق قبیلے کا سردار تھا۔ مدینے سے دو سو میل دور سمندر کے کنارے حارث مارا گیا اور اس قبیلے کے قریب دو سو آدمی مسلمانوں نے پکڑ لیے۔ بنی مصطلق نے صلح چاہی۔ دو قبیلوں یا دلوں میں ٹکاؤ صلح کی ایک ضروری شرط ان دنوں ہارے ہوئے قبیلے کی طرف سے یہ ہوتی تھی کہ جیتے ہوئے قبیلے کا کوئی خاص آدمی ہارے ہوئے قبیلے کی کسی عورت کے ساتھ شادی کر لے اسی رواج پر زور دیکھ ہارے ہوئے یونانی سردار سیلوکس نے جیتے ہوئے موریہ سمراٹ چندرگپت سے صلح کے وقت اس بات پر ضد کی تھی کہ چندرگپت سیلوکس کی ایک لڑکی سے شادی کرے اور چندرگپت کو ماننا پڑا تھا۔ محمد صاحب نے بنی مصطلق کی درخواست پر ان کے اس سردار حارث کی بیوہ لڑکی جویریہ کے ساتھ، جو لڑائی میں مر چکا تھا شادی کر کے اس سارے قبیلے کو مسلمانوں کے ساتھ رشتہ محبت میں باندھ لیا۔ اس شادی سے دو سو مصطلق قیدی بلا کسی شرط کے رہا کر دیئے گئے۔ برسوں بعد جویریہ کی اس شادی کی بات کرتے ہوئے محمد صاحب کی دوسری بیوی عائشہ نے کہا تھا "کوئی عورت ابھی اپنے قبیلے والوں کے لئے اس سے بڑی برکت ثابت نہیں ہوئی جتنی جویریہ اپنے لوگوں کے لیے۔"

ٹھیک اسی طرح خیبر کی لڑائی کے بعد محمد صاحب نے آٹھویں شادی بنی قریضہ کے سردار اخطب کی بیوہ لڑکی صفیہ کے ساتھ کی۔ صفیہ کی دو بار پہلے شادی ہو چکی تھی اس کا دوسرا خاوند خیبر کی لڑائی میں مارا گیا تھا۔ صفیہ یہودی تھی اور محمد صاحب سے شادی

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کرنے کے بعد بھی آخر تک اپنے یہودی مذہب پر چلتی رہی۔
نویں شادی مکے کے پرانے حاکم اور اسلام دشمن قریش سردار اخطب کی بیوہ لڑکی ام حبیبہ کے ساتھ ہوئی۔ اُم حبیبہ کا پہلا مرد اسیفو پیا ہیں اپنے دیش سے دور مرا تھا۔ محمدؐ صاحب سے شادی ہونے سے پہلے اُم حبیبہ کے کئی بچے تھے۔ جن میں ایک لڑکی کا نام حبیبہ تھا۔ بیاہ کی غرض بالکل صاف تھی۔
دسویں اور آخری شادی ان دنوں مکہ میں ہوئی جب حدیبیہ کی صلح کے بعد محمدؐ صاحب تین دن کے سفر کے لئے مکے گئے ہوئے تھے۔ یہ شادی ایک قریش سردار حارث کی بیوہ لڑکی میمونہ کے ساتھ تھی۔ محمدؐ صاحب نے اپنے ایک چچا کے زور دینے پر یہ شادی کی تھی۔ اور چچا کی غرض پوری ہوئی یعنی اس شادی سے ولید کے بیٹے خالد اور عاص کے بیٹے عمرو جیسے دو زبردست دشمن محمدؐ صاحب کے بھگت ہو گئے۔
اپنی ان سب بیویوں کے ساتھ محمدؐ صاحب کا برتاؤ ہمیشہ ایک سا رہا۔ ہم کہہ چکے ہیں کہ اس وقت تک دنیا کے شاید کسی دیش میں کبھی ایک آدمی کی ایک سے زیادہ بیویاں ہونا کسی طرح برا نہ سمجھا جاتا تھا۔ اور محمدؐ صاحب کی ان شادیوں کی غرض صاف تھی۔
محمدؐ صاحب کے دو لڑکے اور چار لڑکیاں ہوئیں۔ دونوں لڑکے بچپن ہی میں مر گئے۔ تین لڑکیوں کی شادیاں انہوں نے عرب کے پرانے مذہب میں کیں۔ اور ایک لڑکی فاطمہ کی شادی حضرت علی کے ساتھ۔

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

4019

آخری دن

محمد صاحب کی عمر تریسٹھ سال کی ہو چلی تھی۔ ان کا سارا جیون سادہ اور مصیبتوں سے بھرا ہوا تھا۔ انھیں اپنے اوپر پورا قابو تھا۔ موت کے بخار سے پہلے صرف ایک بار ۶ہجری میں انکی طبیعت کے کچھ خراب ہونے کا ذکر آتا ہے۔ ہو سکتا ہے انکی عمر کچھ اور زیادہ لمبی ہوتی لیکن خیبر کی لڑائی میں جو زہر انھیں دیا گیا تھا اس سے وہ اس وقت تو بچ گئے لیکن انھیں کافی نقصان پہونچا۔ ایک بار اس زہر کے اثر کو کم کرنے کے لئے انھوں نے سینگی بھی لگوائی پھر بھی ان کی تندرستی بگڑتی چلی گئی۔ محمد صاحب کی اپنی رائے یہی تھی کہ آخری بخار انھیں اسی زہر کے اثر سے ہوا۔ اسکے علاوہ انھیں مکے میں تکلیفیں، بے عزتی، مصیبتیں، بائیکاٹ اور شہر سے نکال دیا جانا۔ مدینے میں ایک ایسے کام کیلئے بے چینی جس کا پورا ہونا کئی سال تک شک کی بات رہی اور دن بدن بڑھتی ہوئی سلطنت کی فکریں۔ ان سب کا بھی ان پر بہت بڑا بوجھ تھا۔ اس سب کے علاوہ قرآن کے الگ الگ حصے جس طرح سامنے آئے اس کا بھی محمدؐ صاحب کی تندرستی پر گہرا اثر پڑا۔ جب کسی خاص روحانی مشکل یا کٹھنائی کے وقت انھیں راستہ نہ سوجھتا تھا وہ کھانا پینا چھوڑ کر چادر لپیٹ کر پڑ جاتے تھے۔ دعائیں مانگتے تھے اور روتے تھے۔ کبھی کبھی انھیں کئی کئی دن اسی طرح بیت جاتے تھے ان کا بدن بار بار کانپنے لگتا تھا۔ اور چادر آنسوؤں اور پسینے سے ملکر تر ہو جاتی تھی۔

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

آخر وہ اٹھتے تھے اور جو فیصلہ یا جو لفظ اس وقت ان کے منھ سے نکلتے تھے اسے وہ اپنے مالک کا پیغام، اپنے اللہ کی وحی بتاتے تھے۔ محمدؐ صاحب کی اس طرح کی وحیاں ملکر ہی قرآن کہلاتی ہیں۔ ان کی دوسری معمولی کہاوتیں یا ہدایتیں حدیث کہلاتی ہیں۔ اور انھیں البشور کا حکم نہیں مانا جاتا۔ اس میں شک نہیں کہ ان بار بار کے انوکھے دردوں اور لمبی چینیوں کا اثر محمدؐ صاحب کے تن پر اور ان کی رگوں اور دماغ پر بہت ہی گہرا پڑا۔ ایک بار ابوبکرؓ محمدؐ صاحب کی داڑھی میں کچھ سفید بال دیکھ کر رونے لگے۔ محمدؐ صاحب نے کہا "ہاں یہ سب ان دردوں اور تکلیفوں کا نتیجہ ہے جو وحی کی پیدائش کے وقت مجھے ہوتے تھے۔ سورۂ ہود، سورۂ الواقعہ، سورۂ القاریہ اور ان کے ساتھیوں نے میرے بالوں کو سفید کر دیا۔"

محمدؐ صاحب کو آخری بخار آیا۔

ایک دن آدھی رات کو جب مدینے کے سب لوگ پڑے سو رہے تھے۔ وہ صرف ایک آدمی کو ساتھ لے کر شہر کے باہر قبرستان میں گئے اور قبروں کے بیچ میں بیٹھ کر بہت دیر تک دھیان میں ڈوبے رہے۔ آخر انھوں نے بھرے دل سے کہنا شروع کیا۔

"اے قبروں کے رہنے والو، تم پر سلام ہو۔ اللہ تم کو اور ہمیں سب کو معاف کردے۔ وہ سویرا پر سکون ہو جس دن تم سب پھر سے جاگو۔ اور اس دن تمہاری حالت سکھ چین سے بھری ہو۔ تم ہم لوگوں سے پہلے چلے گئے اور ہم تمہارے پیچھے آرہے ہیں۔"

اگلے دن سویرے اپنے دونوں چچیرے بھائیوں علیؓ اور فضلؓ کے سہارے وہ مسجد میں گئے۔ نماز کے بعد انھوں نے لوگوں سے کہا:۔

"مسلمانو! اگر میں نے تم میں سے کسی کو کوئی نقصان پہونچایا ہے تو اس وقت میں جواب دینے کے لئے موجود ہوں۔ اگر تم میں سے کسی کا مجھے کچھ دینا ہے تو جو کچھ اس

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

وقت میرے پاس ہے سب تمہارا ہے۔"
ایک آدمی نے یاد دلایا ہیں نے آپ کے کہنے سے ایک غریب آدمی کو تین درہم دیئے تھے۔ محمد صاحب نے اسی دم اسے تین درہم دے دیئے اور کہا "اس دنیا میں جھینپنا اچھا ہے جس سے ہمیں اس دنیا میں تکلیف نہ اٹھانی پڑے۔"

پھر انہوں نے بڑے بھرے دل سے ان مسلمانوں کے لئے اللہ سے دعا کی جو اپنے دین کیلئے جان دے چکے تھے۔ یا جنہوں نے مذہب کے نام پر تکلیفیں سہی تھیں۔ مکے کے مہاجرین کی طرف منھ کر کے انصار کی طرف اشارہ کرتے ہوئے انہوں نے کہا۔
"مسلمانوں کی تعداد تو بڑھے گی لیکن مدینے کے انصار کی تعداد اب نہیں بڑھ سکتی یہ لوگ ہی میرے خاندانی تھے جنہوں نے مجھے رہنے کو گھر دیا۔ جب دنیا مجھے تکلیفیں دے رہی تھی)۔ اس وقت ان لوگوں نے مجھ پر یقین کیا اور مجھے اپنایا۔"

بیماری اور کمزوری بڑھتی گئی۔ مسجد میں جمعہ کی نماز پڑھانے کو انہوں نے ابوبکرؓ کو بھیجا۔ اس دن تک وہ برابر نماز پڑھاتے تھے۔ ابوبکرؓ کو نماز پڑھاتے دیکھکر لوگوں میں سنسنی پھیل گئی۔ کچھ نے سمجھا کہ پیغمبر چل بسے خبر پاتے ہی محمدؐ صاحب پھر حضرت علیؓ اور حضرت فضل کے کندھوں پر ہاتھ رکھے مسجد میں آئے انھیں دیکھتے ہی لوگوں کا رنگ بدل گیا۔ مرجھائے ہوئے چہرے کھل گئے۔ ابوبکر نماز پڑھاتے پڑھاتے رک گئے محمد صاحب نے حکم دیا "جاری رکھو۔" نماز ختم ہونے پر محمدؐ صاحب نے لوگوں سے کہا ——

"میں نے سنا ہے اپنے پیغمبر کی موت کی یوں ہی بات سن کر تم لوگ گھبرا گئے تھے لیکن کیا مجھ سے پہلے کا کوئی پیغمبر ہمیشہ رہا ہے جو تم سمجھتے ہو کہ میں کبھی تم سے الگ نہ ہوں گا۔ ہر چیز کا وقت طے ہے جنہیں نہ جلدی ہو سکتی ہے اور نہ اسے ٹالا جا سکتا ہے۔ میں اسی کے پاس جا رہا ہوں جس نے مجھے بھیجا تھا اور میری

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

آخری درخواست تم لوگوں سے یہ ہے کہ تو آپس میں اتفاق سے رہنا۔ ایک دوسرے سے محبت کرنا ایک دوسرے کی عزت کرنا۔ اور ہر نیک کام میں ایک دوسرے کی مدد کرنا۔ مذہب پر قائم رہنے اور ایمان کو برقرار رکھنے میں مضبوط رہنا اور نیک کام کرتے ایک دوسرے کا حوصلہ بڑھاتے رہنا۔ یہی لوگوں کی بھلائی کا راستہ ہے اور سب بربادی کے راستے ہیں۔"

آخر میں انہوں نے قرآن کی یہ آیت لوگوں کو پڑھ کر سنائی۔

"اللہ اس دنیا میں ان لوگوں کو ہی سکھ دیگا۔ جو اس دنیا میں بڑے بننے کی کوشش نہیں کرتے۔ جو کسی کے ساتھ بے انصافی نہیں کرتے۔ اس دنیا کی خوشی صرف ان لوگوں کے لئے ہے جو اس دنیا میں پرہیزگاری سے رہتے ہیں۔"

لوگوں کو محمدؐ صاحب کی یہ آخری نصیحت تھی۔ مسجد کے پاس ہی حضرت عائشہ کی جھونپڑی تھی۔ علیؓ اور فضل کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر محمدؐ صاحب پھر عائشہ کے گھر چلے گئے۔ اس دن انہیں بخار کا چوتھا دن تھا۔

سنیچر کی رات کو بخار بہت تیز ہو گیا۔ ان کی بے چینی دیکھ کر ان کی بیوی حضرت امِ سلمہ چلا کر رونے لگیں۔ حضرت محمدؐ صاحب نے ڈانٹ کہا "خاموش" جسے اللہ پر بھروسہ ہے وہ کبھی اس طرح نہیں چلا سکتا۔" ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا ——

"ہاں اس اللہ کی قسم جس کے ہاتھوں میں میری جان ہے جب کبھی اس دنیا میں اللہ پر ایمان رکھنے والے کسی بھی آدمی پر کوئی مصیبت یا بیماری آتی ہے تو اللہ اس مصیبت کے ذریعے اسی طرح اسکے گناہوں کو اس سے الگ کر دیتا ہے جس طرح پت جھڑ میں درخت سے پتے جھڑتے ہیں۔"

"بیماری مصیبتیں ہماری گناہوں کو دھونے کے لئے ہیں۔ سچ مچ اگر اللہ پر

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ایمان رکھنے والے کسی آدمی کے ایک کانٹا چبھتا ہے تو اللہ اس کے ذریعے اس کا رتبہ بڑھا دیتا ہے۔ اور اس کا ایک گناہ دھل جاتا ہے"۔

"جس کا ایمان جتنا پکا ہوتا ہے اتنی ہی اسکی پرکھ کی جاتی ہے۔ جس کا ایمان کامل ہے اسی کو دکھ بھی زیادہ دیئے جاتے ہیں۔ لیکن کسی صورت میں بھی تب تک معافی نہ ہوگی جب تک آدمی کا ایک ایک گناہ نہ دھل جائے اور وہ زمین پر بے داغ ہو کر نہ پھرنے لگے"۔

رات بھر محمد صاحب قرآن کے سورے دہراتے رہے۔ جن میں اللہ کی حمد کی گئی ہے۔۔

اتوار کو کمزوری بے حد تھی جس دن سے بیمار پڑے تھے محمد صاحب لگاتار فاقہ کر رہے تھے۔ اس دن آدھی بے ہوشی کی حالت میں کسی نے ان کے منہ میں کچھ دوا لا کر ڈال دی۔ اس پر انھیں بڑا دکھ ہوا۔ اور ناراض ہوئے۔

ایک بار انہوں نے کپڑا منھ سے ہٹا کر کہا "اللہ کا غضب ان لوگوں پر جو اپنے پیغمبروں کی قبروں کو پوجنے لگتے ہیں۔ اے اللہ میری قبر کی کبھی کوئی پوجا نہ کرے"۔

اتوار ہی کو انہوں نے حضرت عائشہ سے کہا "اپنے پاس بالکل پیسہ نہ رکھو جو کہیں کچھ بچا کر رکھ چھوڑا ہو تو اسے غریبوں میں بانٹ دو"۔ عائشہؓ نے سوچا اس نے کہیں سے کسی وقت کے لئے چھ دینار سونے کے اپنے پاس چپکے سے بچا کر رکھ چھوڑے تھے۔ تھوڑی دیر بعد محمد صاحب نے پھر کہا جو کچھ ہے مجھے دیدو عائشہ نے وہ چھ سونے کے دینار محمد صاحب کے ہاتھ پر لا کر گن دیئے۔ محمد صاحب نے اسی دم حکم دیا کہ اسے کچھ غریب خاندانوں میں بانٹ دیا جائے۔ ایسا ہی کیا گیا اس پر محمد صاحب نے کہا "اب مجھے سکون ملا۔ سچ مچ اچھا نہیں تھا کہ میں اپنے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اللہ سے ملنے جاؤں اور یہ سونا میری ملکیت رہے۔"

حضرت محمدؐ صاحب اس کے بعد سچ مچ بے پیسہ تھے۔ اتوار کی رات دیا جلانے کے لیے عائشہؓ کو ایک پڑوسی کے یہاں سے تیل مانگنا پڑا۔ اور ٹھیک انتقال کے وقت محمدؐ صاحب کی اپنی زرہ قریب ڈیڑھ من جو کے بدلے رہن رکھی ہوئی تھی۔

اتوار کی رات بیماری میں کٹی۔ سوموار کی صبح بخار کم ہوا۔ حالت کچھ اچھی معلوم ہونے لگی۔ باہر مسجد کے صحن میں ہزاروں مرد، عورت اور بچے پیغمبرؐ کا حال پوچھنے کو جمع ہوئے۔ نماز کا وقت آیا۔ حضرت ابوبکرؓ نماز پڑھانے لگے۔ ابھی پہلی ہی رکعت ختم ہوئی تھی کہ عائشہؓ کی جھونپڑی کا پردہ اٹھا۔ دو آدمیوں کے سہارے محمدؐ صاحب آتے دکھائی دیئے۔ ان کے چہرے پر خوشی تھی انہیں دیکھتے ہی لوگوں کے مرجھائے چہرے کھل گئے۔ محمدؐ صاحب نے مسکرا کر اپنے ساتھی فضل سے کہا۔ "سچ مچ اس نماز کو اللہ نے دکھا کر میری آنکھ کو ٹھنڈا کیا۔"

اسی طرح سہارے سے محمدؐ صاحب نماز کے لئے کھڑے لوگوں کی طرف بڑھے۔ لوگوں نے بیچ سے ہٹ کر راستہ بنایا۔ حضرت ابوبکر نماز پڑھا رہے تھے انھوں نے الٹے پاؤں پیچھے ہٹ پیغمبرؐ کیلئے امام کی جگہ چھوڑنا چاہا۔ پیغمبرؐ نے ہاتھ کے اشارے سے انھیں پھر آگے بڑھ کر نماز پڑھتے رہنے کی ہدایت دی اور خود ان کا ہاتھ پکڑ سہارے سے ان کے پاس زمین بیٹھ گئے۔ حضرت ابوبکر نے نماز پوری کرائی۔

نماز کے بعد محمدؐ صاحب پھر عائشہ کی جھونپڑی میں چلے گئے۔ وہ بے حد تھک گئے تھے۔ ایک ہری مسواک منگا کے انھوں نے دانت صاف کئے۔ کلی کر کے لیٹ گئے حضرت عائشہ کا ہاتھ محمدؐ صاحب کے داہنے ہاتھ پر تھا۔ انھوں نے عائشہ سے اپنا ہاتھ ٹٹولنے کے لئے اشارہ کیا۔ تھوڑی دیر میں یہ لفظ دھیرے دھیرے ان کے منہ سے

CC0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

نکلے "اے اللہ مجھے معاف کر اور مجھے اس دنیا کے ساتھیوں سے ملا"۔ پھر "ہمیشہ کے لئے جنت"۔ "معافی"۔ "ہاں اس دنیا کے مبارک ساتھی"۔ ان لفظوں کے ساتھ ساتھ مسجد سے لوٹنے کے چند گھنٹوں کے اندر ہی ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ دن سوموار مطابق ۸ جون ۶۳۲ء کو دوپہر کے ذرا بعد محمدؐ صاحب کی روح اس دنیا سے چلی گئی۔

باہر مسجد میں لوگوں کی بھیڑ تھی۔ بہتوں کو یقین نہ ہوتا تھا کہ پیغمبرؐ اسلام اٹھ گئے۔ حضرت ابوبکرؓ نے اندر جا کر چہرے سے چادر ہٹائی اور منہ چوما اور کہا "تو زندگی میں بھی پیارا تھا اور موت میں بھی پیارا ہے"۔ پھر یہ کہہ کر "تو میرے باپ اور ماں دونوں سے زیادہ پیارا تھا۔ تو نے موت کے کڑوے دکھوں کو چکھ لیا۔ اللہ کی نگاہوں میں تو اتنا قیمتی ہے کہ وہ تجھے یہ پیالہ دوبارہ پینے کو نہیں دے سکتا"۔ حضرت ابوبکرؓ نے محمدؐ صاحب کے چہرے کو دوبارہ چوما اور پھر چہرے کو چادر سے ڈھک کر باہر چلے آئے۔

باہر آ کر حضرت ابوبکرؓ نے قرآن کی دو آیتوں کی یاد دلائی۔ ایک وہ جس میں اللہ نے محمدؐ صاحب سے کہا "سچ مچ تو بھی مرے گا اور یہ لوگ بھی مریں گے"۔ اور دوسری "یہ محمدؐ صاحب ایک رسول ہیں، اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ سچ مچ ان سے پہلے سب مرتے آئے ہیں۔ پھر اگر وہ مر جائے یا مارا جائے تو کیا تم اپنے دین سے پھر جاؤ گے"۔ اس کے بعد ابوبکرؓ نے صاف صاف لفظوں میں کہا "جو کوئی محمدؐ صاحب کی پرستش کرتا ہے اسے جاننا چاہئے کہ محمدؐ صاحب سچ مچ مر گئے لیکن جو اللہ کی عبادت کرتا ہے اسے جاننا چاہئے کہ اللہ زندہ ہے اور کبھی مرتا نہیں"۔

علیؓ، اسامہؓ، فضلؓ اور کچھ لوگوں نے مل کر محمدؐ صاحب کو غسل کرا لیا۔ جن

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کپڑوں میں ان کا انتقال ہوا تھا، ان کے اوپر دو سفید چادریں اور لپیٹ دی گئیں ۔ چوبیس گھنٹے تک ان کی لاش اسی طرح رکھی رہی۔ اگلے دن منگل کو شہر اور باہر کے لوگوں نے یہاں تک کہ عورتوں اور بچوں نے آکر پیغمبرؐ کے چہرے کو آخری بار دیکھا۔ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ نے جنازے کی نماز پڑھائی۔ اسی دن شام کو عائشہؓ کی کوٹھری میں ٹھیک اسی جگہ جہاں محمدؐ صاحب کا انتقال ہوا تھا ان کے جسم اطہر کو مٹی کے سپرد کر دیا گیا۔

"حضرت ابوبکرؓ کا بیان ہے کہ نبیوں کا کوئی وارث نہیں ہوتا۔ وہ جو کچھ چھوڑ جائیں غریبوں کا ہے"۔ ایسا محمدؐ صاحب کہا کرتے تھے۔

اسی اصول پر انتقال سے پہلے محمدؐ صاحب کے اپنے پاس جو کچھ بچ رہا تھا۔ ایک سفید خچر، کچھ ہتھیار اور تھوڑی سی زمین وہ انہوں نے محتاجوں اور یتیموں کیلئے خیرات کر دی۔

عائشہ کا بیان ہے کہ انتقال کے وقت پیغمبرؐ نے نہ کوئی دینار چھوڑا نہ درہم نہ اونٹ نہ بکری، نہ داس نہ داسی اور نہ کچھ اور ——

محمدؐ صاحب کے انتقال کے کچھ دنوں بعد انس نامی ایک آدمی کے پاس لکڑی کا ایک پیالہ تھا جس سے محمدؐ صاحب پانی پیا کرتے تھے۔ وہ بیچ سے کچھ پھٹا ہوا تھا۔ محمدؐ صاحب نے اسے لوہے کی پتی سے جوڑ رکھا تھا۔ ان کے انتقال کے بعد وہ کسی طرح انس کو مل گیا۔ انس نے لوہے کی پتی کو نکال کر چاندی کے تار سے جوڑ دیا تھا۔

اب ہمارے لئے محمدؐ صاحب کے رہن سہن اور اسلام کے خاص خاص اصولوں کو بیان کرنا باقی ہے۔

CC0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

محمدؐ صاحب کا رہن سہن

محمدؐ صاحب کے مکے کے جیون اور ان کی وہاں کی تکلیفوں کا ذکر اوپر آچکا ہے۔ مدینے میں محمدؐ صاحب کی زندگی گرہستی اور فقیری دونوں کا عجیب میل تھی۔ آخر تک ان کا رہن سہن حد درجہ سادہ اور محنتی تھا۔ سرکاری ٹیکس سے یا زکوٰۃ یا صدقے سے ایک کوڑی بھی اپنے یا اپنے گھر والوں کے لئے لینا وہ حرام سمجھتے تھے۔ کسی سے مانگنا بھی وہ ٹھیک نہ سمجھتے تھے۔ خاص خاص دوستوں سے وہ ہدیہ لے لیا کرتے تھے۔ لیکن ضرورت سے زیادہ کبھی نہیں۔ انکی اپنی ملکیت میں کچھ کھجور کے پیڑ۔ کچھ اونٹ اور کچھ بکریاں تھیں۔ جن سے کھجور اور دودھ مل جاتا تھا۔ رات میں جو کچھ سامان گھر میں بچتا تھا وہ غریبوں میں تقسیم کرا دیتے تھے۔ اگلے دن کے لئے بچا کے رکھنے کو اللہ پر یقین کی کمی بتاتے تھے۔ نتیجہ یہ تھا کہ جب کبھی کھجور کی فصل نہ ہوتی یا جانور دودھ نہ دیتے ہوتے تو کبھی کبھی تین تین دن انھیں اور انکے گھر والوں کو لگاتار فاقے کرتے ہو جاتے تھے۔ صرف کھجور اور پانی پر انھیں مہینوں بیت جاتے تھے۔ ان کے انتقال کے بعد حضرت عائشہ نے ایک مرتبہ کہا تھا۔ "کبھی کبھی مہینے بیت جاتے تھے اور محمدؐ صاحب کے گھر میں چولھا نہ جلتا تھا۔" کسی نے پوچھا "تو پھر آپ لوگ زندہ کیسے رہتے تھے؟" آپ نے جواب دیا "ان دو کالی چیزوں کے سہارے (کھجور اور پانی) اور جو کچھ مدینے والے ہمیں بھیج دیتے تھے اللہ ان کا بھلا کرے۔ جنکے پاس دودھ دینے والے جانور تھے وہ کبھی کبھی

نہیں دودھ بھیج دیتے تھے"۔ حضرت عائشہ رض کا کہنا ہے "پیغمبر ص صاحب نے ایک دن میں دو طرح کی کھانے کی چیزوں کا ذائقہ نہیں لیا۔ ہمارے گھر میں کوئی چھلنی نہیں تھی ہم اناج کوٹ کر اس کا چوکر پھونک مار کر نکال دیتے تھے"۔ رات کو کئی بار دیا جلانے کے لئے گھر میں تیل نہ ہوتا تھا۔ حدیثوں میں لکھا ہے کہ بھوک کے سبب محمد ص صاحب کے پیٹ پر کبھی کبھی کپڑوں کے نیچے پتھر بندھا ہوتا تھا۔ لیکن گھر میں اس بات کی سخت ممانعت تھی کہ کسی باہر والے کو گھر کی حالت کی خبر ہو۔ ایک بار بھوک تکلیف سے ان کی کسی بیوی نے بےچینی ظاہر کی۔ پیغمبر ص نے سکون سے جواب دیا "جو ان دکھوں کو نہ سہہ سکے اسے حق ہے کہ مجھ سے طلاق لیکر جہاں چاہے جاکر رہے"۔ لیکن آخر تک نہ انھوں کسی بیوی کو طلاق دی اور نہ کسی نے انہیں چھوڑ کر جانا پسند کیا۔

اپنے گھر میں محمد ص صاحب اکثر اپنے ہاتھ سے جھاڑو دیتے تھے۔ اپنے ہاتھوں سے آپ اپنی بکریوں کو دوہتے تھے۔ اپنے ہاتھ سے اپنے کپڑوں میں پیوند لگاتے تھے اپنے ہاتھ سے اپنی چپل سیتے تھے خود اپنے اونٹ کھر ہرا کرتے تھے۔ کھجور کی چٹائی یا ننگی زمین پر سوتے تھے۔ آخری بیماری کے دنوں میں ایک بار پیٹھ پر بوریا کا نشان دیکھ کر کسی نے اجازت چاہی کہ ایک گدا بچھا دیا جائے۔ محمد ص صاحب نے یہ کہکر انکار کر دیا کہ "میں آرام کرنے کے لئے نہیں پیدا کیا گیا"۔

ہم لکھ چکے ہیں کہ مرتے وقت ان کی زرہ ڈیڑھ من جو کے بدلے رہن تھی۔ اس پر حالت یہ تھی کہ اگر کوئی مہمان ان کے یہاں آجاتا تو خود بھوکے رہ کر اور کبھی کبھی گھر والوں کو بھی بھوکا رکھ کر مہمان کو محبت سے کھانا کھلاتے۔ جبکہ ایران روم اور ابیسینیا کے سفیر محمد ص صاحب کے دربار میں آتے جاتے تھے۔ ان دنوں بھی یہ عربوں کا انوکھا بادشاہ کبھی کسی طرح کا تخت یا سنگھاسن یا کسی اونچی چوکی پر نہیں بیٹھا۔ وہ عام

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

لوگوں میں بلکہ اس طرح زمین پر آکر بیٹھ جاتے تھے جس سے کسی کو کوئی فرق نہ دکھلائی دے اور اگر کوئی ان کے آنے پر عزت کے لئے کھڑا ہوتا تو وہ دکھی اور ناراض ہوتے.
محمدؐ صاحب کبھی ریشمی کپڑا نہیں پہنتے تھے. وہ کہا کرتے تھے کہ دیندار آدمی کو کبھی ریشمی کپڑا نہ پہننا چاہیے۔ رنگین کپڑا وہ کبھی کبھی پہن لیتے تھے لیکن سفید رنگ کا موٹا سوتی کپڑا زیادہ پسند کرتے تھے۔ اور اکثر ایسا ہی پہنتے تھے۔ وہ بے سلا کپڑا زیادہ پسند کرتے تھے۔ عام طور سے ایک سفید چادر وہ نیچے سے اوپر تک لپیٹے رہتے۔ جسکے دونوں سرے گردن کے پیچھے کندھے کے اوپر باندھ لیتے تھے۔ وہ ننگے سر ننگے پاؤں بہت رہتے تھے. کبھی کبھی وہ آدھی آستین کا ڈھیلا کرتا لنگی اور سر پر صافہ بھی باندھ لیتے تھے۔ پاجامہ انہوں نے زندگی بھر کبھی نہیں پہنا۔ انہوں نے کبھی ایک لوٹے سے زیادہ برتن اپنے پاس نہیں رکھا۔ اور وہ بھی مٹی یا لکڑی کا ہوتا تھا۔

انکے رہنے کا مکان کچی اینٹوں کا بنا تھا۔ الگ الگ بیوی کیلئے الگ الگ جھونپڑیاں تھیں۔ جنکے بیچ بیچ میں کھجور کی ٹہنیوں کی گارا لپٹی دیواریں تھیں چھاجن بھی انھیں ٹہنیوں کا ہوتا تھا۔ ان کے گھر میں کوئی کواڑ نہ تھے کواڑ کی جگہ چمڑے یا کالے غدے کے پردے لٹکے رہتے تھے۔

محمدؐ صاحب اونٹ یا بکری کا گوشت کھا لیتے تھے لیکن عام طور پر ان کا کھانا کھجور اور یا جو کی روٹی اور پانی ہوتا تھا۔ دودھ اور شہد انہیں پسند تھا۔ لیکن انھیں کھاتے کم تھے۔ ایک بار کسی نے انہیں بادام کا آٹا لاکر پیش کیا انہوں نے یہ کہکر لینے سے انکار کر دیا کہ "یہ فضول خرچ لوگوں کا کھانا ہے"۔ پیاز اور لہسن سے انہیں اتنی سخت نفرت تھی کہ کبھی لہسن پیاز پڑی کوئی چیز نہ کھاتے تھے اور کسی ایسے آدمی کو اپنے پاس بیٹھنا بھی پسند نہ تھا، جسکے منہ سے پیاز یا لہسن کی

CC0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

بو آ رہی ہو۔ حکم تھا کہ مسجد میں کوئی آدمی پیاز یا لہسن کھا کر نہ آئے۔

چھوٹے بڑے سب کے ساتھ ان کا برتاؤ ہمیشہ ایک سا ہوتا تھا۔ بچوں سے انھیں خاص محبت تھی۔ راستہ چلتے چلتے رک کر بچوں کے ساتھ گلی میں کھیلنے لگنا ان کے لئے روزمرہ کی بات تھی۔ بیماروں کو دیکھنے جانا۔ مسلم یا غیر مسلم کسی کا بھی جنازہ جا رہا ہو تو اٹھ کر اسکے ساتھ کچھ دور جانا۔ اور کوئی چھوٹے سے چھوٹا یا غلام بھی اگر دعوت دے تو اسکی دعوت خوشی سے ماننا ان کے عادات میں داخل تھے۔

"محمدؐ صاحب کی ایک خاص عادت تھی چھوٹے سے چھوٹے آدمیوں کے ساتھ بڑی محبت اور عزت کا برتاؤ کرنا۔ جھک کر چلنا، سب پر رحم کرنا کسی کی بات یا کسی کے کام کو برا نہ ماننا اپنے اوپر قابو رکھنا اور دل بڑا اور ہاتھ کھلا رکھنا یہ محمدؐ صاحب کے مزاج کی باتیں تھیں جو ہر وقت جھلکتی رہتی تھیں اور جنکی وجہ سے آس پاس کے سب لوگ ان سے محبت رکھتے تھے۔"

غلامی کا رواج ان دنوں عرب اور دنیا کے زیادہ دیشوں میں موجود تھا محمدؐ صاحب کی بابت لکھا ہے کہ انھیں زندگی میں جتنے غلام ملے انھوں نے ان سب کو آزاد کر دیا۔ قرآن میں بار بار غلاموں کو آزاد کرنے یا کرانے دونوں کو ایک بہت بڑا ثواب بتایا گیا ہے۔ اور محمدؐ صاحب اسمیں لوگوں کی خوب مدد کرتے تھے۔ اور ہمت دلاتے رہتے تھے۔

وہ اکثر سوچ میں ڈوبے اور اداس نظر آتے۔ کبھی کبھی ایک پیار بھری مسکراہٹ ان کے چہرے پر نظر آتی جب وہ پیدل چلتے تو اتنا تیز چلتے کہ دوسروں کو انکا ساتھ بھاگ کر دینا پڑتا۔

اپنے وعظ میں وہ "میں تمہاری ہی طرح ایک آدمی ہوں" اس پر بار بار زور دیا کرتے تھے۔ اور بار بار اپنے گناہوں کی معافی کے لئے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کہ اللہ سے دعائیں کرتے تھے۔ قرآن میں ان دونوں باتوں کا کئی بار ذکر آیا ہے۔

قرآن میں ایک جگہ آیا ہے "کہو کہ اگر میں (محمدؐ) غلطی کروں تو میرے لئے اور اگر میں ٹھیک راستے پر چلوں تو اس ہدایت کی وجہ سے جو اللہ نے مجھے دی ہے بیچ میں وہ سب کچھ سننے والا اور نزدیک ہے۔"

مشہور انگریز فلاسفر کارلائل محمدؐ صاحب کے بارے میں لکھتا ہے۔

"وہ آغوش فطرت سے نکلا ہوا زندگی کا ایک زبردست دہکتا ہوا انگارہ تھا۔ جو دنیا کے بنانے والے کے حکم سے دنیا کو روشن کرنے اور جگانے کے لئے آیا تھا ـــــ" اور آگے چل کر کارلائل لکھتا ہے۔

"وہ شروع سے خاموش لیکن عظیم تھا۔ وہ ان لوگوں میں سے تھا جو دھن کے پکے اور لگن کے سچے ہوئے بنا نہیں رہ سکتے۔ اس طرح کے آدمیوں کو فطرت خود ڈھالتی ہے۔ اور سچا بناتی ہے۔ دوسرے لوگ رسم و رواجوں اور سنی سنائی باتوں پہ چلتے رہتے ہیں۔ انھیں سے ان کی تسلی ہو جاتی ہے۔ لیکن اس طرح کے آدمی کی روح رسومات کے پردے میں نہ چھپ سکتی تھی اس نے اپنے مکمل دل و دماغ سے چیزوں کی اصلیت کے جاننے کی کوشش کی اس نے اس زندگی کے زبردست راز کو، اسکے ڈراؤنے پہلوؤں کو اور اسکی چمک دمک دونوں کو پوری طرح جاننے کی کوشش کی۔ کوئی سنی سنائی بات اسکی آتما اس کی ہستی کو دبا نہ سکتی تھی۔ اسمیں کوئی شک نہیں کہ اس طرح کے سچے لگنے والے آدمی میں اللہ کا کچھ خاص عنصر ہوتا ہے۔ اس طرح کے آدمی کے منہ سے نکلے ہوئے لفظ سیدھے دل کائنات سے نکلے ہوئے لفظ ہوتے ہیں۔ لوگ اسے اس طرح سنتے ہیں اور سنیں گے جس طرح کسی

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

دوسرے کی بات نہیں سن سکتے۔ اسکی باتوں کے سامنے اور سب حرف ہیچ ہیں۔ شروع سے ہزاروں طرح کے خیال حج اور سفر میں اس آدمی کے دل میں پیدا ہوتے رہے "میں کیا ہوں؟ یہ لامحدود اور عمیق چیز جسے لوگ کائنات کہتے ہیں جسمیں میں رہتا ہوں" کیا ہے؟" "زندگی کیا ہے؟ موت کیا ہے؟ میں کیا مانوں؟ کیا کروں؟ حرا پہاڑ اور کوہ سینا کی سونی چٹانوں نے یا سنسان ریگستانوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ اس بڑے آسمان نے جو سر کے اوپر خاموش پھیلا ہوا تھا اور جسکے نیلے پن میں ستارے جگمگا رہے تھے کوئی جواب نہ دیا۔ کہیں سے کوئی جواب نہ ملا آخر میں انکی اپنی آتما کو اور وہ الہام جو اس آتما کے اندر کام کر رہا تھا۔ اسے جواب دینا پڑا"

محمد صاحب کی کوششوں اور کامیابیوں کو بیان کرتے ہوئے ایک دوسرا عالم لکھتا ہے ــــــ

"جو برائیاں محمد صاحب کے زمانے میں عرب میں سب سے زیادہ پھیلی ہوئی تھیں جنہیں قرآن میں زوروں کے ساتھ برا کہا گیا ہے۔ اور جن سے قطعی روکا گیا ہے وہ یہ تھیں ــــ "شراب پینا" بدچلنی کرنا، ایک ساتھ جتنی چاہیں بیویاں رکھنا، لڑکیوں کو مار ڈالنا بے تحاشہ جوا کھیلنا۔ سود کھانا اور اسکے بہانے دوسروں کو لوٹنا۔ اور جادو ٹونا میں عقیدہ رکھنا" محمد صاحب کی کوششوں سے ان برے رواجوں میں سے کچھ بالکل مٹ گئے اور باقی کم ہو گئے۔ جس سے عربوں کے چال چلن میں بہت بڑا سدھار ہوا اور بہت بڑی ترقی ہوئی یہ محمد صاحب کے جوش اور ان کے اثر دونوں کا ایک عجیب اور زبردست ثبوت ہے۔ لڑکیوں کی ہتیا اور شراب خوری کا بالکل بند ہو جانا محمد صاحب کے کام کی سب سے زبردست جیت ہے"۔

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

"اپنی قوم کا محمدؐ صاحب نے بہت بڑا فائدہ اور اس پر بڑا احسان کیا۔ وہ ایک ایسے ملک میں پیدا ہوئے تھے جہاں نہ کوئی ڈھنگ کی حکومت تھی نہ کوئی ایسا مذہب جسے عقل مان لے اور نہ کسی طرح کا ضابطۂ اخلاق یا نیک چلنی کا اصول۔ ان تینوں کا وہاں پتہ بھی نہ تھا۔ محمدؐ صاحب نے ان تینوں کو قائم کیا اپنی غیر معمولی سوجھ کے صرف ایک ہی وار میں انھوں نے اپنے دیش والوں کی حکومت ان کے مذہب اور ان کے چلن تینوں کو ایک ساتھ سدھار دیا۔ بہت سے الگ الگ بکھرے ہوئے قبیلوں کی جگہ انھوں نے ایک ملی ہوئی قوم چھوڑی۔ بہت سے دیوی دیوتاؤں اور خداؤں میں اندھے اعتقادوں کی جگہ انہوں نے سب کے مالک سب کچھ کر سکنے والے ایسے رحیم و کریم ربّ میں وشواس پیدا کر دیا جسے عقل سمجھ سکتی تھی۔ انہوں نے لوگوں کو یہ بتایا کہ پرماتما ہمیں ہر دم دیکھتا رہتا ہے۔ اور ہمارے اچھے برے کاموں کا ٹھیک ٹھیک پھل دیتا ہے۔ ان عقیدوں کے سہارے ہی انہوں نے لوگوں کو ٹھیک ٹھیک زندگی بسر کرنا سکھا دیا۔"

محمدؐ صاحب کی یہ باتیں اللہ کا پیغام تھیں جو وحی یا الہام کے ذریعے ان تک پہونچی تھیں۔ اس بارے میں ایک اور عالم لکھتا ہے ـــ

"ساری بھلائی کا چشمہ سچ مچ ایک اللہ ہے۔ اگر اس اللہ کی طرف سے الہام نام کی کوئی چیز ہوتی ہے۔ تو جس دین کی محمدؐ صاحب نے تلقین کی ہے وہ صرف دوسروں کی نقل سے یا دوسروں کی اچھی اچھی باتیں چن کر ہی نہیں بنا لیا گیا تھا وہ سچ مچ الہامی تھا۔ میں اپنے چھوٹے پن کو خوب سمجھتے ہوئے یہ کہنے کی ہمت کرتا ہوں کہ اپنے کو مٹا دینا، نیک نیتی اور لگن، خود اپنے مشن میں اٹل وشواس اپنے زمانے کی برائیوں اور بھولوں کو ٹھیک ٹھیک سمجھ

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

لینے کی غیر معمولی طاقت اور الجھنیں دور کرنے کے اچھے سے اچھے طریقوں کو سمجھ لینا اور انھیں کام میں لاسکنا اگر یہ سب باتیں الہام کی ایسی باہری علامتیں ہیں جنہیں سب سمجھ سکیں تو اس میں کوئی شک نہیں محمد صاحب کا مشن الہامی تھا۔

ایک دوسرا عالم لکھتا ہے ۔

"آج تک کسی بھی زمانے میں گہرے معنوں میں جو سچی سے سچی اور زیادہ سے زیادہ لگن والی آتمائیں پیدا ہوئی ہیں ۔ محمد صاحب ان میں سے ایک تھے ۔ وہ صرف عظیم انسان ہی نہ تھے ۔ بلکہ انسانی قوم نے جو عظیم سے عظیم اور سچا سے سچا آدمی کبھی پیدا کیا ہے ان میں سے تھے ۔ بلند مرتبہ پیغمبر کی حیثیت سے بھی اور محب وطن اور سیاست دان کی حیثیت سے بھی وہ دنیا اور دین دونوں کے سدھارنے والے اور بڑھانے والے تھے جس نے ایک قوم بنائی ایک اس سے بڑی سلطنت بنائی ۔ اور ان سب سے بڑھ کر ایک اور زیادہ بڑا دین قائم کیا ۔ وہ وہ آدمی تھے کہ آئندہ جب کبھی کسی زمانے میں دنیا کے لوگ جو آج کل مذہب کے نام پر طرح طرح کے الگ الگ گروہ بنائے بیٹھے ہیں ۔ ان گروہ بندیوں سے باہر نکل کر ایک عالمگیر اور سمجھ میں آنے والے انسانی مذہب کو ماننا شروع کر دینگے اس وقت وہ محمد بھی آج سے کہیں زیادہ عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا سچ مچ محمد صاحب بڑے سے بڑے آدمیوں میں بھی بہت بڑے تھے "

آخر میں ایک اور عالم لکھتا ہے ۔

"محمد صاحب کو ایک ساتھ تین چیزوں کو قائم کرنے کی خوش قسمتی ملی ایک قوم، ایک سلطنت اور ایک دین ۔ تاریخ میں ایسی کوئی دوسری مثال نہیں ملتی "۔

محمد صاحب کے مرنے کے سو برس بعد عربوں کا سامراج جتنا بڑا اور

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

دور تک پھیلا ہوا تھا۔ روم کا مشہور سامراج اپنے اچھے سے اچھے دنوں میں کبھی نہ اتنا بڑا ہوا نہ اتنی دور تک پھیلا۔

بیسویں صدی عیسوی کے شروع میں دنیا میں تیس کروڑ سے اوپر انسان اسلام کے ماننے والے تھے۔

اسلام کا خلاصہ

محمد صاحب کے دین کے اصولوں میں دو سب سے بڑی چیزیں یہ ہیں۔

(۱) توحید یعنی اللہ کی وحدت پر یقین۔

(۲) نیک کاموں پر زور دینا۔

توحید قرآن کا سب سے بڑا اصول اور قرآن کی تمام ہدایتوں کا خلاصہ ہے۔ قرآن کا ایک سو بارہواں سورۃ یہ ہے۔

" اس اللہ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے، کہہ دو کہ اللہ ایک ہے اور سب کچھ اسی اللہ کے سہارے ہے۔ نہ وہ خود کبھی جنم لیتا ہے اور نہ کسی کو جنم دیتا ہے۔ کوئی اس جیسا نہیں ہے وہ آپ ہی اپنی مثال ہے۔"

قرآن کے اس سورے کا نام ہی ال اخلاص ہے۔

اپنشدوں کے " ایک میوادویتیم" یا " ایکو دیوا سرو بھوتیش گوڑھا۔" (ایک ہے دوسرا نہیں یا ایک ہی معبود سب جگہ ہے) کی طرح قرآن میں بار بار آتا ہے " لاالہ الااللہ" اسی کی قرآن کے شروع میں رب العالمین، اور سب سے

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

آخر میں رب الناس، ملک الناس، الٰہ الناس کہا گیا ہے۔

اللہ کے ایک ہونے سے ہی قرآن نے سب آدمیوں کے ایک ہونے کا نتیجہ نکالا ہے —

"کان الناس امت الواحدۃً (سب آدمی ایک امت یعنی ایک قوم ہیں)"

"وما کان الناس الّا امت الواحدۃً (اور سب آدمی سوا ایک قوم کے اور کچھ نہیں ہیں)۔"

"سچ مچ تم سب آدمی ایک ہی قوم ہو۔ میں تم سب کا رب ہوں۔ تم سب میری ہی عبادت کرو۔ لوگوں نے آپس میں ٹکڑے ٹکڑے کر لئے ہیں لیکن سب کو اللہ ہی کے پاس لوٹ کر جانا ہے۔ اس لئے جو کوئی نیک کام کرے گا اور اللہ پر ایمان رکھے گا۔ اس کو اپنے کئے کا اچھا پھل ملے گا۔"

آخری آیتوں میں قرآن کے دونوں سب بڑے اصول آ گئے۔

نیک سلوک پر قرآن میں ادھر سے ادھر تک بار بار زور دیا گیا ہے۔

"سب آدمی ایک ہی قوم کے" اصول نے ہی اسلام نے چھوٹے بڑے امیر و غریب اونچ نیچ، ذات، پات، خاندان، نسل، رنگ، غلام اور مالک وغیرہ کے سب فرقوں کو مٹا کر سب آدمیوں کے برابر ہونے پر بے حد زور دیا ہے اور بتایا کہ "تم میں بڑا وہ ہے جو سب سے زیادہ نیک اور پرہیزگار ہو" قرآن اور محمدؐ صاحب کی دوسری ہدایتوں میں یہ بات بار بار دہرائی گئی ہے۔

ان دو بنیادی اصولوں کے بعد جو دنیا کے سب مذہبوں میں ایک سے پائے جاتے ہیں۔ محمدؐ صاحب نے اگر کسی بات پر سب سے زیادہ زور دیا ہے تو وہ یہ ہے کہ دنیا کے تمام مذاہب ایک ہیں اور سب سچے ہیں۔ قرآن میں بار بار اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ نہ محمدؐ دنیا میں پہلا یا اکیلا رسول ہے اور نہ اسلام

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

دنیا میں کوئی نیا مذہب ہے۔ قرآن کہتا ہے کہ دنیا کے شروع سے لیکر ہر زمانے میں برابر رسول ہوتے رہے ہیں۔ اور ان سب نے ایک ہی سچے سناتن دھرم کا اپدیش دیا ہے۔

"دنیا کی کوئی قوم ایسی نہیں ہے جسمیں برے کاموں کے نتیجوں سے ڈر دکھانے والا البشیور کا کوئی پیغمبر نہ پیدا ہوا ہو۔"

"ہر قوم میں رسول ہوئے ہیں۔"

"اے محمدؐ، سچ سچ تم اس کے سوا کچھ نہیں۔ تم صرف برے کاموں کے نتیجے سے لوگوں کو ڈر دکھانے والے ہو اور دنیا کی ہر قوم میں اسی طرح کی ہدایت کرنے والے ہوئے ہیں۔"

"ہر زمانے میں کوئی نہ کوئی اللہ کی دی ہوئی کتاب ہدایت کیلئے رہی ہے"

"سچ سچ ہم نے دنیا کی ہر قوم میں رسول بھیجا جسکی ہدایت یہی تھی کہ اللہ کی عبادت کرو اور برائی سے بچو۔"

قرآن بتاتا ہے کہ ہر مسلمان کیا ہر آدمی کا فرض ہے کہ وہ تمام ملکوں، قوموں اور زمانوں کے پیغمبروں کی ایک سی عزت کریں۔ ان میں کسی طرح کا فرق کرنا گناہ ہے اور قرآن ان سب کی ہدایتوں اور مذہبی کتابوں کی صرف تصدیق کرتا ہے یعنی انھیں سچا ٹھہراتا ہے۔

"اللہ نے یہ کتاب (قرآن) جسمیں سچائی کی تعلیم ہے تم پر بھیجی ہے یہ ان سب دھرموں کے کتابوں کی تصدیق کرتی ہے۔ جو اس سے پہلے آچکی ہیں"

"کہو کہ ہم اللہ پر ایمان لاتے ہیں۔ جو کچھ ہمیں اس سے ہدایت ملی ہے اس پر یقین کرتے ہیں۔ اور جو کچھ حضرت ابراہیمؑ حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ اور دنیا کے تمام پیغمبروں کو اس اللہ سے ہدایتیں ملتی رہی ہیں، ان سب پر یقین

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کرتے ہیں۔ ہم ان میں ایک سے دوسرے میں کسی طرح کا فرق نہیں کرتے۔ ہم
اسکے حکم کو مانتے ہیں۔ (اس کی سچائی جہاں کہیں اور جب کسی کی کبھی زبانی آئی ہو
اس پر تمہارا یقین ہے۔)"

"ہم اللہ کے رسولوں میں کسی طرح کا فرق نہیں کرتے"

"جو لوگ اللہ اور اسکے پیغمبروں میں فرق کرنا چاہتے ہیں اور کہتے ہیں
ان میں سے ہم کسی کو مانتے ہیں اور کسی کو نہیں مانتے۔ وہ کافرون حقاً ہیں"۔
کافرون حقاً قرآن میں ایک جگہ آیا ہے۔ یہ ان لوگوں کے لئے آیا ہے۔
جو پیغمبر پیغمبر میں کسی طرح کا فرق کرتے ہیں۔ یعنی ایک کو مانتے ہیں دوسرے
کو نہیں مانتے۔ یا ایک کو بڑا مانتے ہیں دوسرے کو چھوٹا۔

"وہ لوگ جو اس سچائی پر یقین رکھتے ہیں جو اسلام کے پیغمبر پر آئی
ہے اور ان سب سچائیوں پر بھی یقین کرتے ہیں۔ جو اسلام سے پہلے دنیا میں
آچکی ہیں۔ اور جو اس دنیا پر یقین رکھتے ہیں۔ وہ اپنے اللہ کے بتائے
ہوئے ٹھیک راستے پر ہیں اور وہ ہی بھلائی کے راستے پر ہیں"۔

سب مذہبوں کو سچا اور سب کے چلانے والوں کو اللہ کے بھیجے ہوئے مانتے
ہوئے محمد صاحب کا کہنا ہے کہ ہر مذہب کے دو پہلو ہوتے ہیں ایک عبادت کا
طریقہ دوسرے اسکے بنیادی اصول۔ پہلا ملک اور وقت کے مطابق الگ
الگ مذہبوں میں الگ الگ ہوتا ہے۔ اور دوسرا سب مذہبوں میں ایک ہے
پہلے کو قرآن میں شرع اور منسک یا منہاج کا نام دیا گیا ہے۔ اور دوسرے
الدین یا الاسلام کا۔ اس "الدین"... یا "الاسلام" کی طرف لوگوں کا پھیر سے
دھیان دلانا ہی قرآن اپنا کام بتاتا ہے۔ اور یہ الدین یا الاسلام ایک اللہ
کو ماننا اور نیک کام کرنا ہے اور بس قرآن اپنے سے پہلے کے سب مذہبوں کو

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

 4019

اسلام کہہ کر پکارتا ہے۔

"اے پیغمبر ہم نے ہر گروہ کے لئے پوجا کا ایک خاص طریقہ بنا دیا ہے جس پر وہ عمل کرتا ہے اس لئے لوگوں کو چاہیئے کہ اس بات پر جھگڑا نہ کریں۔"

"ہم نے تم سے ہر مذہب کے ماننے والے کے لئے ایک شرع اور منہاج بنا دیا ہے۔ اگر اللہ چاہتا تو تم سبھوں کو ایک ہی فرقہ بنا دیتا لیکن یہ فرق اسلئے ہے کہ (وقت اور حالت کے لئے ٹھیک) تمھیں جو حکم دیئے گئے ہیں انھیں میں تمہیں پرکھے۔ اس لئے ان فرقوں کے پیچھے نہ پڑ کر نیک کاموں کے کرنے میں ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کرو۔ (کیونکہ اصلی کام یہی ہے۔)"

"تمہارا رب یہی نہیں کر سکتا ہے کہ جن لوگوں کے ایمان غلط ہیں لیکن جو نیک کام کرتے ہیں، انھیں برباد کر دے۔ وہ چاہتا تو سب کو ہم خیال کر دیتا لیکن ان باتوں میں لوگوں میں تضاد رہے گا۔"

"اور دیکھو نیکی کی راہ یہ نہیں ہے کہ تم نے (عبادت کے وقت) اپنا منہ پورب کی طرف کر لیا یا پچھم کی طرف نیکی کی راہ تو اسکی راہ ہے جو اللہ پر آخرت کے دن پر، فرشتوں پر، الہشور کی دی ہوئی سب کتابوں اور سب پیغمبروں پر ایمان رکھتا ہے۔ اپنا پیار، اپنی دولت، رشتہ داروں، یتیموں غریبوں، مسافروں اور مانگنے والوں کی راہ میں اور غلاموں کو آزاد کرانے میں خرچ کرتا ہے نماز پڑھتا ہے اپنی کمائی میں سے زکوٰۃ دیتا ہے۔ جب کسی سے عہد کرتا ہے تو اسے پورا کرتا ہے۔ دکھوں مصیبتوں اور گھبراہٹ کے وقت صبر و تحمل سے کام لیتا ہے یاد رکھو ایسے ہی لوگ سچے دیندار اور متقی ہوتے ہیں۔"

"جو لوگ (محمد پر) ایمان لائے ہیں چاہے وہ ہوں چاہے وہ لوگ ہوں

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

جو یہودی عیسائی یا صابی ہیں۔ کوئی بھی کیوں نہ ہو اور کسی گروہ کا کیوں نہ ہو اللہ کا قانون نجات کے لیے یہ ہے کہ جو کوئی بھی اللہ پر اور آخر میں ایک دن سب کو اپنے کاموں کا پھل ملنے پر یقین کرتا ہے اور نیک کام کرتا ہے وہ اپنے ایمان اور اپنے اچھے کاموں کا پھل اپنے اللہ سے ضرور پائے گا۔ اسکے لیے نہ کسی طرح ڈر ہے نہ کوئی غم۔"

قرآن کا دعویٰ ہے کہ سب مذہب کے چلانے والوں نے اسی بنیادی اصول کی تعلیم دی ہے۔ ایک اللہ کی عبادت اور نیک کام اسی کو قرآن اسلام کہتا ہے سب پرانے مذہبوں کے ان ماننے والوں کو جو اس بنیادی اصول پر عمل کرتے ہیں قرآن مسلم کہکر پکارتا ہے۔ اور دوسری باتوں کو جیسے پوجا کا طریقہ، قرآن کام چلانے کے طریقے بتاتا ہے۔ اور اسی ایک بنیادی اصول پر دنیا کے سب آدمیوں کو ایک بھائی چارے میں بندھ جانے کی ہدایت دیتا ہے۔

قرآن میں انھیں کاموں کو اچھا بتایا گیا ہے جنھیں سب اچھا مانتے ہیں۔ اور انھیں برا بتایا گیا ہے جنھیں سب برا سمجھتے ہیں۔ اور اچھے کاموں کے لئے معروف اور برے کاموں کے لئے منکر لفظ جو قرآن میں آئے ہیں انکے یہی معنی ہیں۔

" قرآن نے نہ صرف ان سب مذہبوں کے چلانے والوں کو ٹھیک مانا جنکے نام لیکر ان کے سامنے تھے۔ بلکہ صاف لفظوں میں کہدیا کہ مجھ سے پہلے جتنے بھی رسول اور دین چلانے والے آچکے ہیں۔ میں سب کو ٹھیک مانتا ہوں اور ان میں سے کسی ایک کو نہ ماننے کو بھی الٰہی شعور کی سچائی سے انکار کرنا سمجھتا ہوں اس نے کسی مذہب والوں سے نہیں چاہا کہ وہ اپنے مذہب کو چھوڑ دے بلکہ جب کبھی چاہا تو یہی چاہا کہ سب اپنے اپنے مذہب کی اصلی تعلیم پر عمل کریں کیونکہ سب مذہبوں کی اصلی تعلیم ایک ہی ہے۔ نہ تو اس نے کوئی نیا اصول سامنے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

رکھا اور نہ کوئی خاص نئی رسم نکالی۔ اس نے ہمیشہ انھیں باتوں پہ زور دیا جو دنیا کے تمام مذہبوں کی سب سے زیادہ جانی مانی باتیں رہی ہیں۔ یعنی ایک مالکِ کل کی عبادت اور نیک چلنی کی زندگی۔ اس نے جب کبھی لوگوں کو اپنی طرف بلایا ہے تو یہی کہا ہے کہ اپنے دین کی اصلی تعلیم کو پھر سے تازہ کرلو۔ تمہارا ایسا کرنا ہی مجھے مان لینا ہے۔"

اس طرح محمد صاحب کی ہدایتوں کا خلاصہ یا قرآن کے خاص اصول یہ ہیں۔

(۱) صرف ایک خدا کو ماننا۔ اور اسی کی عبادت کرنا۔

(۲) نیک کام کرنا اور برے کاموں سے بچنا۔

(۳) سارے مذہبوں کی بنیاد کو ایک ماننا۔ اور سب مذہبوں کے چلانے والوں اور بزرگوں کا ایک سا احترام کرنا۔

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ہدایتیں اور دعائیں

محمدؐ صاحب کی تمام ہدایتیں اور ان کی نصیحتیں۔ دو طرح کی ہیں ایک وہ جنھیں وہ اپنے اللہ کے احکام یعنی الہامی کہتے تھے۔ ان سب کے مجموعے کا نام قرآن ہے۔ ان کی دوسری ہدایتیں اور نصیحتیں اور وقت وقت کی کہاوتیں، حدیث کہلاتی ہیں۔

محمدؐ صاحب کے بعد ان کے ساتھیوں نے ضروری سمجھا کہ ان حدیثوں کو اکٹھا کیا جائے تاکہ ان کی روشنی میں عام لوگ اپنی زندگی کو دین کے راستے پر چلا سکیں۔ پشت در پشت یہ حدیثیں لوگوں نے زبانی یاد رکھیں۔ جن لوگوں نے انھیں اکٹھا کیا تھا۔ جن کے سامنے محمدؐ صاحب نے یہ ہدایتیں کہیں ان کے نام ساتھ میں دے دیئے گئے ہیں۔ نیچے ہم کچھ چنی ہوئی حدیثیں دے رہے ہیں۔

عمرو لکھتے ہیں — میں نے پیغمبرؐ سے پوچھا "اسلام کیا ہے؟" انھوں نے جواب دیا "زبان کو پاک رکھنا اور مہمان کی خاطر کرنا"۔ میں نے پوچھا "ایمان کیا ہے؟" انھوں نے جواب دیا "صبر کرنا اور دوسروں کی بھلائی کرنا"۔ (احمد)

ابوامامہ لکھتے ہیں۔ کسی نے پوچھا "اے پیغمبرؐ، ایمان کیا ہے؟" انھوں نے جواب دیا "جب تجھے نیک کام کرنے سے خوشی ہو اور برا کام کرنے سے دکھ ہو تو ایمان والا ہے"۔ اس نے پوچھا "اور گناہ کیا ہے؟" جواب ملا "جب کبھی کسی کام کے کرنے سے تیری آتما کو چوٹ پہنچے۔ اسے مت کر"۔ (احمد)

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

محمد صاحب نے کہا "ایمان آدمی کے ہر طرح کے ظلم سے روکنے کیلئے ہے۔ کوئی مومن کسی پر ظلم نہیں کر سکتا۔" (ابو ہریرہ - ابو داؤد)

ایک آدمی نے پوچھا "اے پیغمبرؐ اسلام کی سب سے بڑی پہچان کیا ہے؟" جواب ملا "بھوکوں کو کھانا کھلانا اور جنہیں جانتے ہیں اور جنہیں نہیں جانتے ان سبکو سلام کرنا۔" (عربی میں سلام کے معنی دوسروں کی سلامتی چاہنا ہے) (مسلم)

محمدؐ صاحب نے کہا "وہ آدمی مومن نہیں ہے جو خود پیٹ بھر کھانا کھا لیتا ہے جبکہ اس کا پڑوسی پاس ہی بھوکا پڑا ہے۔" (بیہقی)

"مومن وہ ہے جسکے ہاتھوں میں سب آدمی اپنی جان اور اپنے مال کو سونپ کر بے کھٹکے رہے۔" (بخاری و مسلم)

"اگر مومن ہونا چاہتا ہے تو اپنے پڑوسی کا بھلا کر اور اگر مسلم ہونا چاہتا ہے تو جو کچھ اپنے لئے اچھا سمجھتا ہے وہی سب کے لئے اچھا سمجھ اور بہت مت ہنس کیونکہ زیادہ ہنسنے سے دل سخت ہو جاتا ہے۔" (ترمذی)

"طاقتور وہ نہیں جو دوسروں کو نیچے گرا دے ہم میں طاقتور وہ ہے جو اپنے غصے کو قابو میں رکھتا ہے۔" (بخاری و مسلم)

عبداللہ کہتے ہیں کہ ہم ایک بار پیغمبرؐ کے ساتھ سفر کر رہے تھے۔ ہم نے ایک چڑیا دیکھی جس کے ساتھ دو بچے تھے۔ ہم نے بچوں کو پکڑ لیا۔ ان کی ماں پھڑپھڑانے لگی۔ پیغمبرؐ نے آکر ہم سے کہا "اسکے بچے چھین کر اسے کس نے ستایا؟ اسکے بچے اسے لوٹا دو۔"

"ایک جگہ ہم نے چیونٹیوں یا دیمکوں کا گھر جلا دیا تھا۔ پیغمبرؐ نے دیکھ کر پوچھا "یہ کس نے جلایا؟" ہم نے بتا دیا "ہم نے" پیغمبرؐ نے کہا "سوا اس اللہ کے جو آگ

کا مالک ہے اور کسی کو حق نہیں کہ دوسروں کو آگ سے سزا دے۔" (ابوداؤد)

ایک آدمی محمدؐ صاحب کے پاس آیا۔ اس کے پاس ایک دری میں کچھ لپٹا ہوا تھا۔ اس نے کہا "اے پیغمبرؐ" میں جنگل سے آرہا تھا۔ میں نے چڑیوں کے بچوں کی آواز سنی۔ کچھ بچوں کو پکڑ کر دری میں لپیٹ لیا۔ ان کی ماں پھڑپھڑانے لگی میں نے دری کھول دی۔ ماں آکر اپنے بچوں پر گر گئی۔ میں نے اسی میں ماں کو بھی لپیٹ لیا۔ یہ سب اس دری میں ہیں۔ پیغمبرؐ نے اسے حکم دیا "ابھی اسی دم جاکر ماں اور اسکے بچوں دونوں کو جہاں سے لائے ہو ٹھیک وہیں چھوڑ آؤ" اس نے ایسا ہی کیا۔" (ابوداؤد)

"ایک بار ایک آدمی کسی چڑیا کے گھونسلے میں سے کچھ انڈے چرا لایا۔ پیغمبرؐ نے انہیں فوراً پھر اسی گھونسلے میں رکھوا دیا۔" (بخاری)

"ایک جنازہ پاس سے نکلا۔ محمدؐ صاحب اس کی عزت کیلئے کھڑے ہو گئے ایک آدمی نے کہا "یہ تو ایک یہودی کا جنازہ ہے۔" انہوں نے جواب دیا۔ "کیا یہودی کی جان نہیں ہوتی۔" (بخاری و مسلم)

کسی نے پیغمبرؐ سے کہا "مشرکوں کے خلاف دعا کیجئے اور ان پر لعنت بھیجئے۔" پیغمبرؐ نے کہا "مجھے صرف دیا کے لئے بھیجا گیا ہے بددعا کیلئے نہیں۔" (مسلم)

"کسی بھی نشے کی چیز کو کام میں لانا سب گناہوں کا گناہ ہے۔" (رضین)

محمدؐ صاحب کی تلوار کی پیٹھ پر یہ الفاظ کھدے ہوئے تھے "جو تیرے ساتھ بے انصافی کرے اسے تو معاف کر دے جو تجھے اپنے سے الگ کردے اس سے میل کر جو تیرے ساتھ برائی کرے اسکے ساتھ بھلائی کر اور ہمیشہ سچی بات کہہ چاہے وہ تیرے ہی خلاف نہ جاتی ہو۔" (رضین)

"سب جاندار اللہ کا کنبہ ہیں اور ان سب میں سب سے زیادہ اللہ کو وہ پیارا

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ہے جو اسکے کنبے کا بھلا کرتا ہے۔ (بیہقی)

محمد صاحب نے ایک بار کہا "مرنے کے بعد اللہ پوچھے گا" اے آدمی کے بیٹے میں بیمار تھا اور تو مجھے دیکھنے نہیں آیا۔" آدمی کہے گا" اے میرے رب میں تجھے دیکھنے کے لئے کیسے آسکتا تھا۔ تو تو ساری دنیا کا مالک ہے۔ میں تجھے کیسے کھانا دے سکتا تھا۔؟"

اللہ پوچھے گا" اے آدمی کے بیٹے۔ میں نے تجھ سے پانی مانگا اور تو نے مجھے پانی نہیں دیا۔" آدمی کہے گا" اے میرے رب میں تجھے کیسے پانی دے سکتا تھا۔ تو تو ساری دنیا کا مالک ہے؟" اللہ جواب دے گا۔ "کیا تجھے معلوم نہیں تھا کہ میرا ایک بندہ بیمار تھا۔ تو اسے دیکھنے نہیں گیا۔ کیا تجھے یہ معلوم نہیں تھا کہ تو اسے دیکھنے جاتا تو سچ مچ مجھے اس کے پاس پاتا۔؟

کیا تجھے معلوم نہیں تھا کہ میرے ایک بندے نے تجھ سے کھانا مانگا تھا۔ اور تو نے اسے کھانا نہیں دیا؟ کیا تو نہیں جانتا کہ اگر تو اسے کھانا دیتا تو مجھے اسکے ساتھ دیکھتا؟ میرے ایک بندے نے تجھ سے پانی مانگا۔ اور تو نے اسے پانی نہیں دیا۔ اگر تو اسے پانی دے دیتا تو سچ مچ مجھے اسکے ساتھ پاتا۔ (مسلم)

اللہ کے بندوں میں کچھ لوگ ایسے ہیں جو نہ پیغمبر ہیں اور نہ شہید لیکن جنھیں اللہ کے سامنے عزت پاتے دیکھ کر پیغمبر اور شہید بھی حسد کریں گے یہ وہ لوگ ہیں جو صرف اپنے رشتہ داروں سے ہی نہیں بلکہ سب آدمیوں سے نفرت کرتے ہیں۔ ان لوگوں کے چہرے اللہ کے نور سے چمکیں گے۔ دوسرے سب لوگوں کے لئے چاہے دوسری دنیا میں کچھ بھی ڈر یا رنج ہو یا نہ ہو ان کے لئے نہ کوئی ڈر ہوگا نہ رنج۔ (ابوداؤد)

ایک بار محمد صاحب سفر سے لوٹ کر مدینے آئے وہ سیدھے اپنی بیٹی

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

فاطمہؓ سے ملنے کیلئے ان کے گھر گئے۔ مکان میں دو چیزیں نئی تھیں۔ ایک ریشمی کپڑے کا ٹکڑا پردے کی طرح ایک دروازے پر لٹکا ہوا تھا۔ اور حضرت فاطمہؓ کے ہاتھوں میں چاندی کے کڑے تھے۔ دیکھتے ہی محمدؐ صاحب الٹے پاؤں لوٹ آئے اور مسجد میں بیٹھ کر رونے لگے۔ فاطمہؓ نے اپنے بیٹے حسنؓ کو یہ پوچھنے کے لئے بھیجا کہ نانا اتنی جلدی کیوں لوٹ گئے۔ حسن نے جاکر نانا سے وجہ پوچھی۔ جواب ملا "میں یہ دیکھ کر شرما گیا کہ مسجد میں لوگ بھوکے بیٹھے ہوں اور میری لڑکی چاندی کے کڑے پہنے اور ریشم کام میں لاوے"۔ حسن نے ماں سے جاکر کہہ دیا۔ فاطمہؓ نے فوراً کڑوں کو توڑ کر اسی ریشم کے ٹکڑے میں باندھ کر باپ کے پاس بھیج دیا۔ محمدؐ صاحب نے خوش ہو کر انہیں بیچ کر روٹیاں منگائیں اور غریبوں میں بانٹ دیں اور پھر فاطمہ کے پاس جاکر کہا "اب تو سچ مچ میری بیٹی ہے"۔ (بخاری)

اللہ رحیم ہے وہ رحم دلوں پر رحم کرتا ہے۔ جو لوگ زمین پر ہیں ان پر تم رحم کرو اور وہ جو آسمان پر ہے تم پر رحم کرے گا۔ (ابوداؤد ـ ترمذی)

لڑائی کے دنوں میں کسی نے آکر کہا "اے پیغمبر میں لڑائی میں جانا چاہتا ہوں"۔ محمد صاحب نے اس سے پوچھا "کیا تیری ماں زندہ ہے"؟ اس نے کہا "ہاں"۔ انہوں نے پھر پوچھا "کیا کوئی اور اس کا پالنے والا ہے"؟ اس نے جواب دیا "نہیں"۔ محمدؐ صاحب نے کہا "تو جا اپنی ماں کی خدمت کر کیونکہ سچ مچ ماں کے قدموں کے نیچے بہشت ہے"۔ (نسائی)

"اللہ نے مجھے حکم دیا ہے جھک کر چلو اور چھوٹے بنکر رہو۔ کوئی دوسرے سے اوپر نہ اٹھو۔ اور نہ دوسرے سے بڑا ہونے کا گھمنڈ کرو۔ جس کسی کے دل میں رتی بھر بھی گھمنڈ ہے وہ ہرگز بہشت میں نہیں جاسکتا۔ سب آدمی آدم کی اولاد ہیں اور حضرت آدمؑ مٹی سے پیدا ہوئے تھے۔ (ابوداؤد، مسلم، ترمذی)

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

انس لکھتے ہیں کہ میرے سامنے جب کبھی کسی نے پیغمبر سے آکر یہ شکایت کی کہ اس آدمی نے مجھے جان یا مال کا نقصان پہونچایا ہے اور مجھے بدلہ لینے کی اجازت دیجئے۔ پیغمبر نے سب کو ہمیشہ یہی جواب دیا "معاف کر دو"۔

(ابو داؤد، نسائی)

سب سے بڑے گناہ یہ ہیں — "شرک، والدین کا حکم نہ ماننا، کسی جاندار کو ایذا پہونچانا، جھوٹی قسم کھانا اور جھوٹی گواہی دینا (بخاری۔ مسلم)

"وہ لوگ دوسروں کے خون سے زیادہ بچتے ہیں جو ایمان رکھتے ہیں۔

(ابو داؤد)

جو آدمی ایک طرف نمازیں پڑھے گا اور خیرات کرے گا۔ اور دوسری طرف کسی کو برا کہے گا۔ یا کسی پر جھوٹا الزام لگائے گا۔ یا بے ایمانی کر کے کسی کا مال کھا جائیگا یا کسی کا خون بہائیگا۔ یا کسی کو دکھ پہونچائے گا۔ ایسے آدمی کی نمازیں۔ روزے اور خیراتیں کوئی اسکے کام نہ آئیں گے۔ اس نے اور کچھ بھی جو اچھے کام کئے ہوں گے۔ وہ سب اسکے حساب میں سے کاٹ کاٹ کر ان لوگوں کے حساب میں جوڑ دیئے جائیں گے۔ جن کے ساتھ اس نے ظلم کیا ہے اور جب اس سے بھی کام نہ چلے گا تو ان مظلوموں نے پہلے جتنے گناہ کئے ہونگے وہ سب ان کے حسابوں میں سے کاٹ کر اس آدمی کے حساب میں جوڑ دیئے جائیں گے۔ یہاں تک کہ آخر میں وہ نمازیں پڑھتا ہوا روزے رکھتا ہوا اور خیرات کرتا ہوا بھی جہنم کی دہکتی ہوئی آگ میں جلا دیا جائے گا۔ (مسلم)

"سچ مچ اللہ نے تمہارے لئے اپنی ماں کا حکم نہ ماننا اور اپنی لڑکیوں کو زندہ گاڑ دینا منع کیا ہے اور لالچ کو حرام قرار دیا ہے۔ (بخاری و مسلم)

"میں کہتا ہوں کہ کوئی آدمی جو سنجیدہ، نیک چلن اور دوسروں کے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

دکھ میں دکھی اور سکھ میں سکھی رہتا ہے۔ دوزخ میں جا نہیں جا سکتا۔"

(ترمذی شریف)

"تم مجھے اپنی طرف سے چھ باتوں کا یقین دلا دو اور میں تمہیں بہشت کا یقین دلاتا ہوں۔ ایک تو جب بولو، سچ بولو۔ دوسرے جب وعدہ کرو تو اسے پورا کرو۔ تیسرے کسی کی امانت میں خیانت نہ کرو۔ چوتھے بد چلنی سے بچو۔ پانچویں آنکھیں ہمیشہ نیچی رکھو۔ اور چھٹے کسی کے ساتھ زور زبردستی نہ کرو۔"

(بیہقی)

"ایک دوسرے کو صلاح دو کہ اپنی بیویوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کریں۔ تمہاری ان کے ساتھ شادیاں ہوتی ہیں لیکن انھیں سزا دینے کا تمھیں کوئی کسی طرح کا حق نہیں ہے۔ جب کہ وہ صاف گندہ کام نہ کر بیٹھیں۔ وہ نیک چلن رہیں تو ان کے خلاف کوئی بات نہ سوچو۔ اور سچ سچ جیسے تمہاری بیویوں کے اوپر تمھیں حق ہے ویسے ہی تمہاری بیویوں کو بھی تمہارے اوپر حق ہے۔"

(ترمذی)

"جب کبھی کوئی آدمی کسی غیر عورت کے ساتھ اکیلے میں بیٹھتا ہے تو ان دونوں کے بیچ شیطان آ بیٹھتا ہے۔"

(ترمذی)

"مجھے اپنوں کے لیے جن باتوں کا سب سے زیادہ ڈر ہے وہ عیش پرستی اور بڑے بننے کی چاہ ہے۔ عیش پرستی آدمی کو سچائی کے راستے سے ہٹا دیتی ہے اور بڑے بننے کی چاہ میں پڑ کر آدمی دوسری دنیا کو بھول جاتا ہے۔ یہ دنیا رہنے والی نہیں ہے۔ اور دوسری دنیا بہت پاس ہے دونوں کی اپنی اپنی اولادیں ہیں اگر تم سے ہو سکے تو اس دنیا کی اولاد بن کر نہ رہو سچ سچ آج تم عمل کی دنیا میں ہو اور کل اس عمل کی دنیا سے نکل کر تمہیں

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اللہ کے سامنے حساب دینا ہوگا۔" (بیہقی - بخاری)

" اس دنیا سے تعلق رکھنا ہی تمام گناہوں کا جڑ ہے۔ (ابوداؤد)

محمدؐ صاحب اس بات کی کافی کوشش کرتے رہتے تھے کہ لوگ ان کی ہر بات کو ہی اٹل نہ مان بیٹھیں۔ ایک بار مدینے میں چلے جا رہے تھے راستے میں لوگ کھجور کے درختوں کی قلمیں لگا رہے تھے۔ محمدؐ صاحب قلم لگانا نہ جانتے تھے انہوں نے دیکھ کر کہا " شاید اچھا ہو کہ تم ان درختوں کو یوں ہی بڑھنے دو۔" لوگوں نے ان کی رائے مان لی۔ جب وقت آیا ان درختوں میں پھل بہت ہی کم آئے۔ محمدؐ صاحب سے کہا گیا۔ انہوں نے جواب دیا " میں تمہاری طرح صرف ایک آدمی ہوں۔ جب میں تم سے دین کے معاملے میں کچھ کہوں اسے مان لو اور جب میں دین کے علاوہ کسی اور معاملے میں کچھ کہوں تو تم اپنی رائے سے کام لو۔ ہر بات میں میری ہی رائے صحیح مت مانو۔ میں بھی تو صرف ایک آدمی ہی ہوں۔ (مسلم)

مکے میں مدینے کے سب سے پہلے مسلمانوں سے " عقبلی" کا وعدہ کرایا گیا تھا۔ اس میں یہ صاف لفظوں میں تھا " ہم کسی ایسی بات میں جو معروف ہوگی پیغمبرؐ کے حکم کو نہ توڑیں گے۔"

پہلے محمدؐ صاحب نے قرآن اور اپنے باقی سب ہدایتوں کو ایک دوسرے سے الگ کر دیا۔ صرف قرآن اللہ کا ہے اور سب صرف ایک آدمی کی رائے ہے۔ اس کتاب کی کچھ آیتیں محکمات ہیں۔ وہی اس کتاب کی بنیاد ہیں۔ اور باقی آیتیں متشابہات ہیں۔ جن لوگوں کے دلوں میں ٹیڑھا پن ہے وہ اسی حصے پر چلتے ہیں جو متشابہات ہیں۔ اسی کے معنی نکالتے پھرتے ہیں اور لوگوں میں فتنہ کھڑا کرتے ہیں۔" قرآن کہتا ہے " ہر زمانے کے لئے کتابیں

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ہیں۔ خدا جسکو چاہتا ہے منسوخ کر دیتا ہے۔ اور جسکو چاہتا ہے قائم رکھتا ہے اور ان سب مذہبی کتابوں کی ماں یعنی اصلی کتاب اسی اللہ کے پاس ہے"۔

ایک ایسی حدیث میں جسے اللہ کا حکم مانا جاتا ہے (حدیث قدسی) میں لکھا ہے کہ محمدؐ صاحب نے خود اپنے زمانے میں ایرانی اور یونانی مسلمانوں کو اپنی اپنی زبان میں نماز پڑھنے کی اجازت دی تھی۔ وہ صرف اوپری رسموں سے چپکے رہنے کی طرف سے لوگوں کو بار بار آگاہ کرتے رہتے تھے۔ ایک بار محمدؐ صاحب نے کہا تھا ——

"سچ سچ اب تم لوگ ایک ایسے زمانے میں رہ رہے ہو کہ جو ہدایتیں تمہیں دی جا رہی ہیں انمیں سے جو آدمی اس وقت دسویں حصے کو بھی توڑے گا وہ برباد ہو جائے گا۔ لیکن اسکے بعد ایسا زمانہ آئے گا کہ اس وقت کے لوگوں میں سے جو اس وقت کی ہدایتوں میں سے دسویں حصے پر بھی عمل کریگا وہ نجات پائے گا"۔ (ترمذی)

محمدؐ صاحب کی نماز

محمدؐ صاحب اپنے اللہ سے جسطرح کی دعائیں کیا کرتے تھے ان سے ان کے اعتقادوں اور خیالوں کی خاصی تصویر ہمارے سامنے آ جاتی ہے۔ نماز میں کھڑے ہونے کے وقت وہ کہتے تھے ——

"ایک حق کے حنیف کی حیثیت سے میں اس کی طرف منہ کرتا ہوں جس نے آسمان اور زمین کو بنایا۔ میں خدائے واحد کے ساتھ کسی اور کو شریک نہیں کرتا۔ سچ سچ میری دعا میری بندگی۔ میری زندگی اور موت سب اللہ کے لئے ہیں۔ وہی ساری دنیا کا مالک ہے۔ اس کا کوئی ساجھی دار نہیں۔ میں اسی کا بندہ ہوں۔ میں مسلم ہوں۔ اے اللہ تو ہی ہمارا بادشاہ ہے۔ تیرے سوا ہیں

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کسی کی عبادت نہیں کرنی چاہیے۔ تو میرا مالک ہے اور میں تیرا بندہ ہوں۔
..... تو میرے سب گناہوں کو معاف کر دے۔ سچ سچ تیرے سوا کوئی دوسرا
گناہوں کو معاف نہیں کر سکتا۔ مجھے ایسی ہدایت کر کہ میرا چال چلن سب سے
اچھا ہو۔ تیرے سوا کوئی ایسی ہدایت نہیں کر سکتا۔ تیرے سوا کوئی میرے
چلن کی برائیوں کو دور نہیں کر سکتا۔ میں تیرے سامنے ہوں۔ تیری خدمت
میں حاضر ہوں۔ سب بھلائی تیرے ہی ہاتھوں میں ہے۔ اور برائی سے تجھ
کو کوئی واسطہ نہیں۔ میں تیرے پاس سے آیا ہوں۔ اور تیرے ہی پاس مجھے
لوٹ کر جانا ہے۔ تیری ہی سب شان ہے اور تیری ہی سب بڑائی ہے۔ میں تجھ
سے معافی مانگتا ہوں اور تیرے سامنے توبہ کرتا ہوں۔"

رکوع کے وقت وہ کہتے تھے۔

"اے اللہ میں تیری بندگی کرتا ہوں۔ تجھ پر ہی میرا ایمان ہے۔ میں اپنے کو
تیرے سپرد کرتا ہوں۔ میرے کان، میری آنکھ میرا دماغ میری ہڈیاں، میرے
پٹھے سب تیری نذر ہیں۔

پھر سجدے کے وقت کہتے

"اے اللہ، میں تیری عبادت کرتا ہوں۔ تجھ پر ہی میرا بھروسہ ہے۔ میں خود
کو تیرے ہی سپرد کرتا ہوں۔ میرا منہ اس کی تعریف کرتا ہے جس نے مجھے بنایا
مجھے روپ دیا۔ میرے آنکھ کان بنائے سب اللہ کی شان ہے وہی سب
سے اچھا بنانے والا ہے۔"

آخر میں کہتے

"اے اللہ میرے سب گناہوں کو معاف کر جو میں نے اب تک کیے ہیں
انھیں بھی اور جو مجھ سے آگے ہو جائیں انھیں بھی۔ جو گناہ میں نے چھپا کر کیے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ہوں، وہ کبھی اور جس بات میں کبھی میں نے حد کو توڑا ہو اور جو جو باتیں مجھ سے زیادہ تجھے مجھ میں دکھائی دیتی ہیں۔ تو ہی سب کا شروع، تو ہی سب کا آخر ہے۔ تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔" (مسلم)

ایک دوسری بار کی محمدؐ صاحب کی دعا ہے۔

"اے اللہ میرے دل کو پاک کر۔ اسمیں چھل کپٹ نہ رہے۔ میرے اعمال کو پاک رکھ انھیں دکھاوا نہ رہے۔ میری زبان کو پاک کر دو کبھی جھوٹ نہ بولے۔ میری آنکھوں کو پاک کر انمیں چھل نہ ہو۔ سچ سچ آنکھوں کے اندر کے چھل کو اور جو کچھ لوگوں کے سینوں میں چھپا رہتا ہے۔ اس سب کو تو جانتا ہے۔"

قرآن کی کچھ خاص باتیں

عورتوں کے بارے میں

عورتوں اور مردوں کے ایک دوسرے کے ساتھ برتاؤ کے بارے میں قرآن میں جگہ جگہ ہدایتیں دی گئی ہیں ان ہدایتوں سے اس زمانے کے عربوں کے رواجوں میں بہت بڑا سدھار ہوا۔ اور وہ ہدایتوں سے جگہ پاک زندگی کی طرف چلنے لگے جس طرح "نارد اسمرتی" میں لکھا ہے "استریاہ چھیترم دیجو نرا" یعنی عورتیں کھیت ہیں اور مرد ان میں بیج ڈالنے والے ہیں۔ اسی طرح قرآن میں عورت کی مثال کھیتی کی زمین کے ساتھ دی گئی ہے۔

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

مراد یہ ہے کہ عورت کا کام آدمی کی شہوانی ضرورت کو پورا کرنا نہیں ہے بلکہ اس کی نسل کو چلانا اور بچوں کو پالنا ہے۔

محمدؐ صاحب سے پہلے عرب میں عورتوں کے کسی طرح کے کوئی حق نہیں تھے۔ نہ انھیں باپ دادا کی جائداد کا کوئی حصہ ملتا تھا۔ ان کا درجہ جانوروں یا مال و اسباب کا سا مانا جاتا تھا۔ "قرآن نے حکم دیا کہ جس طرح مرد کے عورت پر حق ہیں۔ اسی طرح عورتوں کے مرد پر حق ہیں" "عورتیں مردوں کیلیے اور مرد عورتوں کے لئے۔ دونوں ایک دوسرے کے لئے لباس یعنی دونوں ایک دوسرے کی زینت ہیں"

قرآن میں بار بار عورتوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے کا، انصاف کرنے کا، اور ان کے مال اور دھن کی حفاظت کرنے کا حکم ہے۔ مرد کو کوئی حق نہیں کہ جو عورتوں کا الگ دھن ہو اسے اس سے لے یا "جو مرد اسے دے چکا ہو واپس لے"

قرآن سے پہلے عورت کو اپنے باپ بھائی خاوند یا کسی کے مرنے پر اسکی جائداد سے کسی طرح کا حصہ نہ ملتا تھا۔ قرآن نے حکم دیا۔

"ماں باپ یا اس کے رشتہ دار جو کچھ چھوڑ جائیں۔ اسمیں سے ایک حصہ مردوں کو ملے گا اور ایک حصہ عورتوں کو چاہے کل جائداد کم ہو یا زیادہ سب کا حصہ طے ہے"

"چھوٹے بچوں کو کبھی ماں باپ یا کسی رشتہ دار کے مرنے پر پہلے کچھ نہ ملتا تھا۔ عربوں کا پرانا قانون تھا "کسی بھی ایسے آدمی کو جو دوسروں پر حملہ کرنے میں بھالے کو اچھی طرح کام میں لانا نہ جانتا ہو کسی جائداد سے کوئی حصہ نہ ملے گا" جن لوگوں کو رات دن ایک دوسرے سے لڑنا پڑتا [illegible] ان میں اس طرح کا قانون قدرتی تھا۔ قرآن نے مردوں، عورتوں [illegible] کو الگ

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

الگ حصے طے کر دیئے ۔"

شادی کے لئے عربوں میں پہلے کوئی خاص رشتہ مانع نہ تھا۔ یہاں تک کہ باپ کے مرنے پر بیویاں اسکے بیٹے کی ملکیت سمجھی جاتی تھیں۔ قرآن نے اس گندے رواج کو ہمیشہ کے لئے بند کر کے طے کر دیا کہ کن کن رشتہ داریوں میں شادی کرنا منع ہے۔"

سوا اپنی بیاہتا عورت کے کسی دوسری عورت کے ساتھ چاہے وہ غلام ہو یا کوئی بھی ہو عورت مرد کا برتاؤ قرآن نے ہمیشہ کے لئے ناجائز اور گناہ ٹھہرا دیا۔

"اللہ چاہتا ہے کہ تم پر رحم کرے لیکن جو لوگ اپنی نفسانی خواہشوں کے پیچھے چلتے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ تم اللہ سے بالکل پھرے رہو۔"

ہر عورت کو جائز طریقوں سے پیسہ کمانے کا اور اپنی دولت کا خود مالک ہونے کا پورا حق دیا گیا۔"

"اللہ نے اگر تم میں سے کسی کو دوسرے سے زیادہ دیا ہے تو اس کی لالچ مت کرو جو آدمی جو کچھ کمائے گا وہ اسی کا مال ہوگا۔ اور جو کوئی عورت جو کچھ کمائے گی وہ اسی کا ہوگا۔ اللہ سے دعا مانگو کہ وہ تمھیں اپنی نعمتیں دے سچ مچ اللہ سب جانتا ہے۔"

پھر بھی عورتوں اور بچوں کے رہنے کھانے پینے کا بندوبست کرنا مرد کا فرض بتایا گیا اور ماں کا فرض بتایا گیا ہے کہ پورے دو سال تک بچے کو دودھ پلائے

اگر مرد عورت میں کوئی جھگڑا ہو تو قرآن کا حکم ہے کہ "ایک پنچ مرد کی طرف سے اور ایک پنچ بیوی کی طرف سے بیٹھ کر دونوں میں صلح کرا دیں

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کیونکہ اللہ میل میں مدد دیتا ہے۔" اور "پھر سے میل کر لینا بہت اچھی بات ہے۔ اس پر بھی اگر کسی طرح دونوں میں نہ بنے تو قرآن خاص حالتوں میں اور کڑی شرطوں کے ساتھ طلاق کی بھی اجازت دیتا ہے لیکن کسی ایسی عورت کو طلاق نہیں دیا جا سکتا جسکے پیٹ میں بچہ ہو۔ طلاق دی ہوئی عورت کیلئے اسکے گذر بسر کا ٹھیک ٹھاک کر دینا طلاق دینے والے آدمی کا فرض ہے۔" مرد کا فرض ہے کہ عورت کو انصاف اور نیکی کے ساتھ رکھے اور جب کسی طرح نہ بن سکے تو محبت کے ساتھ اور کھلے دل سے الگ کرے ساتھ ہی عورت کو طلاق مانگنے کا اتنا ہی حق ہے جتنا مرد کو لیکن طلاق کی اجازت ہوتے ہوئے بھی محمد صاحب کی ایک بڑی مشہور حدیث ہے "جتنی باتوں کی آدمی کو اجازت دی گئی ان سب میں اللہ کو سب سے زیادہ نفرت طلاق سے ہے" (ابو داؤد)

دونوں میں سے کسی ایک کے مر جانے پر مرد یا عورت دونوں کو دوسری شادی کرنے کی قرآن میں ایک برابر اجازت ہے۔

قرآن میں مرد کو ایک ساتھ چار تک شادی کرنے کی اجازت ہے لیکن جس آیت میں یہ اجازت دی گئی ہے وہ احد کی مشہور لڑائی کے بعد کی ہے۔ اس وقت بہت سے مسلمان لڑائی میں شہید ہو گئے تھے بیواؤں اور یتیموں کی تعداد بڑھی ہوئی تھی۔ بیواؤں کیلئے اپنے یتیم بچوں کو پالنا مشکل ہو رہا تھا۔ ان سب کے گذر بسر کا بندوبست ٹھیک سے کرنا ضروری تھا۔ دلیش میں عورتیں زیادہ تھیں اور مرد کم۔ آگے بھی اسی طرح کی لڑائیاں ہونیوالی تھیں۔ ان حالات میں جو آیت اتری وہ یہ ہے ——

"اور اگر تمھیں یہ ڈر ہے کہ تم اسکے بنا یتیموں کے ساتھ انصاف نہیں کر سکتے تو جو عورتیں تمھیں ٹھیک جنچیں انکیں سے دو کے ساتھ یا تین کے ساتھ یا چار کے ساتھ شادی کر سکتے ہو لیکن اگر تمھیں یہ ڈر ہے کہ تم اپنی ان سب بیویوں کے ساتھ ایک سا برتاؤ یا انصاف نہ کر سکو گے تو صرف ایک کے ساتھ شادی کرو۔ یا جن سے اننگ کر چکے صرف ایک سے شادی کرنا تمھارے لئے زیادہ ٹھیک ہے تاکہ تم ٹھیک سے سیدھے راستے سے نہ ہٹ سکو۔"

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ایک اور جگہ لکھا ہے ——

"اگر تم چاہو بھی تو یہ تمہاری طاقت سے باہر ہے کہ کئی بیویوں کے ساتھ ایک سا انصاف کا برتاؤ کر سکو"

اس طرح عرب کی ایک خاص حالت میں زیادہ سے زیادہ چار شادیوں کی اجازت دیتے ہوئے بھی قرآن میں ایک مرد کے لئے ایک شادی یعنی ایک بیوی کا خاوند ہونا آدرش مانتا ہے۔

قرآن میں بدچلنی کو مرد اور عورت دونوں کیلئے سخت گناہ بنایا گیا ہے۔ بدچلنی کی سزا یہ ہے کہ قصوروار کو سب کے سامنے سو کوڑے لگائے جائیں۔ مسلمانوں کے لئے بدچلنی کرنیوالے مرد یا عورت سے شادی کرنا منع کیا گیا ہے۔ ساتھ ہی کسی عورت پر بدچلنی کا جھوٹا الزام لگانے کی سزا اسی کوڑے لکھی ہے۔ اللہ سے یہ دعا مانگنے کا حکم دیا گیا ہے کہ وہ آدمی کو شیطان کے پھندے، گندی باتوں اور بدچلنی سے بچاوے اور اسکی زندگی کو پاک رکھے۔ پاک زندگی یعنی نیک چلنی کو گنوارے اور شادی شدہ لوگوں، مالکوں، غلاموں سب کے لئے ضروری بنایا گیا ہے۔

قرآن کی جن آیتوں سے پردے کی بابت ہاں یا نہیں کا کوئی سوال نکل سکتا ہے وہ یہ ہیں۔

"اے نبی اپنی بیویوں، اپنی لڑکیوں اور مسلمان عورتوں سے کہہ دو کہ چادر اوڑھ لیا کریں۔ یہ زیادہ مناسب ہے تاکہ وہ پہچانی جا سکیں اور کوئی انھیں تکلیف نہ دے اور اللہ معاف کر دینے والا اور رحمان ہے۔"

"اے محمد جو مرد تمہاری بات پر ایمان لے آئے ان سے کہہ دو کہ اپنی آنکھوں کو نیچی رکھیں اور شرم سے کام لیں اس سے ان کی زندگی زیادہ پاک رہے گی۔ سچ مچ وہ جو کچھ کرتے ہیں اللہ سب کچھ جانتا ہے۔"

"اور جو عورتیں تمہاری بات پر ایمان لے آئیں ان سے کہہ دو کہ اپنی آنکھوں کو نیچی رکھیں اور شرم سے کام لیں اور اپنی سجاوٹ کا دکھاوا نہ کریں سوائے ان سجاوٹوں کے جو اوپر دکھائی دیتی ہیں اور اپنی چھاتیوں پر اوڑھنی ڈال لیا کریں۔ اور سوا اپنے خاوند، باپ، خاوند کے باپ، بیٹوں، خاوند کے بیٹوں، بھائیوں، بھائی کے بیٹوں، بہن کے بیٹوں یا عورتوں یا نوکرانیوں یا خواجہ سرا نوکروں یا بچوں معصوم بچوں کے اور کسی کے سامنے اپنی سجاوٹوں کا دکھاوا نہ کریں۔ اور پیر کو اس طرح زمین پر پٹک کر نہ چلیں

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کہ جو گہنے وغیرہ انہوں نے چھپائے ہوں وہ ظاہر ہو جائیں۔ اور اے ایمان والو تم سب اللہ کی پناہ لو کہ تمہارا بھلا ہو"۔

اس طرح قرآن میں نگاہ نیچی رکھنے اور شرم سے کام لینے کا مرد و عورت دونوں کو ایک سا حکم ہے۔ عورت کو یہ بھی حکم ہے کہ اپنی سجاوٹ کا دکھاوا نہ کریں۔ لیکن قرآن کے مطابق نہ عورتوں کا گھروں کی چہار دیواری میں بند رہنا ضروری ہے اور نہ منہ اور ہاتھ یعنی ان حصوں کا ڈھکنا ضروری ہے۔ جو معمولی کام کاج اور چلنے پھرنے میں اوپر دکھائی دیتے ہیں"۔

دکھن بھارت اور دکھن پورب ایشیا کے کچھ اور دیشوں کی طرح ان دنوں عرب میں بھی عورتوں کے چھاتیاں ننگی رکھ کر چلنے کا رواج تھا۔ قرآن نے اس آیت میں اسی رواج کو بند کیا ہے۔

[illegible] کاموں کے بدلے میں جنت اور نجات کا وعدہ قرآن میں عورتوں اور مردوں دونوں [illegible] برابر کہا گیا ہے۔

"بے شک جن مردوں نے خود کو ان کی مرضی پر چھوڑ دیا ہے اور جن عورتوں نے اپنے کو اللہ کی مرضی پر چھوڑ دیا ہے۔ جو مرد ایمان لائے ہیں اور جو عورتیں ایمان لائی ہیں۔ جو مرد اللہ کا حکم مانتے ہیں۔ اور جو عورتیں اللہ کا حکم مانتی ہیں۔ جو مرد سچے ہیں اور جو عورتیں سچی ہیں۔ جو مرد صبر کرتے ہیں اور جو عورتیں صبر کرتی ہیں۔ جو مرد عاجزی سے کام کرتے ہیں اور جو عورتیں عاجزی سے کام کرتی ہیں۔ جو مرد خیرات کرتے ہیں اور جو عورتیں خیرات کرتی ہیں۔ جو مرد روزے رکھتے ہیں اور جو عورتیں روزے رکھتی ہیں۔ جو مرد اپنی خواہش کو قابو میں رکھتے ہیں اور جو عورتیں اپنی خواہش کو قابو میں رکھتی ہیں۔ جو مرد اللہ کو بہت بہت یاد کرتے ہیں اور جو عورتیں اللہ کو بہت بہت یاد کرتی ہیں۔ اللہ نے ان سب کے لئے معافی اور بہت بڑا انعام تیار کر رکھا ہے۔

جہاد

لفظ جہاد قرآن میں بہت جگہ آیا ہے۔ جہاد کے معنی ہیں کسی ایسی چیز کو جو ٹھیک نہ ہو یا اپنی حد سے بڑھ گئی ہو قوت لگا کر اسے ٹھیک کرنے کی کوشش کرنا

...red in Database

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized by eGangotri

"کسی بھی کام میں جد و جہد کرنا یعنی سخت کوشش کرنا۔"

قرآن میں جگہ جگہ "جہاد فی سبیل اللہ" آیا ہے جس کے معنی ہیں اللہ کی راہ میں کوشش کرنا۔ اسلام کے شروع کے دنوں میں قریش کے ظلموں سے اپنی جان اور اپنے دین کو بچانے کے لئے جو مسلمان اپنے وطن مکے سے بھاگ کر ایتھوپیا چلے گئے تھے ان کے اس کام کو قرآن میں اللہ کی راہ میں اپنی جان اور اپنے مال سے جہاد کرنا کہا گیا ہے۔

اس جہاد کا کسی قسم کے بھی ہتھیاروں یا لڑائی سے کوئی واسطہ نہیں اس وقت تک مسلمانوں کو جنگ کی اجازت بھی نہ دی گئی تھی۔ بلکہ مسلمانوں کو حکم تھا کہ وہ اپنے دشمنوں کے ظلموں کو بنا کسی طرح کا بدلہ لئے سکون و صبر سے برداشت کریں اور جہاں تک ممکن ہو برائی کا بدلہ بھلائی سے دیں۔"

قرآن میں خود محمد صاحب کو اللہ نے کئی جگہ حکم دیا ہے کہ جن لوگوں نے ابھی تک تمہاری بات نہیں مانی یا جو مسلمان ہو چکے تھے۔ اور پھر بھی سچے اور صاف دل سے تمہارا ساتھ نہیں دے رہے تھے۔ ان سب کے ساتھ جہاد جاری رکھو یعنی محبت کے ساتھ انھیں سمجھانے بجھانے میں کوتاہی نہ برتو۔ یہاں بھی جہاد سے کسی قسم کا کوئی واسطہ ہتھیار بند لڑائی سے نہیں ہے۔ ان مسلمانوں کے خلاف جنکا ان آیتوں میں ذکر ہے نہ کبھی کسی ہتھیار اٹھانے کی اجازت دی گئی اور نہ کبھی کسی نے ہتھیار اٹھائے۔

ان آیتوں کے بارے میں مولوی محمد علی نے قرآن کے انگریزی ترجمے The Holy Quran میں لکھا ہے۔

"یہاں جہاد کے معنی تلوار کی لڑائی کر ... عربی زبان سے بالکل ناواقف ... ظاہر کر ..."

ایسے ہی بچیسویں سورہ کے باونویں آیت میں محمد صاحب سے کہا ...

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کہ "لوگوں کے ساتھ قرآن کے ذریعہ جہاد کبیر کرو"۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اپنی پوری طاقت کے ساتھ ان میں قرآن کی تعلیم پھیلاؤ۔ اور انھیں سمجھاؤ۔ اس پر مولوی محمد علی نے لکھا ہے کہ "اس آیت سے صاف ثابت ہو جاتا ہے کہ جہاد قرآن پاک میں کن معنوں میں استعمال کیا گیا ہے۔ یہ مانی ہوئی بات ہے کہ یہ سورت مکے کے زمانے کی ہے۔ اور اس کا جنگ سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ اس آیت کے مطابق سچائی کا پرچار کرنے کی جو کوشش کی جائے وہ صرف جہاد ہی نہیں بلکہ جہاد کبیر یعنی بڑا جہاد ہے۔ قرآن کے سب مفسر جیسے بیضاوی، امام اسیرالدین ابوحیان وغیرہ اس آیت میں لفظ جہاد کے یہی معنی نکالتے ہیں۔"

جو لوگ اپنے دشمنوں کے ظلم سے بچنے کے لئے بھاگ کر کسی دوسری جگہ چلے جائیں لیکن سچائی کو نہ چھوڑیں۔ اور صبر کے ساتھ اپنے دین پر قائم رہیں۔ انکے اس کام کو بھی قرآن میں بار بار جہاد کہا گیا ہے۔ اسی طرح خیرات کرنا۔ غریبوں اور یتیموں کو پالنا۔ دوسروں کی مدد کرنا مصیبتیں سہنا ان سب کو اللہ کی راہ میں جہاد بتایا گیا ہے۔ محمد صاحب کی ایک مشہور حدیث ہے کہ "سب سے بڑا جہاد اپنے نفس پر قابو پانا ہے"۔ اپنے نفس کو قابو میں رکھنے کو ہی عربی زبان میں، اور عام طور پر اردو کتابوں میں جہاد اکبر مانا گیا ہے۔

مسلمانوں میں آج تک دین کے اس طرح کے کاموں کو جیسے نماز پڑھنا روزہ رکھنا، زکوٰۃ دینا وغیرہ میں بہت زیادہ وقت اور محنت خرچ کرنا مجاہدہ کہا جاتا ہے۔"

جہاں تک لفظ جہاد کا قرآن کے ساتھ تعلق ہے لکھی تین باتیں پورے یقین کے ساتھ کہی جا سکتی ہیں۔

(۱) قرآن میں لفظ جہاد جگہ ایسے موقعوں پر آیا ہے جہاں ہتھیار اٹھانے اور لڑنے سے کبھی کوئی واسطہ نہیں ہے اور دین کے معاملوں میں ہر کوشش کو جہاد کہا گیا ہے۔

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

(۲) سارے قرآن میں کسی ایک ایسی جگہ بھی جہاں صاف مطالبہ صرف لڑنے یا ہتھیار اٹھانے سے ہو لفظ جہاد کو نہیں استعمال کیا گیا ہے۔

(۳) خاص حالتوں میں قرآن کے اندر اپنے دین کی حفاظت کے لئے ہتھیار اٹھانے یا لڑنے کی اجازت بھی دی گئی ہے لیکن جہاں کہیں بھی اس کا ذکر آیا ہے وہاں لفظ جہاد نہیں استعمال کیا گیا ہے۔ بلکہ صرف لفظ قتال استعمال کیا گیا ہے جس کے معنی قتل کرنا یا لڑنا ہے۔

عاقبت آخرت جنت اور جہنم

عاقبت اور آخرت یہ دونوں لفظ قرآن میں جگہ جگہ مرنے کے بعد کی زندگی کے معنی میں بھی آئے ہیں اور آدمی کے اچھے برے کاموں کے نتیجوں کے معنی میں بھی آئے ہیں کہیں کہیں جگہ عاقبت اسی زندگی کے اندر آدمی کے اچھے برے کاموں کے اچھے اور برے نتیجوں کے معنی میں بھی آیا ہے۔

جنت اور جہنم ان دونوں کا بھی قرآن میں بہت جگہ ذکر آتا ہے۔ مسلمان عالموں کی رائے اس بارے میں الگ الگ ہے کہ جنت یا جہنم میں روح ہمیشہ کے لئے رہتی ہے یا صرف خاص وقت کے لئے۔ لیکن بہت سے بڑے بڑے عالم یہی کہتے ہیں ——

"کسی روح کے ہمیشہ تک دوزخ میں رہنے کا خیال قرآن کے خلاف ہے۔"

محمد صاحب کی اس قسم کی حدیثیں بھی ہیں جیسے ——

"سچ مچ ایک دن آئے گا جب کوئی بھی آدمی دوزخ میں نہ رہ جائے گا۔"

قرآن کی کچھ آیتوں سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کے اندر جنت اور جہنم کے خیال آدمیوں کے اچھے اور برے کاموں کے نتیجوں کو صاف صاف دکھلانے کے لئے صرف ایک تمثیل یا تشبیہ کے طور پر ہیں۔

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اوپر کی ان آیتوں کا ذکر کرتے ہوئے مولوی محمد علی نے لکھا ہے کہ ___

" اس سے ہمیں اصلی اسلامی جنت کا پتہ چلتا ہے۔ ہر نیک بات یا ہر نیک کام ایک اچھے درخت کی طرح ہیں۔ جو ہر موسم میں پھل دیتا رہتا ہے۔ یعنی جنت میں آدمی کو پھل ملیں گے اور جو ہر وقت اس کی پہونچ میں رہیں گے۔ وہ آدمی کے اپنے نیک کاموں کے نتیجوں کے سوا اور کوئی چیز نہیں ہیں۔ جنت کے درخت دراصل آدمی کے اپنے نیک کام ہیں۔ جو درختوں کی طرح اس زندگی کے نیک کاموں کے روحانی نتیجوں کی شکل میں پھل دیتے رہتے ہیں۔ یہ بھی خیال رکھنا چاہیئے کہ قرآن پاک میں جبکہ نیک کاموں کی مثال پھل والے درختوں سے دی گئی ہے ایمان کی مثال بارپانی یا نہروں سے دی گئی ہے۔ ہماری جسمانی زندگی پانی ہی سے نکلی ہے اور اسی سے قائم ہے۔ اس لئے قرآن میں جبکہ نیک آدمیوں کے لئے ہمیشہ یہ کہا گیا ہے کہ وہ ایمان لاتے ہیں اور نیکی کرتے ہیں۔ جنت کو ہمیشہ اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ وہ ایک باغ ہے جسمیں نہریں جاری ہیں۔ یہاں نہروں سے مطلب ایمان سے ہے اور باغ کے درختوں سے مطلب آدمی کے نیک کاموں سے ہے۔"

قرآن کی سینتالیسویں سورۃ میں جہاں جنت کے اندر طرح طرح کی نہروں اور ہر طرح کے پھلوں کا اور جہنم میں کھولتے ہوئے پانی کا ذکر کیا گیا ہے وہاں بھی اس سب چیز کو بطور تمثیل استعمال کیا گیا ___

کہیں کہیں ان دکھوں کو جنہیں لوگ اس دنیا کے اندر برے کاموں کے پھل کی شکلوں میں جھیل چکے ہیں جہنم کی آگ بتایا گیا ہے۔

کہیں جگہ نیک کاموں کے بدلے میں اسی دنیا کے باغوں وغیرہ کو جنت نام دیا گیا ہے۔ محمد صاحب کی ایک مشہور حدیث ہے جسمیں انہوں مصر عراق

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ایران کی دریاؤں کو جنت کی نہریں کہا ہے۔

جنت کے ساتھ لفظ حور بھی قرآن میں کم سے کم چار جگہ آیا ہے۔ لفظ حور احور کی جمع ہے اور حورا کی بھی جمع ہے۔ احور مذکر ہے اور حورا مونث اس لئے حور مذکر بھی ہے اور مونث بھی۔ جنت کا وعدہ بھی قرآن میں نیک مردوں اور نیک عورتوں دونوں کے لئے ایک ہی طرح کیا گیا ہے۔ جن آیتوں میں کئی جگہ حوروں کا بیان ہے ان سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیاوی یا نفسانی خواہشوں کے ساتھ حور لفظ کا کوئی واسطہ نہیں ہے۔

"ظاہرا دیکھنے سے لفظ حور سے ایک عورت کا بیان معلوم ہوتا ہے۔ وہ اصل میں اس زندگی کے کاموں کے نتیجوں کا بیان ہے۔ جو لفظ کام میں لائے گئے ہیں وہ دونوں طرف لگ سکتے ہیں۔ یہ روحانی برکتیں ہیں جنجیں موٹے جسمانی ڈھنگ سے دکھایا گیا ہے۔ قرآن میں کہیں بھی یہ نہیں لکھا کہ موت کے بعد کی زندگی میں مرد عورت کا اسی طرح تعلق ہے۔ جن برکتوں کا وعدہ کیا گیا ہے وہ اور چاہے کچھ بھی ہوں یا نہ ہوں مردوں اور عورتوں دونوں کے لئے برابر ہیں۔ ان کی بابت پکی بات صرف یہی کہی جا سکتی ہے کہ اس زندگی کی جسمانی لذتوں سے ان کا کوئی واسطہ نہیں ہے۔ دونوں چیزیں دو بالکل الگ الگ طرح کی چیزیں ہیں۔" (محمد علی)

محمدؐ صاحب کی ایک حدیث ہے ——

"اللہ کہتا ہے کہ اپنے نیک بندوں کے لئے اللہ نے جو نیک پھل تیار کر رکھے ہیں۔ ان کا نہ ان آنکھوں سے دیکھنے کا کوئی تعلق ہے نہ ان کانوں سے سننے سے نہ انسانی دل و دماغ کے کسی احساس یا تصور سے۔ (بخاری)

قرآن کو غور سے پڑھنے پر کم سے کم ایک رائے ضرور ہو سکتی ہے اور اسکے

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اور اسکے لئے کافی گنجائش ہے کہ قرآن کے اندر جنت اور جہنم کے خیالات صرف
تمثیلی ہیں اور جسمانی لذتوں سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

جنت کے معنی عربی میں باغ یعنی آرام کی جگہ ہے۔ اور جہنم یروشلم کے پاس
کا وہ محلہ تھا جہاں کسی زمانے میں آگ کی پوجا کرنے والے رہا کرتے تھے۔ جہنم
کا مطلب آگ یا تکلیف کی جگہ ہے دوزخ فارسی لفظ ہے جس کا وہی اکاس
ہے جو سنسکرت لفظ "دکھ" کا۔ فارسی لفظ فردوس، انگریزی کا پیراڈائس،
اور سنسکرت پرادیشیہ ایک ہی مادے سے ہیں پرانے ایرانی اپنے شہر سے
باہر کے باغوں کو پیرودس (پرادیشیہ) کہا کرتے تھے۔ انہی سے فردوس
اور پیراڈائس بنے

۱۵

4019

1/30964

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

1993.
105पे0.
103980 84.01/325

44पे0.
103892 84.01/326

4019

...red in Database
Signature with Date

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

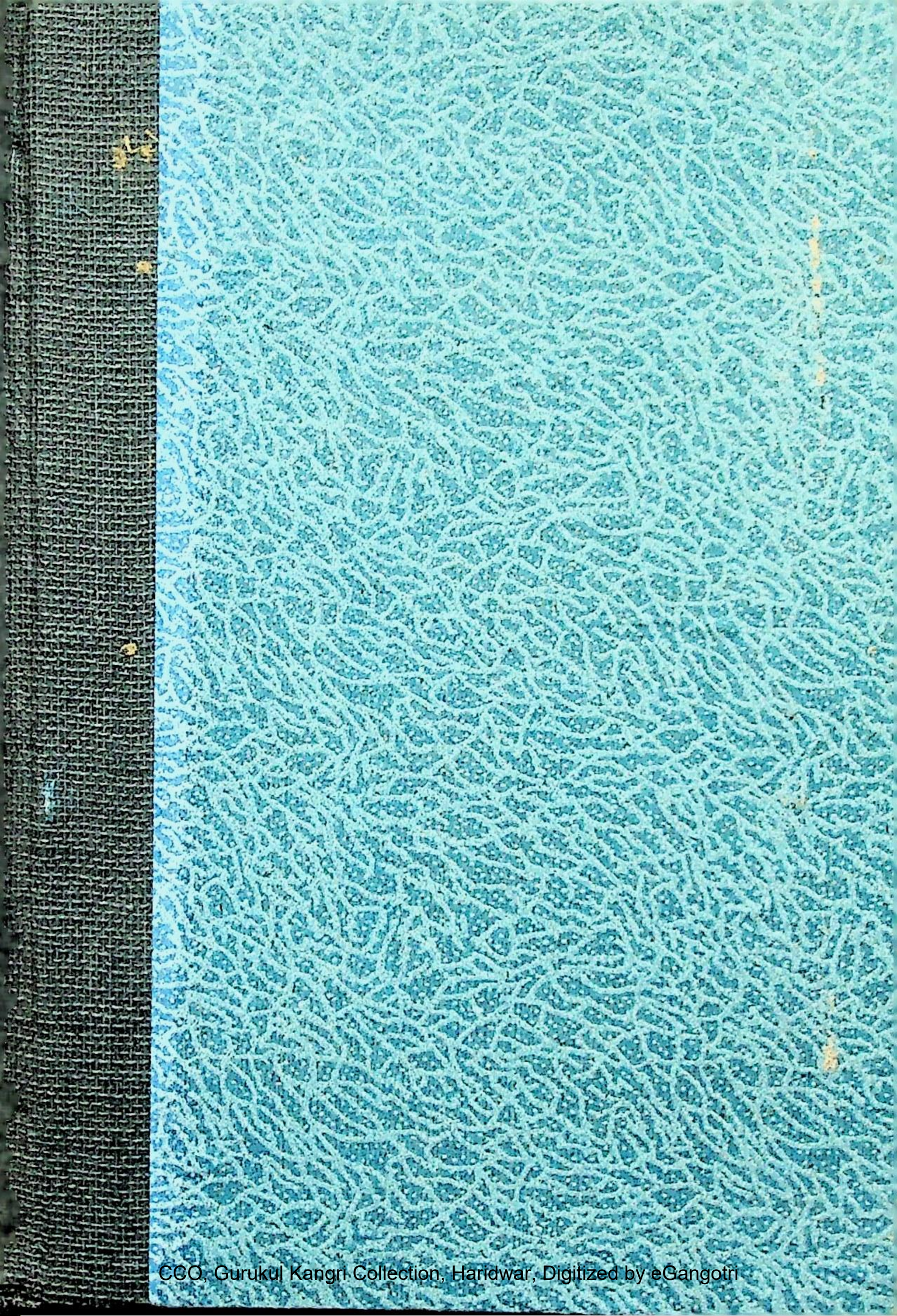
स्वरूप. कानपुर : ब्रह्मनारायण तिवारी,
1993.
105पे०.
103980 84.01/335

1993.
44पे०.
103892 84.01/326

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri


CC0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri